أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ

ستارے چاند کے المعروف

اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی آئینی حیثیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور دوستوں کی مقدس جماعت صحابہ کرام خلفاء راشدین اور اہل بیت عظام کے تعارف اور اسلام میں اُن کی وُقعت کے بارے میں تاریخ ساز مجموعہ

مصنف
علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید

Scanned with CamScanner

ھدیہ تبریک

بر موقع

شادی خانہ آبادی

برادرِ عزیز

عثمان حیدر

[illegible]

7-11-2021.

Scanned with CamScanner

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ③

ستارے چاند کے

المعروف

اسلام میں صحابہؓ کرامؓ کی آئینی حیثیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور دوستوں کی مقدس جماعت صحابہ کرامؓ، خلفاء راشدین اور اہل بیت عظامؓ کے تعارف اور اسلام میں ان کی وقعت کے بارے میں تاریخ ساز مجموعہ

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

☆☆☆☆☆☆

نام کتاب.................. اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت

تالیف.................. مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

سن تالیف.................. ۱۴۱۲ھ ---۱۹۹۱ء

طبع جدید.................. ۱۴۴۲ھ---۲۰۲۰ء

کل صفحات.................. ۳۵۲

تعداد.................. ۱۱۰۰

Scanned with CamScanner

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
پہلا باب	
صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہم معلومات	15
صحابہ کرامؓ کی تعداد	15
صحابہ کرامؓ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ونظریہ	16
صحابہ کرامؓ سے متعلق دوسری معلومات	18
علوم صحابہ کرامؓ	19
نجوم ہدایت	20
محمدی جماعت رضی اللہ عنہ اسلام کا بنیادی اثاثہ	22
طبقات صحابہ کرامؓ کی اسلامی تقسیم	24
طبقات صحابہ کرامؓ تاریخی تقسیم	26
دوسرا باب	
صحابہ کرامؓ کا مقام ومرتبہ	28
تیسرا باب	
اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت	35

Scanned with CamScanner

صحابہ کرامؓ کی اہمیت و وقعت کے عقلی شواہد	38
مقام صحابہ کرامؓ اور تاریخ کی حیثیت	49
عبداللہ بن سبا کی کارگزاری	51
صحابہ کرامؓ دشمنی کا آغاز	59
عدالت صحابہ کرامؓ اور قرآنی تصریحات	64
مہاجر وانصار کی بے مثال تعریفیں	67
وثیقہ رسول	68
صحابہ کرامؓ کی باہمی اخوت پر خدائی تعریف	68
صحابہ کرامؓ کے ایمان کا واشگاف اعلان	69
خدا اور رسول کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے ایمان کی شہادت	71
صحابہ کرامؓ کے اعلیٰ کمالات کا اظہار	72
صحابہ کرامؓ کی بہترین صفات	73
ذکر استغفار صحابہ کرامؓ	75
صحابہ کرامؓ کا مقام علو	76
معیاریت حق	76
کی طرف فضائل صحابہ کرامؓ کا اعلان	79
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے فضائل	81
صحابہ کرامؓ کے بارے میں کی وصیت	85
محبت صحابہ کرامؓ کی تلقین	90
صحابہ کرامؓ مبلغ اسلام ہیں۔	92

صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں	94
فکر انگیز	98
صحابہ کرامؓ پر تنقید پر فاروق اعظمؓ کا ردعمل	100
صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کے لئے آئمہ اربعہ کی طرف سے فتویٰ کفر	102
چوتھا باب	
شیخین کے بعد دیگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں ۱۲ اماموں کی رائے	1,06
حضرت امام زین العابدینؒ کا ارشاد	113
حضرت امام حسن عسکریؒ کا ارشاد	117
صحابہ کرامؓ پر تنقید خدائے ذوالجلال کو بھی پسند نہیں ہے	122
صدیق اکبر پر اعتراض کا خدا کی طرف سے جواب	122
صحابہ کرامؓ کے دشمن کو خود اسی کے الفاظ میں یاد کیا جائے	126
پانچواں باب	
صحابہ کرامؓ کے بارے میں عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی آراء	129
مؤرخ ایڈورڈ گبن کا اعتراف	130
پروفیسر فلپ کے حتی کا اعتراف	131
فرانسیسی اسکالر کا اعتراف	134
مسٹر فرینسیسکو ریرولڈ کا اعتراف	134
مسٹر سیمیر کا اعتراف	135
مسٹر گاؤس فری میکس کا اعتراف	136
مسٹر کارلائل کا اعتراف	136

Scanned with CamScanner

پنڈت لالہ رام چند کا اعتراف	137
سردار کرشن سنگھ کا اعتراف	138
تورات وانجیل کی شہادت	139
چھٹا باب	
بیعات صحابہ کرامؓ	143
ساتواں باب	
صحابہ کرامؓ بحیثیت حکمران	145
دفتر مملکت نبوت کے کاتب (رجسٹرار) صحابہ کرامؓ	146
صحابہ کرامؓ کی حکومتوں کے بنیادی قوانین	146
صحابہ کرامؓ کے غیر مسلموں سے سیاسی معاہدے	149
ابو عبیدہؓ نے شام کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا	150
صحابہ کرامؓ کا غلاموں سے حسن سلوک	151
غیر مسلموں پر صحابہ کرامؓ کی مراعات کا اثر	153
آٹھواں باب	
صحابہ کرامؓ کے عقائد ونظریات	155
بت شکنی اور شرک وبدعت سے نفرت	157
نوواں باب	
عبادات صحابہ کرامؓ	160
دسواں باب	

تاریخ کے عہد ساز انسانوں (صحابہ کرامؓ) کی تہذیب وثقافت	182
سخاوت وفیاضی کی حیرت انگیز تاریخ	184
صحابہ کرامؓ کے تجارتی اصول	190
صحابہ کرامؓ کے مکان	191
گیارہواں باب	
اہل بیت رسولؐ اور صحابہ کرامؓ	193
اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم یعنی امہات المومنینؓ کے فضائل	196
بارہواں باب	
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خاندان نبوتؐ	213
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خاندان نبوت کے ساتھ رشتہ داری	214
حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت حسنؓ وحسینؓ وفاطمہؓ	216
حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے القاب	218
تیرھواں باب	
حضرت عمرؓ اور خاندان نبوت	220
حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کی بیعت	220
دوستانہ ذمہ داری	222
حضرت علیؓ حضرت فاروق اعظمؓ کے مشیر کی حیثیت سے	224
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت	224
اخراج یہود میں سیدنا عمرؓ کی موافقت	226

Scanned with CamScanner

خلفائے ثلاثہؓ کے دور میں حضرت علیؓ کی خدمات	229
حضرت علیؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی باہمی رشتہ داری	231
نکاح ام کلثومؓ پر اہل سنت اور کتب شیعہ کے دلائل	231
فاروقی رشتے	236
حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کی بیعت	237
چودھواں باب	
حضرت عثمانؓ اور خاندان نبوت	239
حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے فضائل	240
حضرت عثمانؓ اور حضرت حسنؓ کے مابین قرابت داری	242
حضرت عثمانؓ کی شان میں حضرت علیؓ کا یادگار خطبہ	245
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ کی فضیلت	246
حضرت سیدنا زین العابدینؒ کا بیان	247
حضرت عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب ہے	247
پندرھواں باب	
صحابہ کرامؓ کا عشق رسول ﷺ	248
(۲) حضرت عمر فاروقؓ کی والہانہ عقیدت	253
(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت	256
(۶) حضرت انسؓ بن نضر کی وارفتگی	258
(۸) حضرت ابوطلحہؓ کا عشق	260
(۱۰) حضرت عمارہؓ کی لازوال محبت	262

(۱۲) حضرت ابوایوب انصاریؓ کی خدمت	263
(۱۴) حضرت زید بن حارثہؓ محبوب کے دولت کدے میں	265
(۱۶) حضرت سعد بن الربیعؓ کا عشق اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی دعا	267
(۱۸) حضرت ابوذر غفاریؓ ایک عاشق زار	269
(۲۰) حضرت اسید بن حضیرؓ کی نیازمندی	271
(۲۲) حضرت ابوہریرہؓ کا اُنس	272
(۲۴/۲۵) قوم موسیٰ علیہ السلام اور اصحاب مصطفیٰ ﷺ	273
(۲۷) ایک نابینا صحابیؓ کی محبت	274
(۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن حرام، تمنائے شہادت	276
(۳۱) حضرت سفینہؓ کی عقیدت	277
سولھواں باب	
صحابہ کرامؓ کے تبلیغی کارنامے	279
صحابہ کرامؓ کی قرآنی خدمات	279
کاتبین القرآن	279
سترھواں باب	
حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا پہلا مدرسہ اور اس کے طلبہ صحابہ کرامؓ	280
اسماء اصحاب صفہؓ	281
اٹھارواں باب	
شہداء غزوہ بدر	283

Scanned with CamScanner

انیسواں باب	
خلفاء ثلاثہؓ کے ناموں پر بارہ اماموں کی اولاد کے نام	286
بیسواں باب	
کے آزاد کردہ غلام صحابہ کرامؓ	288
اکیسواں باب	
حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نامور جرنیل اور سپہ سالار صحابہ کرامؓ	293
بائیسواں باب	
نامور صحابیاتؓ کا مختصر تعارف	297
تیئیسواں باب	
وہ صحابہ کرامؓ جو برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے	303
برصغیر کے مسلمانوں کا حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے پہلا رابطہ	303
ہند، سندھ اور برصغیر کے دیگر علاقوں میں آنے والے صحابہ کرامؓ کے نام	304
چوبیسواں باب	
حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے موذن صحابہ کرامؓ	307
پچیسواں باب	
صحابہ کرامؓ وخلفاء راشدین کی تعمیر کردہ مساجد ومکاتب	308
چھبیسواں باب	
صحابہ کرامؓ کے جنگی کارنامے	314

صحابہ کرامؓ کا فوجی نظام	314
فوج کی تقسیم	315
زخمیوں کی مرہم پٹی کا انتظام	316
عہد صحابہ کرامؓ کا فوجی نظام	318
صحابہ کرامؓ کے حیرت انگیز جنگی واقعات	318
ستائیسواں باب	
کرامات صحابہ کرامؓ	323
حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پہلے لشکر کی روانگی	323
حضرت عمر فاروقؓ کی عظیم کرامت	326
حضرت عثمانؓ کی گستاخی کی سزا	327
شیر خداؓ کی کرامت	330
حضرت زبیرؓ کی باکرامت برچھی	332
دشمن صحابہ کرامؓ کا انجام	333
حضرت سعدؓ کی ایک اور کرامت	334
حضرت حمزہؓ نے قبر سے جواب دیا	336
حضرت خالدؓ بن ولید کی کرامت	336
مٹی مشک بن گئی	337
فرشتوں کا سایہ	338
حضرت خبیب بن عدیؓ	339
مکہ کی آواز مدینہ تک پہنچی	340

Scanned with CamScanner

لاش کوز میں نگل گئی	341
شہد کی مکھیوں کا پہرہ	342
دنیا میں جنت کی خوشبو	343
لاش آسمان تک بلند ہوئی	344
اٹھائیسواں باب	
آخری گذارش	346
اصحابؓ رسولؐ کے بارے میں خمینی کا نظریہ	347

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مولف

زیر نظر کتاب ۱۹۸۰ء میں جامعہ فاروقیہ کراچی کے قیام کے دوران مخدوم ومکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی خواہش پر تصنیف کی گئی، ابتداء میں اس مجموعے کا نام ''ستارے چاند کے'' تجویز کیا گیا، ایک سال قبل شاہ ایران کا تختہ الٹ کر خمینی نے اقتدار سنبھالا تھا، اس وقت اس کتاب کی اہمیت ووقعت کا قطعی اندازہ نہ تھا، والد مکرم حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ کی علالت کے باعث ایک ہی سال بعد کراچی کو خیر باد کہنا پڑا اور مسودہ کتاب سفر کے آخری مراحل میں گم ہوگیا، کراچی سے جو سامان لایا گیا، بسیار تلاش کے باوجود اس میں کتاب نہ ملی، عرق ریزی اور دن رات محنت وکاوش کی خامہ فرسائی کا یہ زیاں دیکھ کر دل اچاٹ ہوگیا، بارہا اسفار اور تتبع کے باوجود مسودہ کتاب نہ کراچی سے ملا نہ گھر کی مختصر سی لائبریری سے کوئی سراغ لگا۔ قائد محترم مولانا حق نواز جھنگویؒ کی المناک شہادت کے بعد جب راقم پر سپاہ صحابہؓ کی ذمہ داری پڑی تو نئی نسل اور جماعت کے کارکنوں کو اسلام میں صحابہ کرامؓ کی قانونی اور آئینی حیثیت سے شناسائی کرانے کے لیے دل میں پھر اسی جذبہ نے انگڑائی لی، زندگی بھر اتنا بڑا صدمہ نہ اٹھایا تھا جس قدر قلق اس مسودہ کی گمشدگی کا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں سعودی حکومت کی دعوت پر حج پر حاضری ہوئی تو ایک روز اسی مسودہ کی باریابی کے لیے ملتزم پر بارگاہ ذوالمنن میں درخواست پیش کی، اور دعا کے موقع پر صحابہ کرامؓ کا تقدس اور آج کے حالات میں اس کتاب کی ضرورت واہمیت پیش نظر رہی، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ واپسی کے چند ہی روز بعد پرانے کاغذات اور بوسیدہ مخطوطات کے انبار سے مسودہ مل گیا، پورا مسودہ خزاں رسیدہ پتوں کی مانند ٹکروں کی شکل میں دستیاب ہوا، اب کچھ حوصلہ بھی ہوا اور صحابہ کرامؓ

کی کرامت نظر آئی کہ جب اس کتاب کی ضرورت تھی خدا نے غیبی مدد سے اس کی توفیق بخش دی، مسودہ کتاب پر نئی کتاب کی طرح محنت کی گئی۔ پاکستان میں مصروفیات کے باعث بنگلہ دیش اور دبئی کے اسفار میں مسودہ کی صفائی ہوئی، الحمدللہ کئی نئے عنوانات سامنے آئے، مختلف موضوعات کو جدید ضرورت کے مطابق شامل کیا گیا، یوں ''ستارے چاند کے'' کا مسودہ ''اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت '' کی شکل میں ہدیہ ناظرین ہے۔

ابوریحان ضیاءالرحمٰن فاروقی

،دارالتصنیف پاکستان سمندری۔

پہلا باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہم معلومات

صحابہ کرامؓ کی تعداد

صحابہ کرامؓ کے اعداد و شمار سے متعلق کوئی تاریخ کسی حتمی تعین تک نہ پہنچ سکی، آئمہ تاریخ نے چند اقوال ہمارے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ انہیں سے صحابہ کرامؓ کی تعداد پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

امام شافعیؒ:۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ تھی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے روایت کی اور ان کی علاوہ بھی بہت بڑی صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی۔ دس ہزار صحابہ کرامؓ کے نام تواریخ میں محفوظ ہیں، باقی اسماء پردہ گمنامی میں ہیں۔ (اسدالغابہ)

بعض کے مطابق صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے، ایک روایت میں ایک لاکھ انتیس ہزار ہے۔ دار قطنی کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ تھے۔ ایک قول میں دو لاکھ چوبیس ہزار حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ یاد رہے کہ یہ تمام اقوال یقین واذعان اور تحقیق و ثبوت کے باب میں ضعیف ہیں۔

امام ابوذرعہؒ کے قول کو متعدد آئمہ نے راجح قرار دیا۔ (الاستعیاب وابن فتحون)

صحابہ کرامؓ کی پہچان یا تعارف

۱۔ ایسا شخص کہ جس کا صحابی ہونا ہر دور کی بہت بڑی جماعت سے ثابت ہو۔ جیسے خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ کرامؓ

۲۔ ایسا شخص جس کا صحابی ہونا مشہور روایات سے ثابت ہو۔ جیسے عکاشہ بن محصنؓ، ضمام بن

Scanned with CamScanner

ثعلبہؓ۔

۳۔ مثلاً کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں شخص کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے میرے سامنے فلاں شخص سے گفتگو کی۔

۴۔ آئمہ تابعین کی صراحت سے صحابی ہونا ثابت ہو۔

۵۔ اگر کسی کی نسبت یہ ثابت ہوجائے کہ وہ عہد صحابہ کرامؓ کے کسی لشکر کا امیر بنایا گیا۔

۶۔ یہ ثابت ہوجائے کہ فلاں شخص کی پیدائش پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے یہاں ہدیہ تبریک بھیجا گیا۔

۷۔ جس کی نسبت یہ ثابت ہوجائے کہ یہ حجۃ الوداع میں شریک ہوا، وہ بھی صحابیؓ ہے۔

علاوہ ازیں کوئی شخص خود صحابیت کا دعویٰ کرتا ہے تو صرف اس صورت میں اس کا دعویٰ مقبول ہوگا کہ وہ کہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت تھوڑے وقت کے لیے دیکھا اور نہ طویل صحبت کے لیے دوسرے صحابہ کرامؓ کی شہادت ضروری ہوگی۔

(ابن عبدالبر۔ الاستیعاب وغیرہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ونظریہ

صحابہ کرامؓ ذوالعزّ والاحترام

☆ ایک ایسے مقدس گروہ کا نام ہے جو رسول اکرم ﷺ اور عام امت کے درمیان اللہ کا عطا کیا ہوا ایک واسطہ ہے۔

☆ وہ قدسی الاصل قافلہ جو انبیاء کے بعد سب سے افضل اور برتر ہے۔

☆ ان کے مشاجرات پر تاریخی یا روایتی کسی ایسی خامہ فرسائی کو قبول نہیں کیا جاسکتا، جس سے ان کا تقدس پامال ہو۔

☆ ایسی مستند اور باوثوق جماعت کو بولا جاتا ہے، جن کے متعلق بدنیتی، بداعتقادی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

☆ اس بابرکت گروہ کی طرف برائی کی نیت کرنا، ان کے تذکرے کو ناشائستہ بحث کا موضوع بنانا، کتاب وسنت کے قانون میں قطعاً جرم ہے۔

☆ قرآن مجید کے اول مخاطب، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے قریبی دوست اور آپ ﷺ کے بیان کردہ فضائل کے مصداق ہیں۔

☆ کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ میں ہر صحابیؓ ہدایت کا چراغ ہے۔ فیوض وبرکات کی آماجگاہ ہے۔ ساری کائنات کے اولیاء، اقطاب اور آئمہ سے افضل ہے۔

☆ جس صحابیؓ نے پل بھر کے لیے رسول ﷺ کو دیکھا وہ بھی انبیاء کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہے۔

☆ تمام صحابہ کرامؓ اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، ان کے متعلق ایسی کوئی تاریخی روایت قابل قبول نہ ہوگی جس سے ان کی عدالت مجروح ہوتی ہو۔

☆ انبیاء کی طرح صحابہ کرامؓ معصوم تو نہیں ان سے کبیرہ وصغیرہ گناہ ممکن ہے، مگر کسی صحابیؓ کے ذمہ کوئی کبیرہ گناہ باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام معصوم نہیں، لیکن محفوظ ہیں۔

☆ جس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کا باہمی اختلاف رہا ہو، عہد حاضر میں اس مسئلہ پر اختلاف کرنے والے پر کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

☆ ۔ صحابہ کرامؓ پر سب کرنا (گالی دینا) کفر ہے۔ ان کے متعلق دل میں غیظ رکھنا، ان کی امانت و دیانت میں کسی قسم کا شبہ کرنا خود کو فسق وفجور میں داخل کرنا ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ کے فضائل، سوانح وافکار، علوم، موافقات اور علمی وسیاسی کارناموں کا اجاگر کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔

Scanned with CamScanner

نقش ہے صفحہ ہستی پہ صداقت ان کی

صحابہ کرامؓ سے متعلق دوسری معلومات

☆ بیعت عقبہ اولیٰ میں جو صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کے دست اقدس پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کی تعداد ۴۹ ہے۔

☆ عہد نبوت میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد ۲۷۰ ہے۔ (زرقانی)

☆ حضور ﷺ کے مقرر کردہ سفراء کی تعداد گیارہ ہے۔ (زرقانی)

☆ بعثت نبوت کے وقت درج ذیل صحابیؓ زیادہ پڑھے لکھوں میں شمار ہوتے تھے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ عثمانؓ۔ ابوعبیدہؓ۔ طلحہؓ۔ یزید بن ابی سفیانؓ، ابوحنیفہؓ۔ حاطبؓ۔ خالد بن سعیدؓ ابوسفیانؓ۔ امیر معاویہؓ۔ (عورتوں میں) ام سلمہؓ۔ ام کلثومؓ۔ عائشہؓ۔

☆ اسلام کی پہلی ہجرت حبشہ جس میں 11 مرد اور 4 عورتیں تھیں۔ حبشہ کی دوسری ہجرت میں 28 مرد اور 19 عورتیں شامل تھیں۔

☆ فتح مکہ کے روز دوش رسالت پر سوار ہو کر جس نے بت ڈھائے ہیں وہ حضرت زینبؓ کے صاحبزادے نواسہ رسول علیؓ تھے۔ جن کی عمر اس وقت چودہ برس تھی۔ (طبقات ابن سعد)

☆ عشرہ مبشرہ یعنی دنیا میں جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ کرام دس ہیں۔ یوں تو مختلف اوقات میں دوسرے بہت سے صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی، لیکن ان دس حضرات کو بیک وقت ایک حدیث میں جنتی بتایا۔

☆ صحابہ کرامؓ جو بعد میں خلیفہ ہوئے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علی۔ حسنؓ۔ معاویہؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔

☆ احادیث نقل کرنے والے صحابہ کرامؓ اڑھائی سو ہیں۔ (مسند ابوداؤد)

سب سے پہلے

☆ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا۔

☆ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے کعبہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا۔

☆ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں۔

☆ سب سے پہلے بچوں میں حضرت علی مسلمان ہوئے۔

☆ سب سے پہلے اسلام کی تاریخ میں سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا۔

☆ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے اپنے اہل بیت کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

☆ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت سمیہؓ شہید ہوئیں۔

☆ سب سے پہلے عہد فاروقی میں قتل کے قصاص میں ام ورقہ (صحابیہؓ) کے قاتل غلام اور لونڈی کو سولی پر لٹکایا گیا۔

☆ سب سے پہلے قرآن کے الفاظ حضرت خدیجہؓ نے سماعت فرمائے۔

☆ سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا حضرت حمزہؓ کے سر پر لہرایا گیا۔

علوم صحابہ کرامؓ

علم تفسیر.......... امام تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ

علم حدیث.......... حضرت ابوہریرہؓ

علم فقہ.......... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ

علم تصوف.......... حضرت ابوذر غفاریؓ

علم کتابت.......... حضرت زید بن ثابتؓ

Scanned with CamScanner

جامع علوم..........حضرت سیدہ عائشہؓ

جامع علوم..........حضرت علیؓ

سب سے زیادہ

☆ سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے قریب رہے اور آپؓ ہی سب سے زیادہ سچے تھے۔

☆ سب سے زیادہ آپ ﷺ کو ازواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ سے محبت تھی

☆ سب سے زیادہ روایات حضرت ابوھریرہؓ سے منقول ہیں۔

☆ سب سے زیادہ سخاوت حضرت عثمانؓ میں تھی۔

☆ سب سے زیادہ بہادر حضرت حمزہؓ تھے۔ حضور ﷺ نے آپؓ کو سیّدالشہداء کا لقب دیا۔

☆ سب سے زیادہ اسلام میں حضرت عثمانؓ مظلوم ہیں۔

☆ سب سے زیادہ حسین صحابہ کرامؓ میں حضرت دحیہ کلبیؓ تھے۔

☆ سب سے زیادہ علوم نبوت حضرت عائشہؓ کے پاس تھے۔

☆ سب سے زیادہ فتوحات عہد فاروقی اور عہد امیر معاویہ میں ہوئیں۔

☆ سب سے زیادہ حکومت امیر معاویہؓ نے کی۔

☆ سب سے زیادہ زاہد ابوذر غفاریؓ تھے۔

☆ سب سے زیادہ اسلام میں اذیتیں عمار بن یاسرؓ اور ان کے خاندان کو پہنچائی گئیں۔

☆ سب سے زیادہ حضور ﷺ کو اپنی اولاد میں حضرت فاطمہؓ سے محبت تھی۔

☆ سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ تھے۔

نجوم ہدایت

جماعت مصطفیٰ ﷺ کا سرسری تعارف

☆ ریشم واطلس وکم خواب کو پاؤں تلے روند کر فقر و درویشی کی آغوش میں سونے والے عظمت اسلام کے تاجدار۔

☆ حریم عشق رسالت ہو کر ظلم، طغیان، طوفان، معصیت، لاقانونیت، شرک اور کفر کے مقابل ننگی تلوار۔

☆ رموز نبوت سے واقف آفتاب سالت سے لمعہ افگن، ہادی برحق کی جاں سوز سعی کے شاہکار

-

☆ قصر نبوت کی بنیاد۔

☆ آفتاب ہدایت کی کرنیں، رشد فلک کے تارے۔

☆ کلام باری کے اوّلین مخاطب، بڑا استاد بڑے شاگرد، کامل پیر کامل مرید وفا شعار۔

☆ پاسدار، جلوہ بہار۔

☆ تلوار سے کھیلنے والی گردنیں، نیزوں سے ٹکرانے والے سینے، طوفان سے نبرد آزما ہونے والے جگر۔

☆ شاہوں کو حیرت زدہ کرنے والا وقار، دولت مندوں کے روبرو خسرانہ التفات۔

☆ نوخیز جانیں، خون آشام اٹھکیلیاں، نونہال جسم، موت کے سمندر میں تیرا کی کرنے والے دل۔

☆ جور و ستم کے عادی، سختی و بلا کے ہمرکاب، شہادت سے مزیّن۔

☆ شجاعت وشہادت کے ابر گوہر بار، سچائی کے تاریخ ساز معلّم، سطوت کے میں ار۔

مصطفیٰ کے یکتا موتی۔

☆ اکاسر وقیاصر کے تخت پلٹنے والے امت اور

☆ سفینہ اسلام کے ناخدا، گلزار نبوت ﷺ کے مہکتے پھول۔

☆ نبوت کے عینی شاہد، نزول قرآن کے چشم دید گواہ، قانون شریعت کی کمیٹی کے ارکان۔

☆ دستور اسلام کے محور ومحرک۔

☆ لہلہاتے کھیت، سبز باغ، چمکتے کاروبار، دکانیں، بلند محلات، حسین بیویاں، دلفریب اولاد، جان قریب اقارب چھوڑ کر، توڑ کر، لٹا کر، مٹا کر قدموں میں آنے والے حضور اکرم ﷺ ...

☆ نظم ونسق کے امام، درس وعلم کے شہریار، تبلیغ وہدایت کے حیرت انگیز معلم۔

☆ تاجر، خیاط، بزاز، کسان، سردار، مالدار، فقراء، مسکین، یتیم، امیر اور غریب سب غلامی حضور ...
میں آگئے۔

☆ حجاز، یمن، ایران، عراق، افغانستان، بخارا، بلخ، خراسان، اقالیم اربعہ، ہندوستان، مشرق سے مغرب تک یعنی بڑی بڑی سلطنتوں میں نجوم ہدایت کی روشنی پہنچی۔

محمدی جماعت رضی اللہ عنہ اسلام کا بنیادی اثاثہ

روتا ہوا دل، بہتی ہوئی آنکھیں آج کے نوجوانوں سے ہم کلام ہیں..........

تونے صلاحیت ذفکر کی تازگی، غلط کہانیوں، مفروضہ افسانوں پر صرف کردی۔

تیرا ''شوق مطالعہ'' ناولوں کی جاسوسی کہانیوں اور سنسنی خیز فیچروں میں غرق ہے۔

ہاں! ان مفروضہ قصوں سے تجھے کچھ مفاد نہیں ہے۔

تو دل بہلانے کو سفر کی گھڑی کاٹنے کو، شب تاریک کے اداس سناٹوں کو توڑنے کے لیے معصوم بیٹیوں کے ننگے بدن کی داستان دیکھتا ہے۔

آج کا قلم فروش، بے ضمیر قلم کار قوم کی بیٹیوں کے سر سے پردہ اٹھا کر تجھے ان کے

حسن کا زاویہ پرکھنے کو دیتا ہے اور تو مزے سے لے لے کر غیرت کا منہ چڑاتا ہے

..........آخر وہ بھی کسی کی بہن اور بیٹی ہے۔

ننگا بدن، ناصبور نگاہیں، پرکشش باہیں، پھرتیلی جھلملاہٹ تیرے دل کو ہوس کی ترکیب دیتی ہے اور تو اس گناہ کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔

آہ ....! کہ تو اپنے سچے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچی کہانیوں کو پڑھے، ان کے جاں نثاروں کے واقعات دیکھے، ان کی زندہ وتابندہ تاریخ سے قلب وجگر کو مسحور کرے، ان کی بہادری کے افسانے، جرات کے کارنامے، بھائی چارہ کے کرشمے، حق گوئی کے شہ پارے، عربوں کا تمدن، ثقافت وتہذیب کے ادوار دیکھے۔ خالدؓ، فاروقؓ، ابوعبیداللہؓ، عمرو بن عاصؓ، ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، ابن عوفؓ، معاویہؓ، حسنؓ، حسینؓ، بلالؓ، ابوہریرہؓ، عائشہؓ کی داستان حیات کا مطالعہ کرے۔

تہذیب نو کے لیے صحابہ کرامؓ کے مہکتے ہوئے افکار کی ضرورت ہے۔

طمانیت قلب کے لیے ہر کوئی بھاگ رہا ہے، سکون دل کے لیے ہر کوئی چیخ رہا ہے، امن وراحت کی جستجو ہر نفس کی جستجو ہے، مگر قوم فکر حقیقی سے بے بہرہ ہے، ہوس کی خودی مجرم ہے۔ مفکروں کے کشکول خالی پڑے ہیں۔ امن کے داعیوں کا ہر گروگرداب بیچارگی میں بلک رہا ہے۔ نظام ہائے عالم پہلوتہی کر گئے ہیں۔ کوئی لائحہ عمل عیش زندگی کا ضامن نہیں رہا۔ کوئی جماعت عہد ساز کردار کا آئینہ پیش نہیں کرتی۔ لینن کیفکر مردہ ہوکر تعلیم انسانیت کی راہوں سے بھٹک گیا ہے۔ مارکس اور اس کی جماعت کا کردار اپنے نصب العین کو دیس نکالا دے چکا ہے۔ انجلز کی صدا صدائے صحرا ہے۔ ابراہم لنکن کے نام لیواؤں نے اپنے محترم لیڈر کا منہ چڑایا ہے۔

ارسطو اور افلاطون کے فلسفے سو گئے ہیں۔ برنارڈ شاہ کی کہانی بے جان ہوگئی ہے۔ کردارِ عمل نام کی کوئی چیز ضابطہ ادراک میں نہیں رہی۔ بقراط وغیرہ کے محاسن رو کر ہار گئے ہیں۔ اب کن لوگوں سے صراطِ مستقیم مانگا جائے؟۔ کہاں سے زندگی کا ڈھنگ لیا جائے؟۔ معاشی، عمرانی اور سیاسی طرزِ عمل کن کا اپنایا جائے؟۔

خود فراموشی کی چادر اتار کر......، وہ دیکھیے ایک قدسیوں کا قافلہ مدینہ سے چلتا نظر آتا ہے۔ قرآن کی دستوری کتاب لیے مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے۔ عدل وانصاف اس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ مساوات اور امانت اس کا امتیاز ہے۔ قیصر وکسریٰ کے غرور سے کھیلنا اور رعایا پرور عدل گستری کا لوہا جماتا بڑھتا جا رہا۔ اس جماعت کے قائد اور سالار سادہ مزاج، رعایا پرور، خدا ترس اور پیکرِ عدل وانصاف ہیں۔ ان کا منشور سارے عالم سے جدا ہے۔ یہی سبب ان کی فلاح وفوز کا ہے۔

آیئے......! ہم بھی ان کو اپنا لیں اور دنیا کی سب سے عظیم، ترقی یافتہ اور بلند فکر وکردار کی حامل قوم بن جائیں۔ ضرورت ہے کہ گھر گھر ان کی تعلیمات پہنچائی جائیں۔ ہر بزم میں ان کی حقیقت بھرے افسانے، ہر چوک میں ان کے کارنامے آویزاں کئے جائیں۔ ان کی یادگاریں قائم کی جائیں، ان کی یاد میں مجالس بلائی جائیں۔ تا کہ ہر کارکن ہدایت کا درخشندہ ستارہ بن جائے۔ قدسیوں کے اسی قافلے کا نام ہے.................صحابہ کرامؓ

طبقاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلامی تقسیم

(اس اعتبار سے صحابہ کرامؓ کے دس طبقات ہیں)

۱۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ مبلغین ۔۔۔ اس طبقے کے معنوی قائد کا نام حضرت ابوبکر صدیقؓ ہے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد سب سے پہلے انہوں نے تبلیغ شروع کی۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ معلمین ۔۔ حضرت معاذ بن جبل ۔۔ (آنحضورؐ کے خصوصی مبلغ۔)

۳۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ محدثین ۔۔ حضرت ابوہریرہؓ ۔۔ (دعائے رسولؐ کی مراد ومحمود۔)

۴۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ فقہاء ۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۔۔
(کم سنی ہی سے فقہی کمالات کے مالک۔)

۵۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ مفسرین ۔۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۔۔
(قرآن کے سب سے پہلے مفسر۔)

۶۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ قائدین جہاد۔ حضرت خالد بن ولیدؓ۔ حضرت ابوعبیدہؓ۔ حضرت عمرو بن عاصؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ (بڑی بڑی جنگوں کے سپہ سالار)۔

۷۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ امراء حکام ۔۔ خلفاء راشدینؓ۔ (خلافت اسلامیہ کے نیر تاباں)

۸۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ سفراء اسلام ۔۔ حضرت دحیہ کلبیؓ۔
(بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں سفیر اسلام۔)

۹۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ خدام رسولؐ ۔۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت انس بن مالکؓ ۔۔
(امور خانہ داری کے نظماء)۔

۱۰۔ صحابہ کرامؓ کا طبقہ زھاد کرام ۔۔ حضرت ابوذر غفاریؓ۔ (سلطان المجاذیب)

طبقات مراتب

تمام صحابہ کرامؓ میں اول ۔۔۔ خلفاء راشدین

خلفاء کے بعد ۔۔۔ ازواج مطہرات (اہل بیت عظام)

ازواج کے بعد ۔۔۔ مہاجرین اولین

مہاجرین کے بعد ۔۔۔ اہل عقبہ

اہل عقبہ کے بعد ۔۔۔ اہل بدر

Scanned with CamScanner

ن بدر کے بعد۔۔۔اہل مشاہد (جو تمام لڑائیوں میں شریک رہے)۔

طبقات صحابہ کرامؓ تاریخی تقسیم

امام حاکم رحمتہ اللہ کے مطابق صحابہ کرامؓ کے بارہ طبقات ہیں...... بہت ہی ایجاز واختصار کے ساتھ ان کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

(1) صحابہ کرام کا طبقہ اول: اسلامی تنظیم کے وہ ابتدائی کارکن جو مصائب کے تند و تیز جھونکوں میں شمع رسالت کے گرد جمع ہوئے جب فاران کی بلندی سے حق کا پہلا آوازہ اٹھا تو سنگ باری شرع ہوئی، اس عہد میں جو کلمہ پڑھ گئے، انہیں قرآن کی زبان میں سابقون الاولون کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس طبقے کے پہلے فرد ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اس کی تعداد 9 ہے۔

(2) دوسرا طبقہ......: عمر بن خطابؓ کے اسلام کے بعد جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے اسلام کی علانیہ دعوت پیش کی ایک جماعت دارالندوہ (مکہ مکرمہ) میں آپ کو بلا کر ہمیشہ کی غلامی کے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔

(3) تیسرا طبقہ: جنہوں نے کفار کی اذیتوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ کے مہاجرین میں ۴۵ مرد اور چار عورتیں تھیں۔

(4) چوتھا طبقہ: جنہوں نے وادی عقبہ میں مدینہ سے آ کر آپ کی پہلی بیعت کی، یہ سب گیارہ افراد تھے۔

(5) پانچواں طبقہ: مدینہ کے وہ افراد جو پہلی بیعت کے دوسرے سال حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے اسی وادی میں آئے اور یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے مشہور ہوئی، ان کی تعداد بیس تک لکھی ہے۔

(6) چھٹا طبقہ: وادی قبا (مدینہ) میں ہجرت کے متصل جن لوگوں کو اسلام کے سایہ عاطفت

میں جگہ ملی۔

(7) ساتواں طبقہ......: یہ وہ طبقہ ہے جس نے سب سے پہلے الحاد وکفر سے نبرد آزما ہونے کی ٹھانی اور غلبہ اسلام کے سمندر میں ایسے محو پرواز ہوئے کہ تن بدن اور اقارب واموال کا ہوش نہ رہا۔ یہ ۳۱۳ ہی تھے اور میدان بدر میں ہزاروں کے روبرو فتح ونصرت کا شادیانہ لے کر لوٹے، یہ لوگ قطعی جنتی ہیں۔

(8) آٹھواں طبقہ: جنہوں نے بدر کی لڑائی کے بعد صلح حدیبیہ سے پہلے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کا کلمہ پڑھا۔

(9) نواں طبقہ: یہ بیعت رضوان والوں کا طبقہ ہے، ان کی تعداد ۱۴۵۰ ہے، یعنی صلح حدیبیہ سے قبل جو آپ ﷺ نے انتقام عثمانؓ کے تصور میں موت پر بیعت لی۔

(10) دسواں طبقہ: جنہوں نے صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک یعنی ۶ھ سے ۸ھ تک مدینہ کی طرف ہجرت کی، ان میں خالد بن ولیدؓ، عمرو بن عاصؓ اور ابوہریرہؓ جیسے احفظ الصحابہ کرامؓ شامل ہیں۔

(11) گیارھواں طبقہ: جو فتح مکہ کے روز اسلام کے عالم گیر نظام کو صداقت کی مہر منیر مان گیا۔ ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

(12) بارھواں طبقہ: وہ کم سن قریب البلوغ بچے جنہوں نے آفتاب رسالت سے روشنی پائی اور بہت تھوڑی مدت تک آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ ان میں سائب بن زیدؓ اور عبداللہ بن ثعلبہؓ کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسرا باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ومرتبہ

صحابہ کرامؓ کے گروہ سے وابستگی ہی ذریعہ نجات ہے۔

ناجی گروہ جماعت صحابہ کرامؓ ہے۔ عہد حاضر میں اہلسنت کے باہمی اختلاف کی صورت میں صحابہ کرامؓ ہی کے طرز عمل سے ہم شاہراہ ہدایت پر گامزن رہ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی تمام جماعتیں مثلاً حنبلی، شافعی، مالکی، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث صحابہ کرامؓ کی تعلیمات اور انکار کے ذریعے ہر قسم کی دوری ختم کرکے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔

قرآن وحدیث کی واضح تصریحات کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اسلام کے نزدیک صحابہ کرامؓ اوران کی پیروی کرنے والا گروہ ہی نجات پانے والا ہے۔ اسلام جس طرح کے افراد کا تقاضا کرتا ہے قرآن وحدیث جس قسم کی جماعتوں کو جنت کا مستحق قرار دے رہے ہیں، امت مسلمہ کے تمام گروہوں، کائنات ہستی کے تمام ملکوں، میں اس کے مصداق صرف وہی لوگ ہیں جو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی تربیت یافتہ، جماعت کی پیروی کرتے ہوں، یا آپ کے اجماع کو زندگی کا حقیقی منشور قرار دیتے ہوں، کیونکہ صحابہ کرامؓ کا کسی بات پر جمع ہوجانا اسی طرح حجت شرعیہ اور نص قطعیہ ہے، جس طرح قرآن اور حدیث میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا:

" علی الحق لایضرّهم من خالفهم حتیٰ یاتی امر الله (الحدیث)

ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی ان کے مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتی کہ قیامت آجائے گی۔

روایت بالا میں ''من امتی'' اور ''عصابۃ من امتی'' کے الفاظ بھی وارد ہوئے، اس طرح صحابہ

کرامؓ کا اجماع اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا.......:

میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی ۷۲ جہنمی ہوں گے آپ ﷺ سے پوچھا گیا، یارسول اللہ ﷺ جنتی کون ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا..........:

ما أنا علیہ و اصحابی۔ (جس پر میں اور میرے اصحابؓ ہیں)

یہاں آپ نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ جس پر میں ہوں بلکہ ہدایت اور جنت والوں میں اپنے ساتھ صحابہ کرامؓ کو بھی شامل کیا اس حکم میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک معیار، کسوٹی اور سانچہ قرار دیا ہے۔ یہ مسطر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا تیار کردہ ہے، اس کسوٹی کو ۲۳ سال کی محنت شاقہ کے بعد آپؐ نے برابر کیا تھا، اس گروہ کا خود تزکیہ فرمایا، خود اصلاح کی، خود ان کے بال وپر سنوارے، جان جوکھوں میں ڈال کر اس سانچے کو عین اسلام کے مطابق ڈھالا، مصائب وآلام اور مشکلات وحوادث میں اس گروہ کے طبائع کی اصلاح کی، ہر قسم کے عیب دور کرکے انہیں ان اصولوں کا شاہکار بنایا جو ۲۳ سال میں بارگاہ الٰہی سے عطا ہوئے تھے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے اپنی طبیعت وعادت مبارکہ کے مطابق ان کو حقیقی اور سچے انسانوں کی مانند تیار کرکے آنے والے جہاں کے لیے ایک مشعل ہدایت کے طور پر سجایا تھا۔

اب اس گروہ اور جماعت کو اس ظلِّ عاطفت سے علیحدہ کردیا جائے تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی تعلیمات، محنت وکاوش، تزکیہ اور ۲۳ سالہ جاں گسل سعی کا کوئی مفہوم نظر نہیں آتا۔

اسلام کا یہ مسطر اور سانچہ اس لئے تیار کیا گیا تھا کہ صفحات عالم پر آئندہ عقائد واعمال کی جب بھی کوئی سطر کھینچی جائے گی تو اسی مسطر سے برابر کرلی جائے۔

ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ کئی مسائل میں تو صحابہ کرامؓ میں بھی باہمی اختلاف ہوا ایسے مواقع

Scanned with CamScanner

پر معیار کونسی چیز ہوگی۔؟

تو اس کے بارے میں حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے اور مدینہ منورہ کے عظیم فقیہہ حضرت قاسم بن محمدؒ کے حوالے سے نہایت خوبصورت بات نقل کی ہے۔

حضرت قاسم بن محمدؒ فرماتے ہیں......!

''اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلاف میں ہمارا یہ بڑا فائدہ رکھا ہے کہ اب اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کے مطابق بھی عمل کرلے تو اس کے لیے اتنی گنجائش نکل آئی ہے۔''

ابن وہبؒ اس کی مزید تشریح کرتے ہیں..................

قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ.......... مجھے عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول بہت پسند ہے کہ ....مجھ کو یہ تمنا نہیں ہوتی، کہ صحابہ کرامؓ میں اختلاف نہ ہوتا اگر کہیں مسائل دینیہ میں ایک ہی قول ہوتا تو بعض صورتوں میں لوگوں کے لئے وہ عملی تنگی کا باعث ہوجاتا لیکن اب ان کے اختلاف سے دین میں عمل کی مختلف راہیں نکل آئی ہیں چونکہ وہ ہمارے مقتدیٰ ہیں اس لئے اگر ان میں کسی کا قول اختیار کرلیا جائے تو وہ بھی دین کی ایک سنت پر عمل سمجھا جائے گا۔ (الاعتصام ج ۲ ص ۱۴۶)

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے فرمان ''اختلاف امتی رحمۃ'' کا یہی مفہوم ہے، اس کا بظاہر حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ چونکہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے زیر سایہ تربیت پانے والے تھے شریعت کے اغراض ومقاصد کو پوری طرح سمجھتے اور رعایت کرنے والے تھے، اس لئے ان کے اختلاف کی وجہ سے ایک عمل کی جو مختلف صورتیں پیدا ہوئیں وہ سب دین کی راہیں کہلائیں

گی، اور سب مقبول ہوں گی اگر ان کے اختلاف کی بدولت یہ مختلف صورتیں سامنے نہ آتیں تو بعض حالات میں اس ایک صورت پر عمل دشواری کا باعث بن سکتا تھا جیسے حضرات خلفاء اربعہ نے اپنے اپنے ادوار میں بحیثیت حکمران کوئی دربان مقرر نہ کیا لیکن حضرت معاویہؓ نے نہ صرف یہ کہ دربان مقرر کئے بلکہ حکومتی عہدیداروں کی حفاظت کے لئے چوکیدار بٹھائے۔ آج کے سازشی دور میں دربان، چوکیدار اور محافظ کے بغیر کسی طرح حکومتیں قائم رہ سکتی ہیں، ایسے موقع پر حضرت معاویہؓ کے طرز عمل کو شان راہ بنا کر حکمران حفاظتی اقدامات کریں گے تو یہ بھی دین ہی کا تقاضا سمجھا جائے گا اس کو اسلام میں رخصت کا عمل قرار دے کر اس کا جواز صاف نظر آئے گا۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا...... : الصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے تمام صحابہ کرامؓ ستاروں کی طرح ہیں، جس کی اقتداء کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔

اس واضح فرمان کے بعد یہ بات سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں رہتی کہ صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت اسلام کا حقیقی معیار اور خدا اور رسول کی سچی ترجمان ہے، ان کے ہر ہر عمل میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی سنت اور خدائی احکامات کی روشنی جھلکتی تھی۔ آج کے دور پر آشوب میں جہاں بدعات ورسوم کا غوغا ہے، باہمی نفرتیں عروج پر ہیں، اپنے تئیں ہر شخص درست سمجھتا ہے۔ انانیت واستکبار اور غرور وعجب نے حقیقت کو ڈھانپ لیا ہے۔ چاروں طرف فتنے ہی فتنے اور اختلاف کا شور ہے، اپنی اپنی تحقیق حرف آخر قرار دی جارہی ہے ایسے حالات میں ضروری ہے کہ ہم محمدی جماعتؓ ہی کے طرز عمل کو اپنائیں چونکہ اس جماعت کا طرز وطریق بہر صورت حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے مستفید ہے اس لئے جملہ صحابہ کرامؓ کے عقائد ونظریات، اعمال وافعال سب رسول اللہ ہی سے ماخوذ ہیں اور نہایت شرح وبسط سے انہوں نے دین کے اصلی

Scanned with CamScanner

تقاضوں کو اپنایا تھا تو ہمیں اسی نجات یافتہ گروہ کو حضرت خاتم الرسلین ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی کا اثاثہ خیال کرنا چاہئے۔

حضرت خاتم الرسلین ﷺ نے فرمایا...... : عَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ط

میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

حضرت خاتم الرسلین ﷺ کے اس ارشاد کے بعد اگر ہم خلفاء سے استفادہ کریں گے اور آج کے دور کے لیے ان سے رہنمائی مانگیں گے تو یہ اصل میں حضرت خاتم الرسلین ﷺ کے احکام پر عمل ہوگا۔

مشہور محدث قاضی اسماعیلؒ رقم طراز ہیں......

حضرت خاتم الرسلین ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے اختلاف سے جو وسعت ہم کو حاصل ہوئی وہ دین میں اجتہاد کرنے کی وسعت ہے کیونکہ ان کے اختلاف اس کی دلیل ہے کہ غیر منصوص مسائل میں انہوں نے اجتہاد کیا ہے اور اس اجتہاد ہی کی وجہ سے ان میں اختلاف پیدا ہوئے اختلاف کے رحمت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرامؓ کے مختلف افعال میں ہر شخص کو بے دلیل اپنی مرضی کے مطابق انتخاب کا حق حاصل ہوگیا ہے۔''

(از الاعتصام بحوالہ ترجمان السنہ ص ۸۰ ج ۱)

دینی مسائل میں صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلاف ہی کی وجہ سے امت کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ ظاہر ہے یہ اجتہاد اسلام کے بنیادی عقائد اور اساسی نصوص میں نہیں بلکہ صرف فروع میں ہے۔ کیونکہ اصول میں کسی کو اپنی رائے دینے کا کوئی حق نہیں بلکہ بنیادی تعلیمات تو خدا اور اس کے رسول نے پہلے سے متعین کردی ہیں اور صحابہ کرامؓ نے ان پر عمل کر کے ایک اسوہ حسنہ اور ایک طرز عمل امت کے سامنے رکھ دیا ہے صحابہ کرامؓ کے اسی طرز عمل نے ہدایت

کے دروازے ان پر کھول دیئے ہیں، اسی وجہ سے راقم کا خیال ہے کہ اسلام کے اصولوں پر جس طرح صحابہ کرامؓ نے عمل کیا ہمیں بھی ان پر اسی طرح عمل کرنا چاہیے، فروع میں جو ضوابط انہوں نے متعین فرمائے آج کے مجتہدین کو انہی پر اجتہاد کی عمارت استوار کرنی چاہئے۔ جب اسلام پر عمل پیرا ہونے میں کسوٹی اور مسلم صحابہ کرامؓ کی جماعت ہوگی تو مسلمانوں میں باہمی کوئی اختلاف باقی نہیں رہ سکتا۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی کی جملہ تشریحات صحابہ کرامؓ نے متعین کردی ہیں، تفاسیر کے تمام نکات خدائی احکام کے تمام اسرار و رموز صحابہ کرامؓ نے واضح کر چھوڑے ہیں اب میں قرآن کا مفہوم اپنی طرف سے کیوں متعین کروں۔ احادیث کا مدعٰی اپنی جانب سے کیوں ظاہر کروں، ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حضرت خاتم الرسلین ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت ہی سے قرآن وحدیث کے مفاہیم ومطالب دریافت کرے اگر ساری مسلمان امت اسی اصول پر گامزن ہوجائے تو ہر قسم کا فروعی اختلاف ختم ہوکر وحدت کے سایہ میں جمع ہوجائے گی۔

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ چودہ سو سالہ دور میں ایک جماعت ہمارے سامنے ہے جو اسلام کی عملی تصویر فراہم کررہی ہے ان کے پاس اسلام پر عمل کرنے کے لیے انفرادی زندگی کا نمونہ بھی ہے اور اجتماعی زندگی کا لائحہ عمل بھی وہ حکومتی ایوانوں کی رہنمائی بھی کرتے ہیں اور تنہا ایک مسلمان کو کس طرح زندگی گزارنی چاہئے، اس کے اصول بھی بطور تشریحات ان کے دریچے میں موجود ہیں، اس بحث کو ہم حضرت خاتم الرسلین ﷺ کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات بھی واضح ہوگی کہ کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کی باہمی اختلاف کی صورت میں ہدایت کا راستہ کون سا ہے۔؟

عَن عبدالله بن عمر قَال سمعتُ رسول الله ﷺ يقول سَألتُ رَبّي عن اختلاف اصحابي من بعدي فاوحىٰ اليّ يا محمد انّ اصحابک

عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نورٌ فمن اخذ بشئی مماهم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدیً
وقال رسولُ الله ﷺ اصحابی کاالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم .

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کرامؓ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا کہ، اے محمد! حقیقت یہ ہے کہ تمہارے صحابہ کرامؓ میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان پر ستارے، ان ستاروں میں سے اگرچہ بعض قوی ہیں لیکن ہرایک میں روشنی ہے۔ پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے جس چیز کو بھی اختیار کرلیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے اس پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا میرے تمام صحابہ کرام ستاروں کی طرح ہیں جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوۃ شریف)

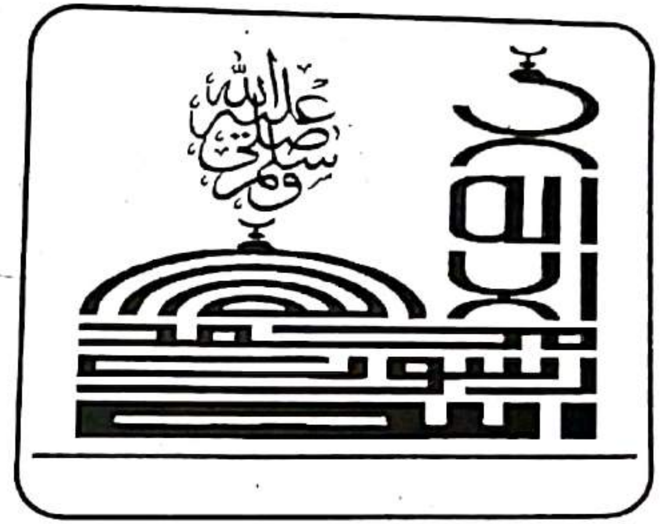

تیسرا باب

اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت

صحابہ کرامؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں

اسلام میں حضرت خاتم الانبیا ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرامؓ کو جو مرتبہ اور مقام حاصل ہے اس کے مطابق یہ جماعت دنیا میں سب سے برگزیدہ، مقدس اور نہایت بلند منصب پر فائز ہے، انبیاء کے بعد اس جماعت سے بہتر کوئی مخلوق نہیں، اس گروہ کے ہر فرد کو عدالت وانصاف، سچائی اور شرافت کا جو اعزاز عطا ہوا اس پر ملائکہ بھی رشک کررہے ہیں، ان کی زندگیوں کا جہاز مصائب دہر کے تھپیڑوں میں اٹھکیلیاں لیتا رہا۔ مشکلات کے بھنور میں ہچکولے کھاتا رہا، آلام کی کھائیوں میں جان بلب رہا، تاہم یہ لوگ طوفانوں کی تیز وتند موجوں میں بھی اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ رہے۔

عرب کے ان صحراء نشینوں نے ہر دکھ میں محمد رسول اللہ کا ساتھ دیا، ہر پریشانی میں تاجدار رسالت کی صحبت فیض سے مشام جان کو معطر کیا، بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی دین مصطفوی ﷺ سے وابستگی کو باقی رکھا، وطن، قوم، ملک، بستی، اولاد، تجارت القصہ متاع حیات کی ہر چیز لٹا کر بھی خدا کے رسول کی رفاقت کو نہیں چھوڑا۔

چونکہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد باب نبوت بند ہو رہا تھا اس لیے انبیاء کی وراثت کا تحفہ بھی انہی کو عطا ہوا، محمدی دستورالعمل کا ابلاغ بھی انہی کے حصہ میں آیا، قرآنی ہدایات نبوی تعلیمات کے فروغ کے حامل بھی یہی لوگ قرار پائے، یہ لوگ جب دنیا کے سب سے بڑے سردار کی ذمہ داریوں کے امیں ٹھہرے تو ان کو پاکبازی اور راست بازی میں دنیا کا سب سے بڑا تحفہ عطا کیا گیا۔ اس پوری جماعت کے لیے خود باری تعالیٰ رطب اللسان ہوئے، کئی

سوقرآنی آیات نے ان کی شان بیان کی، دوہزار محمدی فرامیں ان کے کمالات، اصلاح نیت وحسن عمل کے شاہد بنے، ان کی دوستی، پیغمبرانہ الفت ومحبت، اعتماد ووثوق نے اپنا رنگ دکھایا کر یہی لوگ دینِ محمدی کے اصل گواہ، نبوت ورسالت کے حقیقی شاہد، اسلام کے اولین مخاطب اور خدائی کلام کے پہلے مصداق قرار پائے۔

جہاں تک مقام صحابیت کا تعلق ہے وہ خدا اور رسول کی واضح تصریحات کے بعد متعین ہوچکا ہے، ان کی عظمت اور جلالت چمکتے ہوئے سورج کی طرح عیاں ہوچکی ہے، ان کی بزرگی، تقدس اور تعظیم، پاک باطنی، صالح قلبی پر مہر ثبت ہوچکی ہے، کسی انسان کی تنقید ان کے اجلے کردار کو داغدار نہیں کرسکتی، کسی مورخ کا قلم ان کے آراستہ حسن کو میلا نہیں کرسکتا۔

شرف صحابیت، نبوت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا اعزاز ہے، اس کا حصول عطیہ خداوندی ہے۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے پیغمبر کی صحبت کے لیے جن لوگوں کو اپنی قدرت ومشیت کے مطابق منتخب کیا وہی لوگ اس کمال سے مزین ہوئے۔ خود بارگاہ خداوندی سے بار باران کی صفائی، ان کی رضامندی اور ان کے تقویٰ، ورع، للّٰہیت، خداترسی کا اعلان ہمارے اس دعوے کی تصدیق کررہا ہے۔

یہ وہ دولت کبریٰ ہے جو بعد کے کسی ولی، قطب اور ابدال کو حاصل نہیں ہوسکی، یہی وہ جماعت ہے جسے ارادہ ازلیہ نے پوری کائنات میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی صحبت ورفاقت اوراسلام کی نصرت وحمایت کے لیے منتخب کیا، یہی جماعت حضرت خاتم المرسلین ﷺ اورامت کی درمیانی کڑی ہے۔

خدا کی طرف سے صحابہ کرامؓ سے رضامندی کا اعلان ایسی سند امتیاز ہے کہ ساری کائنات مل کر اس سند کی اہمیت کم نہیں کرسکتی۔ یہ کہنا کہ خدا ان سے راضی ہوا، اعلیٰ انعام ہے پھر اس انعام کی عظمت دوچند ہوجاتی ہیں جب یہ بھی کہا جائے کہ وہ بھی خدا سے راضی ہوگئے، خدا پہلے تو خود

ان سے راضی ہوا پھر وہ بھی خدا سے راضی ہوئے، بتایا جائے کہ یہ سب کچھ محبت کے بغیر کیسے ممکن ہے......؟ جب رضا اور محبت ثابت ہوگئی تو یہ لکھنے کا کیا جواز ہے کہ ان کے دل میں ایمان نہیں تھا؟، یا وہ وفات رسول کے بعد کافر ہوگئے تھے...... یا چار آدمیوں کے علاوہ سب منافق تھے۔ اعلان کرنے والا قلوب کی اتھاہ گرائیوں سے بھی واقف ہو، یہ الفاظ دنیا کے سب سے بڑے سردار کے لوح قلب پر اتارے گئے ہوں، ان الفاظ کو پڑھنے کا مرتبہ ایک ایک لفظ پر دس دس نیکیاں بتلایا گیا ہو، صبح ازل سے شام ابد تک یہ دستاویز خدائی کلام کی سچائی کا اعلان کررہی ہو، نہیں کہا جاسکتا کہ ظاہر وباطن سے واقفیت رکھنے والا مالک حقیقی خدانخواستہ ناقابل اعتماد افراد کو کس طرح صداقت اور عدالت کا تحفہ افتخار عطا کررہا ہے۔

خدائی احکامات اور حقائق کے تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ پاک نہاد طبقہ ذوق معصیت سے دور اور جنس گناہ سے گریزاں ہے، ان کی طبائع میں گناہ سے فرار اور نفرت طبعی امر ہے یہ معصوم تو نہیں، محفوظ ضرور ہیں، ان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں ان پر تنقید کرنا ضلالت اور گمراہی ہے، ان سے بغض رکھنا کفر والحاد ہے، ان سے نفرت کا اظہار کرنا قرآن وحدیث سے بغاوت ہے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ جن کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے ہدایت کے درخشندہ ستاروں کی حیثیت رکھتے ہیں، بعض مواقع پر ان کے باہمی اختلاف کو نیک نیتی پر محمول کیا جائے گا۔ ان کے خلاف ہر تحقیق اور تحریر، ہر کاوش اور ہر فکر مردود ہے۔ صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت ''قدسی الاصل'' ہے۔ یہ پورا قافلہ اسلام کا اولین شارح اور قرآن کا حقیقی مخاطب ہے، اس جماعت نے ایسے وقت میں ہمارے رسول ﷺ کا ساتھ دیا، جب مکہ کے سرداروں نے آپ ﷺ کو اذیت ناک صورت حال سے دوچار کردیا تھا، آپ کے اقارب نے آپ سے دشمنی کی انتہا کردی تھی، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے تھے، آپ کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا تھا، ایسے حالات میں جن لوگوں نے پورے ماحول

Scanned with CamScanner

کی مخالفت مول لے کر، برادریوں کے طعنے سہہ کر، کاروبار تجارت چھوڑ کر آپ کا ساتھ دیا، آپ کی رفاقت اختیار کی، آپ کے دکھوں کے ساجھی بنے، آپ کے حلقہ ارادات میں شامل ہوئے، آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا، ساری دنیا کو چھوڑ کر آپ کے ظل عاطفت میں جگہ پائی، تپتی ہوئی ریت پر، دھکتے ہوئے انگاروں پر، ابلتے ہوئے کڑاھوں میں چمکتی ہوئی تلواروں میں بھی ہمارے پیغمبر کا ساتھ دیا، سرور دو عالم کی غلامی اختیار کرنے کے لیے شہادت حق کے سزاوار بنے رہے۔ ان کے بارے میں یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ان کا دل دولت ایمان سے خالی تھا، ان کے قلوب محبت رسول سے معمور نہ تھا، اس کا حاشیہ دل شاہراہ نبوت پر گامزن نہ تھا۔

یہ خیالات، یہ افکار اور یہ نظریات، تعصب و تنگ نظری کے آئینہ دار تو ہو سکتے ہیں، انہیں حقیقت واصلیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کرامؓ کی اہمیت و وقعت کے عقلی شواہد

ا۔ اسلام میں صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کرنا اصول دین کی بجائے ضروریات دین میں سے ہے، اسلام کے اصول دین کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں سے کسی جگہ صحابہ کرامؓ کا کوئی ذکر نہیں لیکن کلمہ طیبہ کے اقرار ہی میں صحابہ کرامؓ کی عظمت کا اقرار پوشیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو ! کہ نکاح کے ایجاب وقبول میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہوتا کہ میاں اپنی بیوی کے نان نفقہ کا بھی ذمہ دار ہوگا لیکن نکاح کے بعد خاوند پر لازم ہے کہ وہ بیوی کی جملہ ضروریات کی تکمیل کرے۔ کلمہ طیبہ میں توحید کے اقرار اور تسلیم رسالت کے بعد لازم ہے ان دونوں چیزوں کے تعارف کا ذریعہ بننے والی جماعت کو بھی قلب و جان سے تسلیم کیا جائے ورنہ توحید و رسالت کے حقیقی راویوں کے منافق اور کافر ماننے کے بعد کسی طرح بھی شہادت حق کا اقرار قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں نے امت کو کلمہ طیبہ کی خبر دی اور اصول دین کا تعارف دنیا کے سامنے رکھا اگر وہی قابل اعتبار نہ ٹھہرے تو بتایئے کہ آپ ان اصولوں کو کس بنیاد اور کس اصول پر خدائی احکام سمجھ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت اس قدر بدیہی حقیقت ہے کہ اس کا الگ الگ ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی، ہاں مگر قرآن عظیم میں سات سو مقامات پر پے در پے ان کا نام لے کر ان کے تقدس کا برملا اظہار کیا گیا۔

نماز کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں، کہیں زکوٰۃ کے بار بار حکم میں کہیں اس کی مقدار کا ذکر نہیں، اسی طرح صرف روزہ کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ تراویح کی کوئی ضرورت نہیں، حج کے ذکر میں اس کے ارکان کی تفصیل موجود نہیں۔ ان تمام اصولوں کے ذکر کے بعد احادیث اور دیگر مقامات پر ان کی تفاصیل موجود ہیں اور توحید و رسالت کے بعد ان کے راویوں، گواہوں، آیات قرآنی اولین مخاطبین کی ثقاہت ایک مسلمہ حقیقت اور واضح تصریح کا درجہ رکھتی ہے۔

۲۔ قرآن عظیم میں ایک جگہ صحابہ کرامؓ کو براہ راست خطاب کر کے انہیں سب سے بہترین جماعت کہا گیا تو دوسری جگہ انہیں لوگوں کو تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز قرار دیا گیا، ایک طرف ان کو جنت کی بشارت دی تو دوسری طرف پوری امت کو ان کی طرح ایمان لانے کا حکم دیا گیا، ایک جگہ ان کو کامیاب قرار دیا گیا تو دوسری جگہ انہیں معیار حق تسلیم کیا گیا۔

مختلف قرآنی تصریحات میں صحابہ کرامؓ کے اعلیٰ مراتب کے ساتھ ساتھ ان کی برگزیدگی، تقدس، طہارت اور پاکیزگی کو سارے جہاں کے لئے نمونہ بتایا گیا۔

خود حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی بدگوئی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا، آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کو خبردار کیا کہ وہ میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔ ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں، ان کی تعظیم کو واجب قرار دیا گیا، ان کی نیتوں کی

تعریف کی گئی، ان کے قلوب کوذکر الٰہیہ کا مرکز بنایا گیا، ان کی تجارت عبادت، ریاضت معاملات ومعاشرت کی جابجاتعریف کی گئی۔

۳۔ قرآن عظیم میں جن تین طبقوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی ان میں سے دو طبقے صحابہ کرامؓ کے ہیں۔ مہاجرین اور انصار اور تیسرا وہ طبقہ بھی خدائی زبان میں جنت کا مستحق ہے جو ان دونوں کی اتباع کرے گا۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ لوگ تین طبقوں میں ہیں دو طبقے گزر چکے ہیں بہتر ہے تم تیسرے طبقے میں رہو۔

۴۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت کا اقرار فطرت کا لازمی تقاضا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا کا سردار مانیں، سب سے آخری پیغمبر تسلیم کریں، سب سے بڑا نبی سمجھیں، سب سے اعلیٰ اور ارفع رسول جانیں، ان کی ذات برکات کو دنیائے جہاں میں سب سے مقدس ہستی خیال کریں اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی صحبت فیض میں ۲۳ سال گزارے ہوں، جن کی شان میں قرآن اترا ہو، جن پر رسول اللہ ﷺ نے اعتماد کیا ہو، جو آپؐ کے سفر وحضر کے رفیق رہے ہوں، جن کی آپ سے قرابت داری ہو، جو آپؐ کے پیچھے طویل عرصہ تک نماز پڑھتے رہے ہوں، آپ کے ساتھ جو غزوات میں شریک رہے ہوں ان کو منافق سمجھیں، کافر مانیں، اس سے زیادہ حقائق سے کیا انحراف ہوسکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ شیعہ کا یہ تصور تسلیم کرلیا جائے تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی عالم گیر نبوت وہدایت کا تصور خواب وخیال ہوکر رہ جائے گا۔ اگر نبی کی صحبت میں ۲۳ برس رہنے والے بھی دل وجان سے منافق وکافر رہے اس کا ابدی اور سرمدی پیغام دنیائے عالم تک کیونکر اور کس ذریعے سے پہنچے گا، وہ کس طرح اقوام عالم کو ہدایت کی اخروی کامیابی کی طرف بلائے گا، اس کے بعد اس کی نبوت کی نیابت اور اس کے افکار تازہ کی مہک کس راستے سے اقوام عالم تک پہنچے گی وہ کیونکر کامیابی اور کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہوگا، اس کی رسالت کو کس طرح فلاح وفوز کا سب سے آخری نشان اور اس کی

تعلیمات کو عہد حاضر کی سب سے ارفع دستاویز قرار دیا جائے گا۔

وہ آفتاب جو اپنی کرنوں سے اس صدی تک ساتھ رہنے والوں کو مستیز ومنور نہیں کرسکتا (العیاذ باللہ) جو ماہتاب اپنی ضوفشانی سے بیس برس تک صحبت میں آنے والوں کو لمعہ افروز نہیں کرسکا، جس کے افکار کی تازگی سے اپنی ہی ماحول کی بنجر بستیاں مہک نہیں سکیں وہ قیصروکسریٰ اور سارے عالم میں کس طرح روشنی کی کرنیں بانٹے گا۔

۵۔ شیعہ مذہب کے مسلمات میں سے ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے بعد ایک لاکھ چوالیس ہزار تمام صحابہ کرام کافر ومرتد ہوگئے تھے صرف چار آدمی مقدادؓ، یاسرؓ، سلمانؓ ابوذر غفاریؓ اسلام پر باقی تھے جب کہ خود قرآن کا ارشاد ہے کہ ''کُنتم خَیر امّۃ اخرجت للناس'' تم (اے صحابہ کرامؓ) سب سے بہترین امت ہو جو دنیا بھر سے منتخب کئے گئے ہو۔ امت صرف چار آدمیوں کو تو نہیں کہتے، جس خدا نے مذکورہ تصریح فرمائی وہ صحابہ کرامؓ کے قلوب سے واقف تھا، اسے علم تھا کہ ان کی آج کیا کیفیت ہے اور یہ لوگ مستقبل میں کس حالت میں ہوں گے، اگر ان کے قلوب ایمان کی روشنی سے تہی تھی یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ دین سے منحرف ہونے والے تھے تو بتایا جائے کہ عالم الغیب خدا نے قیامت تک دنیا میں پڑھی جانے والی کتاب میں اس جماعت کی تعریف کے پل کیوں باندھے، انہیں سب سے بہتر کیوں کہا۔؟

ان کی تعریف میں سینکڑوں آیات کیوں نازل کیں؟، کیا یہ سب تصریحات صرف چار آدمیوں کے لیے تھیں......؟ کیا قلوب واذہان سے واقف خدائے ذوالجلال العیاذ باللہ ان کی نیتوں اور ارادوں سے اس قدر ناواقف تھا کہ اسے اپنے ساتھ محبت اور دشمنی کرنے والے، اپنے رسول کے محبین اور مخالفوں کا یک سر اندازہ ہی نہ ہوسکا۔

۶۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو عرب کے تمام لوگ کافر ومشرک

Scanned with CamScanner

تھے، آپ کے اعزاء واقارب، رشتہ دار، اس خبر کو سنتے ہی آپ کے مخالف ہو گئے، انہوں نے علی الاعلان آپ کی تکذیب کی، کوئی مجنوں کہتا تھا، کسی نے آپ کو جادوگر کہا، کسی نے دیوانہ کہا، چھ برس تک معجزات اور خوارق عادات کے باوجود صرف ۳۸ آدمی مسلمان ہوئے ان میں حضرت ابوبکر اور دیگر صحابہ کرام شامل تھے۔

جب مشرکین مکہ نے دیکھا کہ یہ کام بڑھتا جارہا ہے انہوں نے آپ کو راستے سے ہٹانے کی سازش کی، اس وقت صرف ۱۳ آدمی آپ کے حلقے میں شامل تھے۔ ہجرت کے بعد یہ سلسلہ بڑھا ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچا، قبیلوں کے قبیلے، فوجوں کی فوجیں، غول درغول اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ جن لوگوں نے اول آپ کو پیغمبر جانا آپ کی دعوت پر ابتداء میں بیشک کہا، بلا توقف اور بلا تامل آپ کا کلمہ پڑھا، اپنے اقارب اور رشتہ داروں سے لڑائی مول لے کر نہایت مصیبت کے ساتھ آپ کی گواہی دی، چاروں طرف سے مشکلات سہہ کر آپ کا ساتھ دیا، اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں آئے، اپنے عیش وآرام کو ترک کیا، مصائب اور تکالیف میں پڑے، سب نے مل کر رسول اللہ کے دامن رحمت میں جگہ حاصل کی، اس پر بار بار غور کے بعد اس کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں یا تو دین کی خواہش اور اخروی نجات کی امید پر یہ لوگ مسلمان ہوئے یا انہیں دنیا کی طمع اور مال ودولت کا لالچ تھا کہ انہوں نے یہ سب دکھ برداشت کیے، اگر ہم پہلی بات کو مانیں کہ انہوں نے صرف نجات اخروی اور خدا کی رضا کی خاطر اسلام قبول کیا تھا تو کس طرح ممکن ہے کہ جب کوئی امید کی کرن سامنے نہ تھی اور چاروں طرف دکھ ہی دکھ تھے تو ایسے وقت جن لوگوں نے رسول اللہ کی رفاقت اختیار کی تھی وہ بھی کسی وقت آپ کا دین چھوڑ کر منحرف ہو سکتے ہیں۔ پریشانیوں کے وقت رفاقت اختیار کرنے والے راحت کے دور میں کیسے آپ کا راستہ چھوڑ سکتے ہیں؟ یا کبھی کسی نے اپنے دل سے ایمان اور اسلام کی محبت کو نکال دیا۔؟

بلکہ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسلام کو مصیبت اور دکھ کے وقت اختیار کیا اور سال ہا سال تک اس کے لیے رنج وآلام اٹھائے ہوں وہ کبھی اس دین سے پھر نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ وہ بلکہ مرتے دم تک وہ اسی پر ثابت قدم رہے۔

اور اگر ہم دوسرے سبب پر غور کریں کہ وہ لالچ اور دولت کے سبب مسلمان ہوئے تو سوال ہے کہ جب وہ ابتداء میں لالچ کے بغیر صرف دکھ ہی دکھ سہہ کر محمدی رفاقت کو ترک نہیں کرتے تو اب آسائش اور آرام کے دور میں انہیں آپ کی رفاقت چھوڑنے کی ضرورت کس لئے پیش آئی، پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا ایمان لانا نجات آخرت کی امید پر تھا، اس لئے ان کا منحرف ہونا ناممکن ہے۔

قرآن کا وجود صدیق کی عظمت کی دلیل ہے

قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے ہٹ کر اگر غور کیا جائے تب بھی قرآن عظیم کے وجود اور اس کی موجودہ صورت الـــم سے والناس تک ترتیب ہی صحابہ کرامؓ کی صداقت کی دلیل ہے، قرآن پاک حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دور میں آج کی موجودہ صورت میں نہ تھا بلکہ اس کی آیات درختوں کے پتوں، چمڑے کے پارچوں اور لکڑی کے تختوں پر لکھی ہوئی تھیں، عہد صدیقی میں جب جنگ یمامہ میں قرآن کے ساڑھے سات سو قاری شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ نے تجویز پیش کی کہ صحابہ کرامؓ کی شہادتوں کے بعد قرآن کو اصلی صورت میں باقی رکھنے کے لئے صفحہ قرطاس پر رقم کیا جائے چنانچہ صدیق اکبرؓ پہلے انسان ہیں جنہوں نے قرآن جمع کرنے کا حکم دیا، اسی طرح حضرت علیؓ سے پہلے اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد تینوں خلفاء نے زیر نظر قرآن کی ترتیب، اور اسے موجودہ شکل میں افق عالم پر نمایاں کرنے کے لیے ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ اسلامی تاریخ رہتی دنیا تک خلفائے راشدین کے اس احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی، ثابت ہوا کہ قرآن کی موجودہ تصویر وترتیب اور صورت ظاہری صحابہ کرامؓ

کی عظمت کا بین ثبوت ہے۔

۸۔ شیعہ عقائد کے مطابق جملہ صحابہ کرامؓ دنیوی لالچ کے لئے آپ کے ساتھ تھے جونہی آپ کی وفات ہوئی سب لوگ دین سے ہٹ گئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حریص اور لالچی آدمی کبھی میدان جنگ میں جان بھی دیتا ہے؟ خود اپنا مال، دولت اولاد بھی قربان کرتا ہے......؟ آپ نہیں جانتے کہ بدر میں ۱۴، احد میں ۷۰، خندق میں ۱۹، حنین میں ۱۳، خیبر میں ۱۸، بیر معونہ میں ۶۷، الیمان میں دس صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر کاروبار، معاش اولاد چھوڑ کر رسول اللہ کی معیت اختیار کی، مکہ سے مدینہ پہنچے تو اکثر لوگوں کے پاس ایک ایک کپڑے کے جوڑے کے سوا کچھ نہ تھا، بتایا جائے کہ دنیوی لالچ رکھنے والے، دل سے مخالفت کرنے والے اور نفاق کو دل میں جگہ دینے والے بھی ایسی قربانی دیتے ہیں......؟ کبھی اس طرح مال جان لٹاتے ہیں......؟ کبھی ان حالات میں بچوں کو یتیم اور بیویوں کو بیوہ کراتے ہیں......؟

کیا آپ نہیں جانتے کہ صدیق اکبرؓ نے وفات کے وقت فرمایا:

بیٹا عبدالرحمٰن..........! میں دنیا سے رخصت ہو جاؤ تو مجھے انہیں پرانے کپڑوں میں دفن کر دینا، بیٹے نے جواب دیا، یہودی کیا کہیں گے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو اچھا کپڑا نہ ملا......؟ تو آپ نے فرمایا...... میری نسبت نئے کپڑے پر زندوں کا زیادہ حق ہے، اچھا کپڑا مدینہ کی کسی بیوہ کے کام آجائے گا۔

جنگ تبوک میں کیا آپ نے گھر کا تمام سامان حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی اپیل پر عطیہ نہیں کیا تھا......؟ کیا آپ نے ایک اپیل پر اپنا قیمتی لباس بھی فروخت کر کے اس کی جگہ ٹاٹ کا لباس نہیں پہنا تھا......؟ کیا لالچی یا العیاذ باللہ منافق انسان کسی کے لیے ایسی قربانی بھی دے سکتا ہے؟۔

۹۔ صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدین کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ ان کا طرز زندگی، رہن، سہن، روز و شب، افعال و اطوار حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہیں ان کے کسی عمل میں لالچ اور حرص کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ عیسائی، یہودی، ہندو اور کمیونسٹ مورخین جب بھی خلفائے راشدین کا ذکر کرتے ہیں تو اختلاف کے باوجود انہیں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ان رفقاء کی نیت اور ارادوں میں کسی قسم کا کوئی اعتراض نظر نہیں آتا، غیر مسلم صاحب قلم خلفاء کے سادہ طرز زندگی، رعایا پروری، انصاف اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ محبت والفت کا کھلے انداز میں ذکر کرتا ہے۔

تاریخ کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کفار نے جب بھی پیغمبر خدا کو ایذاء پہنچائی اس وقت اصحاب نے رفاقت اور عشق کا حق ادا کیا اگر ان کو خدا کے رسول سے محبت نہ تھی تو انہوں نے اپنے اوپر یہ تمام مصیبتیں کیوں برداشت کیں، مہاجرین کو کس کے عشق نے گھروں سے نکالا؟ انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا؟۔

ہر شخص جانتا ہے کہ دکھ میں جب بھی کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا، حضرت خاتم المرسلین ﷺ اپنے رفقاء کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں......! جنہوں نے فدائیت اور ایثار میں لازوال نقوش چھوڑے۔ اگر انصاف کی آنکھیں بند نہ کرو اور عقل و خرد کے میزان کو عدل کے مطابق تو لو تو یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا میں کوئی شخص صحابہ کرامؓ کے مرتبے کو نہیں پاسکتا۔ کون شخص اس دنیا میں ایسا ہے جو ان کی مثل ہو۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ اعلان توحید کریں ان کا قبیلہ ان کو جھٹلائے بلکہ آپ کو پتھر مارے، خون آلود کرے، دھکے دے اور یہ صحابہ کرامؓ آپ کی دعوت قبول کریں، سینے سے لگائیں، حضور ﷺ نماز میں جائیں یہ ساتھ جائیں، آپ کے لئے کھانا پہنچائیں، آپ کی حفاظت کریں، مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت گوارا کر کے آپ کے لیے دیدہ دل فرش راہ کریں۔ پیغمبر خدا بدر میں بلائیں تو بے خطر چل

پڑیں، پھر احد میں بلائیں تو جوق در جوق آئیں، پھر ۲۷ جنگوں، اور ۷۰ دستوں میں روانہ کریں
توانت نہ کریں، پھر قرآن کبھی ان کی تعریف کرے، رسول اللہ ان کی عظمت بیان کریں۔
کبھی آپ نے غور کیا کہ رسول اللہ کے شاگرد، رسول اللہ کے مرید، رسول اللہ کے خادم آپ کی
صحبت سے فیض اٹھانے والے کس طرح اعلیٰ مراتب کے حامل نہ ہوں گے۔
کیا آپ کی عقل تسلیم کرتی ہے کہ ہزاروں، لاکھوں آدمی جو آپ کی صحبت میں رہے، آپ کے
پیچھے نمازیں پڑھیں، آپ کے سامنے بیٹھے، آپ کو قرآن پڑھتے سنا، نماز پڑھتے دیکھا، خوشی
اور غمی میں ملاحظہ کیا پھر ان پر آپ کی صحبت کا کوئی اثر نہ ہوا ہو، یہ اسلام پر ثابت قدم نہ رہے
ہوں، آج جو اپنے باپ، بھائی، پڑوسی سے کلمہ اور قرآن پڑے وہ کامل مسلمان اور جنہوں نے
پیغمبر سے اسلام سیکھا، کلمہ پڑھا قرآن کی تعلیم پائی وہ منافق (العیاذ باللہ)
ہر قسم کی دعائیں آپ نے فرمائیں، معجزے دکھلائے ان پر کوئی اثر نہ ہوا اس کا مطلب یہ ہوا کہ
آپ پیغمبر کی شان پر داغ لگانا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے کل مریدوں اور شاگردوں کو کافر
اور منافق کہہ رہے ہیں۔

۱۰۔ مکہ اور مدینہ اسلام کے ابتدائی مرکز ہیں انہیں دو جگہوں کو دنیا میں سب سے زیادہ عزت اور بزرگی حاصل ہے۔ ایک خدا کا گھر دوسرا پیغمبر کا در ہے۔ مکہ معظمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہوا اور مدینہ منورہ سے اس کی کرنیں چاردانگ عالم میں پھیل گئیں۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ مکہ اور مدینہ میں کبھی کافروں کا قبضہ نہ ہوگا، یہاں دجال کا گزر بھی نہ ہوگا۔ غور کریں کہ ان دونوں شہروں کے رہنے والے اب تک صحابہ کرامؓ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟، جو کچھ ان کا اعتقاد ہو اسی کو مشعل راہ بنالینا چاہیے۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے بعد اسلام دنیا بھر میں پھیلا بے شمار مقامات پر اس کی حکومتیں قائم ہوئیں، کئی جگہوں پر مسلمانوں کی سلطنتیں زور آور ہوئیں، مختلف علاقوں میں

مسلمان غالب آئے، کئی جگہ مغلوب ہوئے، اسلام نے کئی جگہ غلبہ پایا، کئی جگہ کم زور ہوا لیکن مدینہ اور مکہ میں آج تک اسلام کا غلبہ رہا، اس وقت سے اہل مکہ و مدینہ دین مصطفیٰ کی روشنی سے منور ہیں۔

ان تمام لوگوں کے نزدیک تمام صحابہ کرامؓ جنتی، عادل، متقی، خداترس، کامیاب، اور اعلیٰ مرتبے کے حامل تھے، ہدایت کا حقیقی میعار اور کاملیت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔

۱۱۔ صحابہ کرامؓ میں باہمی اختلاف ضرور ہوئے جن کو قرآن نے ان کے ادب اور رعایت کے طور پر اختلاف بھی نہیں کہا بلکہ فرمایا..........!

"فیما شَجَر بینَھم"

علماء نے صحابہ کرامؓ کے اختلافات کو مشاجرات صحابہ کرام کا عنوان دیا ہے۔ اختلاف دنیا میں کہاں نہیں ہوتا۔ صحابہ کرامؓ کے اختلاف میں شر نہ تھا، خواہ وہ اختلاف فروعی تھا یا سیاسی، ہر دو مشاجرات شر سے خالی تھے، ظاہر ہے کہ فروع اختلاف نہ مذموم ہے نہ قابل اعتراض، تکوین اور تشریح کا کون سا دائرہ ہے جس میں اختلاف نہیں، انسانوں کا ہر طبقہ سے معمور ہے، معقولات میں اختلاف ہے جسے فلاسفہ کا اختلاف کہتے ہیں، آئمہ نے اجتہاد میں اختلاف کیا، مفتیوں نے فتاویٰ میں، حکام وسلاطین نے قانون میں، مسائل طب میں اطباء نے اختلاف کیا، پھر انسانی صورتوں، ڈھانچوں، قدوقامت اور ابدان واجسام کی ساخت میں اختلاف ہے، انسانی قویٰ کا تفاوت ختم ہو تو اختلاف ختم ہو۔ انسانی فطرت بھی اختلاف سے عبارت ہے اسی صورتوں کے مطابق صحابہ کرامؓ کا باہمی اختلاف بھی کسی صورت مذموم تر ہو سکتا ہے..........؟ یہ ظہور فطرت ہے، اس کو حدیث میں ''اختلاف امتی رحمۃ'' فرمایا گیا۔

جن کے دلوں میں کھوٹ اور نیتوں میں فساد ہو ان کا اختلاف مذموم ہے، یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ کا باہمی اختلاف قلبی کھوٹ اور بدنیتی سے مبرا

Scanned with CamScanner

ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں کوئی ذاتی رنجش یا لڑائی نہ تھی، یہ اختلاف بھی نیک نیتی پر مبنی تھا، اس میں خطاء فکر یا خطاء اجتھادی تو ہوسکتی ہے، یہ نہ گناہ ہے نہ معصیت، بلکہ اس پر اجر ملتا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے خطاء اجتہادی کا صدور چونکہ امر محال نہیں تھا، اس لئے اسی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کرامؓ میں جن مقامات پر باہمی اختلافات تھے، بلکہ یہ ضرور کہا جائے گا کہ ان کے باہم اختلافات شر سے خالی تھے، بلکہ ان کا منشاء نیک تھا، کیوں کہ شر کے معنی اغراض دنیوی کے ہیں جونفسانی ہوتی ہے وہ دنیا میں موجب نزاع اور فساد ہوتی ہے۔ یہ حب جاہ اور حب مال کا باعث ہوتی ہے، یہی دونوں چیزیں ساری معصیتوں کا سرچشمہ ہیں اور انہی دو چیزوں کا نام فی الحقیقہ دنیا ہے، جسے حدیث نبویؐ میں ''معصیت کی اصل'' کہا گیا ہے۔

لیکن تمام صحابہ کرامؓ ان دونوں رزائل سے پاک کردیئے گئے ہیں ان کا تقویٰ باطنی معیاری تھا ،اس کی گواہی حق تعالیٰ قرآن میں دے چکا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے متقی اور عادل ہونے پر ساری امت محمدیہ اتفاق کرچکی ہے، اس میں اہل سنت کے کسی طبقے کا کوئی اختلاف نہیں۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ سلطنتوں کے فاتح بھی ہوئے، سیاست دان بھی بنے، سپہ سالار سے لے کر آئمہ مساجد تک کہلائے، لیکن ان کے قلبی زہد میں کوئی فرق نہ آیا، تاج وتخت ہاتھ میں آجانے اور اعلیٰ سے اعلیٰ کاروبار کرنے کے باوجود ان کے قلوب کا آئینہ محبت خداوندی سے جگمگ کرتا رہا، ان کے باہمی اختلاف سے بھی ان کی قناعت وتوکل میں کوئی خلل نہیں آیا، نہ دیانت و امانت میں کمی آئی، نہیں کہا جاسکتا کہ اگر حضرت علیؓ صفین میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے محلات بنا کر کھڑے کرلئے ہوں یا امیر معاویہؓ اگر شام ہی میں کامیاب ہوگئے ہوں تو ان کی انابت الی اللہ یا اطاعت وعبادت میں کوئی خلل آگیا ہو۔ بلاشبہ ان کا اختلاف شر سے خالی

اور محض اجتہادی تھا، جس میں توجہ الی النفس کی بجائے توجہ الی اللہ غالب تھی، مشاجرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ رائے صرف محدثین ومفسرین ہی کی نہیں بلکہ مورخین اور محققین کی بھی یہی رائے ہے۔

مقام صحابہ کرامؓ اور تاریخ کی حیثیت

ہمارے اس دعوے میں رائی بھر شبہ نہیں کہ صحابہ کرامؓ کی وجہ سے دین کی عمارت استوار ہے۔
غزوہ بدر کے موقع پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے پہلے روز بدر کے ایک ٹیلے پر جو تضرع والحاح بھری دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھمَّ اِنْ تھلک ھٰذِہ العَصَابہ لاتعبد ابداً .

اے اللہ، اگر تو نے اس جماعت (صحابہ کرامؓ) کو آج ختم کردیا، تو روئے زمیں پر تیری پرستش نہ ہوگی، یعنی یوں کہئے اگر صحابہ کرام کی جماعت ختم ہوگئی، تو اسلام ختم ہوجائے گا۔ یہاں تاجدار رسالت مآب ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے اللہ اگر تو نے مجھے ختم کردیا تو دین ختم ہوجائے گا، بلکہ دین کی بقا کے لئے صحابہ کرامؓ کی بقاء کا سوال کیا، معلوم ہوا دین کی عمارت کے قیام میں صحابہ کرامؓ کو انتہائی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے پچھلے تمام انبیاء کے ذکر کے ساتھ کہیں بھی قرآن کی زبان ان کے حواریوں کے بارے میں رطب اللسان نہیں نہ ہی آسمانی کتابوں کے ضمن میں کہیں انبیائے سابقین کے مقتدیوں کی جاں نثاری کا ذکر کیا گیا۔ قرآن حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں یہ کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے کہ بنی اسرائیل کے خون خواروں کے مقابلے میں جب خدا کے پیغمبر نبرد آزما ہونے چلے تو ان کے رفقاء نے کہا..............

فَاذْھبْ انْتَ وَرَبُّکَ فَقاتِلا اِنَّا ھٰھُنا قاعِدون

اے موسیٰؑ! تو اپنے خدا کے ساتھ جا کر دشمن سے لڑ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جب کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں قرآن نہ صرف یہ کہ ان کا تذکرہ کرتا ہے، بلکہ ان کی بہادری، رحم دلی، وفاشعاری، اسلام دوستی، عشق رسول کا ایسا نقشہ باندھتا ہے کہ انسانی عقل اس جماعت پر رشک کرنے لگتی ہے۔ قرآن کی کوئی سورت یا کوئی رکوع ان کی مدح سے خالی نہیں۔اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے حواریوں کے برعکس ہر معرکہ میں جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر کفار کا ہجوم ہوا اور گھمسان کے اس رن میں قریب تھا کہ شمع رسالت کو گل کر دیا جاتا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ایک آواز میں فرمایا کہ کون میری حفاظت میں جان دیتا ہے۔ دفعتہً انصار کے سات نوجوان سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ حدیث وتاریخ گواہ ہے کہ ایک ایک کر کے یہ نوجوان آغوش شہادت میں سو گئے۔ مگر حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر آنچ نہ آنے دی۔ حنظلہؓ کی شہادت، بلال کا وجد آفرین قبول اسلام، زنیرہؓ ایسی صنف نازک کی حیرت انگیز شجاعت، سمیہؓ کا ناقابل فراموش استقلال، غازیان بدر واحد کے بہادری کے واقعات، غزوات وسرایا کی شاندار کارکردگی، قیصر وکسریٰ سے ہم کلامی، شام وروم کی فتح ونصرت، ہرقل ویزدگر کے غرور ونخوت کو خاک میں ملانا اور پھر اسلام کا پیغام لے کر مدینہ سے نکلنا، اور مصر، شام، چین، قسطنطنیہ، سندھ، افغانستان، ایران، اور روم کے کونے کونے تک پھیل جانا۔ بچوں کا غم، بیوی کی جدائی، سیم وزر کا طمع، دولت وثروت حرص ،اسلام اور عشق رسول کی سزاواری سے روک نہ سکا۔

کیا تاریخ صحابہ کرامؓ کو مجروح کر سکتی ہے

تاریخ کے دریچے میں جھانکنے سے پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت ہی سے ایک گروہ صحابہ کرامؓ کے تقدس وطہارت کے خلاف مہم جوئی میں سرگرم ہے۔ مشرکین مکہ نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی دعوت اور آپ ﷺ کے آفاقی پیغام کو زک دینے کے لئے گرم جنگیں لڑیں۔

غزوات وسرایا کی زیادہ تعداد ان کے خلاف لڑی جانے والی جنگوں کی ہے...... حالات کے

بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مشرکین مکہ کے برعکس یہود ومجوس نے گرم معرکوں کی بجائے سرد جنگوں کے ذریعے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ مدینہ منورہ کے ۴۲ یہودی قبائل ہر وقت اسی جستجو میں رہتے کہ چال بازی کے ذریعے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو ختم کر دیا جائے۔ انہی لوگوں نے "عسرہ" نامی یہودی لڑکی کے ذریعے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو زہر دے کر مقصد حاصل کرنا چاہا۔ بلاشبہ مذکورہ دونوں فتنے اصل لباس میں منظر پر نہ آسکتے تھے، انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھا۔

قرآن نے حقیقت کھول کر رکھ دی۔ اے پیغمبر......! یہ تو منافق ہے! ابن سبا یمن کا رہنے والا یہودی باقاعدہ مشن لے تحت مدینہ منورہ پہنچا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو ایک گھر میں مدعو کر کے اوپر چٹان گرا کر آپ ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی گئی۔ صحابہ کرامؓ کو "السلام علیکم" کی بجائے "السام علیکم" (تم پر ہلاکت ہو) انہیں لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ قرآن نے امّ المومنینؓ کی صفائی میں سورۃ نور کی ۱۷ آیات نازل کر کے پروپیگنڈہ کی قلعی کھول دی۔ میدان احد سے عبداللہ بن ابی کا اپنے ساتھیوں کو واپس لے جانا، بنوقریظہ، بنونضیر سے لڑائیاں، مشرکین مکہ کی درپردہ امداد یہ تمام واقعات واضح نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف ایک گروہ باقاعدہ سازش کے تحت روز اول سے برسرپیکار ہے۔

عبداللہ بن سبا کی کارگزاری

بڑی بڑی کئی تاریخوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے........... حضرت عمرؓ کی شہادت سے ایک روز پہلے "جیفونہ یہودی" اور "ابولولو مجوسی" کو ایک ساتھ مدینہ منورہ دیکھا گیا۔ دراصل حضرت عمرؓ کی حیرت انگیز فتوحات نے یہود مجوس کو خون کے آنسو رلا دیا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام مدینے سے نکل کر آفاق عالم میں پہنچ جائے۔ شہادت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کے دور کے چھ سالوں کے جنگی امور بھی مخالفوں کے کھٹکنے لگے۔ بالآخر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے

Scanned with CamScanner

اس انتہائی قریبی رفیق اور داماد کو بھی ''بلوائیوں'' کے ذریعے ایک سازش کے تحت بے پناہ مظلومیت کے ساتھ بے دردی سے ذبح کر دیا گیا۔ عہد عثمانیؓ ہی میں یہودی النسل عبداللہ بن سبا نے سر اٹھایا۔ اسے حضرت عثمانؓ نے مدینے سے نکالا، ملک شام میں حضرت معاویہؓ نے اس کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی، بعدازاں اس نے مصر پہنچ کر ایک علیحدہ گروپ تشکیل دیا، ابن سبا پہلا شخص ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ پر تنقید کی اصل وجہ

حضرت معاویہؓ کا دور چونکہ اسلامی تاریخ کا سب سے طویل اور وسیع و عریض دور تھا، ان کی اصلاحات بے مثال اور ناقابل فراموش تھیں۔ ان کے کارنامے درخشندہ و تابندہ تھے۔ اس لئے حضرت معاویہؓ ہی کے بارے میں بے بنیاد کہانیاں بنائی گئیں۔ ان کی ذہانت و امانت اور اس جلیل القدر انسان کے شرف صحابیت کو بالائے طاق رکھ کر ایسے ایسے قصے قرطاس کئے گئے، کہ آج کا سادہ لوح انسان اس بات پر حیران ہو جاتا ہے، جب کوئی شخص حضرت معاویہؓ اور ابوسفیانؓ کی حیرت انگیز خدمات کو آشکار کرتا ہے۔

تاریخ کے مارے ہوئے جدید تہذیب کے دلدادہ طرح طرح کی موشگافیاں نکال کر ایمان کی رعنائی کھو بیٹھے ہیں۔ یک گونہ وہ خوشی محسوس کرتے ہیں کہ بڑی بے باکی اور ہٹ دھرمی سے انہوں نے تاریخ کے کسی مجموعے کا نام لے کر حضرت معاویہؓ کے دور پر تنقید کرتے ہیں۔ بلاشبہ ان کا ماخذ یہی تاریخیں ہوتی ہیں۔ جو خالصتاً تعصب پر مبنی افسانوں کا حصہ ہیں۔

ناظرین کرام ! قرآن وحدیث ایسے معطر گل دستوں کو چھوڑ کر تاریخ کے رطب و یابس پر اعتماد کرنے والوں کو کس طرح باور کرایا جائے کہ حضرت معاویہؓ کا دور حکومت اسلامی تاریخ کا وہ عظیم الشان سنہرا دور ہے، جس کی مثال چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

حضرت معاویہؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے قریبی رفیق، سالے اور بڑی بڑی بشارتوں

والے عظمت و کردار کے گوہر تابدار وہ صحابیؓ ہیں، حدیث کی زبان سے جنہیں جنتی کہہ کر ان کی عدالت و دیانت پر مہر ثبت کر دی گئی ہے۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بہت بڑا گناہ اور سینکڑوں برس کی عبادت کو غارت کر دینے کے مترادف ہے۔

خرابی کی جڑ اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب ہم صحابہ کرامؓ کا تعارف قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تاریخ سے مانگتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے دور میں دو فتنوں نے سر اٹھایا ہے۔ دراصل یہ لوگ عہد اوّلین کے دو گروہوں (خوارج وروافض) کے خوشہ چین ہیں۔ انہیں کی روایات کو بنیاد بنا کر انہوں نے صحابہ کرامؓ کو موضوع بحث بنایا ہے۔ پاکستان میں ایک گروہ نے لاہور سے ایسا لٹریچر شائع کیا، جو حضرت معاویہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، اور حضرت عثمانؓ کے خلاف قدیم تاریخوں کے حوالوں سے ایسی ایسی نازیبا باتوں پر مشتمل ہے، جو گندی ڈھیری میں ڈالنے کے قابل ہے۔

زہر کو چینی میں ملا کر ایسے خوب صورت طریقے سے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی سازش کی گئی ہے، کہ شاید باید............''خلافت و ملوکیت'' کے دو عنوانوں کی آڑ میں صحابہ کرامؓ پر بدنیتی، خود غرضی اور گناہ و معصیت کا الزام لگا کر جدید روافض کے ہاتھ میں خنجر تھما دیا گیا۔ ان لوگوں نے حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں آنے والی تمام روایات صرف ابن ابی مخنف، کلبی، لوط بن یحییٰ اور واقدی جیسے ناقابل اعتبار متعصب مؤرخوں کے مجموعوں کے مقابلے میں یک سر نظر انداز کر دیں۔ ردعمل کے طور پر ایک دوسرا گروہ کراچی سے نمودار ہوا، اس کا دعویٰ یہ ہے کہ انہوں نے تاریخ کی روشنی میں حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کو قصوروار ثابت کر دکھایا ہے۔ انہوں نے بڑے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ صحابیت کے شرف و عزت کی دھجیاں اڑا دیں۔ کہیں حضرت علیؓ کو بزدل، ناکام حکمران، حضرت حسینؓ کو باغی، غیر صحابی اور قتیل (العیاذ باللہ) ثابت کر کے اپنے تئیں بڑا تیر مارا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تاریخ کی روشنی میں کربلا کا

واقعہ یک سر غلط ہے۔ یہ واقعہ دس محرم کی بجائے ۱۴ صفر اور کربلا کی بجائے مقام ''نینوا'' میں پیش آیا۔ تعصب اور خود غرضی کا برا ہو کہ .... افراط و تفریط کا بازار گرم ہے .... اپنی اپنی تحقیق حرف آخر قرار دی جا رہی ہے .... قرآن و حدیث کی معیاریت کا کھلا انکار ہے ...... صحابہ کرامؓ کے بارے میں عمومی فضائل اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وضاحتیں اور علی الاطلاق ان کی عدالت و صداقت کے مقابلے میں قلم کاروں نے کیا کیا قلابازیاں کھائی ہیں۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد تاریخ ہی تاریخ ہے۔ افسانوں اور من گھڑت کہانیوں پر مشتمل چیتھڑے ہی چیتھڑے ہیں۔ موضوعات اور جعلی قصے ہیں۔

پیشہ ور واعظوں ...... کرائے کے ذاکروں ...... چیخنے والے جاہل قسم کے مقرروں ...... قرآن وحدیث کے تقاضوں سے نا آشنا بعض مولویوں ...... واہ واہ سننے والے داد خواہ خطیبوں ...... اور ...... جذبہ مسابقت رکھنے والے مرثیہ خوانوں نے افسانہ نگار مورخوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ انسانی عقل جن روایات کا ماتم کرتی ہے۔ جن کہانیوں کے صحیح تسلیم کرنے سے صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت یک گونہ مجرم قرار پاتی ہے، وہ قصے اور افسانے جن کا حقائق سے دور کا واسطہ بھی نہیں، آج کل اسٹیجوں کی زینت ہیں۔ سامعین کو رلانے اور رقت پیدا کرنے کے لیے بالکل بے بنیاد اور جھوٹی کہانیوں پر مشتمل قصے سنائے جاتے ہیں۔ بالخصوص واقعہ کربلا کے بارے میں مختلف النوع مواعظ بنائے گئے ہیں۔ جنہیں بیان کرنے پر بڑے بڑے نذرانے وصول کئے جاتے ہیں۔ ہم سب یہ لغو اور خرافات سے بھرپور کہانیاں سن کر خود فراموشی کی چادر تان لیتے ہیں۔ کاش! کہ ہمارے سامعین کو معلوم ہو کہ من گھڑت قصے سن کر خاموش رہنا کتنا بڑا فساد اور اس کے نتائج کتنے سنگین ہوتے ہیں۔

تاریخ جب نا قابل اعتبار ہے تو پھر کیا کیا جائے ......؟ احوال و وقائع سے واقفیت کے لئے اس سے استفادہ کیا جائے ......؟

اس سوال کا جواب واضح ہے کہ تاریخ کی ہر ایسی روایت کو نظر انداز کر دیا جائے، جو صحابیت کا تقدس مجروح کرتی ہو۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی واضح ہدایات کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ علاوہ ازیں آئمہ کی تصریحات کے مطابق ''بعد کی تاریخوں میں تاریخ طبقات ابن سعد اور ابن خلدون دو ایسی تاریخیں ہیں، جن کو کسی حد تک قابل اعتبار مجموعے قرار دیا جا سکتا ہے''۔ بلاشبہ ان کی بعض باتوں سے اختلاف ممکن ہے، تاہم مجموعی طور پر ان کے واقعات میں قدرے احتیاط ہے۔

یقیناً بعض صحابہ کرامؓ سے نامناسب باتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ان سے چند لغزشیں اور مشاجرات رونما ہوئے۔

ہاں.......... ! وہ معصوم نہیں مگر وہ محفوظ ضرور ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مساہتیں اور بعض کوتاہیاں قرآن کی صراحت کے بعد بالکل معاف ہو گئی ہیں۔ ان کے ذمے کوئی گناہ باقی نہیں ہے۔ ان کے مشاجرات میں انہیں نیک نیتی اور غلط فہمی پر محمول کیا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ سے لے کر حضرت وحشی بن حربؓ تک کوئی صحابیؓ بد دیانت یا خود غرض نہیں۔ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ محفوظ عن الخطاء اور نیک نیت، صاحب عدالت یعنی حق و انصاف پر قائم تھے۔

ہماری اسلامی تاریخ کے ترتیب و تدوین کا آغاز کب ہوا......؟ اس کے رطب و یابس کی وجوہ کیا ہیں......؟

صحابہ کرامؓ کو تاریخ کے ترازو میں تولنا کیوں کر ممکن نہیں..........؟ ان تمام سوالات کا جواب آپ کو ذیل کی سطور سے ملے گا۔

شاہ معین الدین احمد ندویؒ تاریخ کے آغاز میں رقم طراز ہیں۔

''بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو یہ بنی امیہ کے نہایت سخت دشمن تھے۔ اس زمانہ میں تاریخ نویسی کا آغاز ہوا۔ اس لئے ایسی بہت سی غلط روایات جو عرصہ سے

زبانوں پر چڑھی آرہی تھی، تاریخوں میں داخل ہوگئیں، حتیٰ کہ محدث ابن جریر،
محدثانہ تنقید کے باوجود اپنی کتاب کو غلط روایات سے محفوظ نہ رکھ سکا۔
(سیر الصحابہ کرامؓ ص ۹۳)

علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں۔
" تاریخ میں ابن مسعودیؒ اور طبریؒ میں کسی کو کلام نہیں، لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کا مستند ہونا ان کی تصنیفات کے مستند ہونے کی دلیل نہیں بن سکتے۔ یہ لوگ خود شریک واقعہ نہیں، ان کے بہت سے راوی ضعیف اور غیر مستند ہیں"۔
(سیرۃ النبی ﷺ ص ۴۴، ج ۱)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا قول ملاحظہ ہو۔
" مورخین اکثر روایات میں کذب بیانی کرتے ہیں اور شاذ و نادر ہی ان کی نقل روایت کی بیشی سے محفوظ ہوگی"۔ (منہاج السنۃ ص ۱۹۶ ج ۳)

ابن العربیؒ کا کہنا ہے
" واحتنبوا اهل التواريخ" اور خاص کر مورخین سے بچو یہ بے اصل روایات نقل کرتے ہیں۔ یہ سلف صالحین، آئمہ اور دین کی توہین کرتے ہیں"۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔
" یہ کیسی بدبختی ہے کہ آج مسلمانوں میں جن واقعات کی سب سے زیادہ شہرت ہے وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور ناقابل تسلیم من گھڑت کہانیاں اور قصے ہیں۔ (مضامین آزاد ص ۶۴)

...یہ ہے کہ کیا یہ تاریخ حضرات صحابہ کرامؓ کے کردار کو مجروح کرسکتی ہے......؟ کیا انہیں ...ا کاذیب کو جماعت رسول پر طعن و اعتراض کا حق دیا جاسکتا ہے......؟ وہ اصحابؓ

رسول جن کی مدح و منقبت میں اللہ کا قرآن اور اللہ کا محبوب رطب اللسان ہے۔ بلاشبہ ایسی نکتہ زنی کا حق ایسی تاریخ کو ہرگز نہیں دیا جاسکتا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا ایک زریں اصول ملاحظہ ہو۔
" صحابہ کرامؓ کی عظمت شان اور جلالت قدر کتاب و سنت، اجماع امت منقولات متواترہ اور دلائل و براہین قطعیہ سے ثابت ہے۔ لہذا...... علم قطعی شکوک و باطل اور بے سند و بے سروپا تاریخی روایات سے قطعاً مجروح نہیں ہوسکتا"۔
(مکتوبات شیخ الاسلام)

امام راشد حضرت سید حسین احمد مدنیؒ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں
" مورخین کی روایتیں تو عموماً بے سروپا ہوتی ہیں۔ نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے، نہ توثیق و تخریج کی خبر ہوتی ہے۔ خواہ ابن اثیرؒ ہو۔ ابن قتیبہؒ ہو۔ ابن ابی الحدیدؒ ہو یا ابن سعدؒ"۔

اگر احادیث صحیح بھی صحابہ کرامؓ کے خلاف ہوں تو ان کی بھی تاویل لازمی ہوگی۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کو قرآن نے معیار حق بنایا ہے، چہ جائیکہ تاریخ۔

شارح مسلم امام نوویؒ کا ایک قول ملاحظہ ہو۔
جن احادیث میں بظاہر کسی صحابی پر حرف آتا ہو، ان کی تاویل واجب ہے اور علماء کہتے ہیں کہ صحیح روایات میں کوئی بات ایسی موجود نہیں، جن کی تاویل ممکن نہ ہو"۔
(نووی، شرح صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ)

اصحاب رسول کا مقام و مرتبہ ملاحظہ ہو کہ محدثین و مفسرین اور آئمہ سلف ادنیٰ تامل کے بغیر ان تمام روایات کو غلط اور اختراع قرار دے رہے ہیں۔ جن سے کسی طرح بھی یاران نبی کے خلاف برائی کا شبہ ظاہر ہوتا ہے۔ مگر ساری امت کے علماء اصحاب رسول کو مجروح ہونے نہیں

Scanned with CamScanner

دیتے۔

خود باری تعالیٰ مشرکین مکہ کے اس قول کے جواب میں جس نیں انہوں نے اصحاب رسولؐ کے بارے میں (کما آمن السّفها) بےوقوف تک کے الفاظ کہے تھے۔فوراً صحابہ کرامؓ کی وکالت کرتے ہوئے خود انہی کفار کو بےوقوف (الاانّهم هم السفها) خبردار یہی لوگ (مشرک) بےوقوف ہیں، قرار دے رہا ہے۔

اسی اصول قرآن کے تحت آج دشمنان صحابہ کرام کو اسی عنوان سے یاد کیا جائے گا۔جس سے انہوں نے یاران رسول کو خطاب کیا ہے، ہم قرآنی اصول کے پابند ہیں۔

دنیائے عالم اسلام کے نامور فاضل علامہ محب الدین الخطیب بغدادیؒ ان الفاظ میں روتے ہیں۔

" اور ہمارے اسلاف صحابہ کرامؓ کی عظمت، سوءِ شیطان نے ایسے لوگ مسلط کردیئے، جن کے قلوب بدطینت تھے اور ان سے صرف برائی ٹپکتی تھی، انہوں نے ان کے خلاف خود پروپیگنڈہ کیا، یہاں تک کہ اکثر لوگوں نے ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کو سچ سمجھ لیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہم ایک ایسی امت کے ہوکر رہ گئے، جن کی کوئی عظمت اور بزرگی نہ ہو............ تعجب ہے اس امت پر کہ یہ اپنے جلیل القدر فرزندوں کی برائی بیان کرتی ہے، اور اپنی تاریخ کے خوب صورت ترین دور کو بدترین انداز میں پیش کرتی ہے۔اور بزرگوں کے کارناموں کو مٹاتی ہے۔"

جیسا کہ اشرار اور سازشی ذہن رکھنے والے لوگ کرتے ہیں۔پھر ان اشرار کا پروپیگنڈہ اتنا وسیع ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کو بھی گمان ہوجاتا ہے، کہ شاید یہ باتیں سچی ہوں۔

تاریخ کے اوراق میں سب سے زیادہ جس صحابی کی نسبت ہرزہ سرائی کی گئی ہے، وہ مظلوم

انسان حضرت معاویہؓ کی ذات ہے۔جن کے فضائل ومناقب حیرت انگیز خدمات اور بے مثال اسلامی عہد کو یک سر نظرانداز کرکے ایسی ایسی غلط اور بے بنیاد باتیں ان کی نسبت گھڑی گئیں ہیں کہ الامان والحفیظ

جاننا چاہیئے کہ حضرت معاویہؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے انتہائی قریبی رشتہ دار صحابیؓ، خصوصی خدام میں سے تھے۔ایسی عزیمت کے حامل انسان کو سینکڑوں برس بعد دشمنی کی بنیاد پر مرتب ہونے والی تاریخ کیوں کر مجروح کرسکتی ہے۔!

صحابہ کرامؓ دشمنی کا آغاز

خدائے واحد کی منتخب جماعت صحابہ کرامؓ کے احوال وسوانح سے متعلق اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے، جس میں نہایت اختصار کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس گرہ کے افکار علوم اور احوال وسوانح کو عصری ضرورتوں کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے تقدس کو مجروح کرنے کی تمام سازشیں مجوسیوں اور یہودیوں کی ملی بھگت سے معرض وجود میں آئی ہیں۔عداوت وشقاوت کی اس برائی کو شکل وصورت بخشنے والے شیعہ مذہب کے بانی عبداللہ بن سبا تھے، ان کی سرگرمیوں کا مقصد اسلام کو جڑوں سے اکھاڑنے کے سوا کچھ نہ تھا۔عبداللہ بن سبا کو سازشوں کے جرم ہی میں حضرت عثمانؓ نے مدینے سے نکال دیا تھا، اس نے مصر میں جاکر صحابہ کرام دشمنی کو ایک نظریہ کی شکل دی۔عبداللہ بن سبا ہی پہلا شخص ہے جس نے مصر میں پہنچ کر ایک گروہ ترتیب دیا، جس نے اعلان کیا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جیسے موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون تھے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے وصی حضرت علیؓ ہیں، جو آپ کے بعد آپ کی خلافت کے مستحق تھے۔حضرت علیؓ کے دور خلافت میں اس نے حضرت علیؓ کی الوہیت کا شوشہ چھوڑا۔حضرت علی نے اس گروہ کے افراد کو زندہ آگ میں جلادیا۔(از کشف الحقائق) اس سے پہلے ایک اور یہودی عبداللہ بن ابی نے صحابہ کرام دشمنی

Scanned with CamScanner

کا آغاز کیا تھا۔صحابہ کرامؓ دشمنوں کے پہلے سرخیل عبداللہ بن ابی تھے،ان کی پہلی سازش غزوہ احد میں شرکت اور عین موقع پر ان کی ضرورت میں فرار معرض عمل میں آئی۔

قرآن کریم نے مخالفین صحابہ کرام کے سب سے اول گروہ کا کردار ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

ترجمہ: ’’ بعض لوگ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔(اپنے زعم میں) وہ خدا اور صحابہ کرامؓ کو دھوکہ دیتے ہیں، حالانکہ وہ خود دھوکے میں ہیں اور ان کو شعور نہیں ہے۔‘‘

یقین کیجئے! بری سے بری جماعت سے متعلق قرآن نے ایسے سنگین الفاظ استعمال نہیں کیے۔ عبداللہ بن ابی نے حضور ﷺ کے دور ہی میں صحابہ کرامؓ دشمنی کا آغاز کیا۔اس کا انتقال بھی آپ ﷺ ہی کے دور میں ہوا،عبداللہ بن سبا حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں منظر عام پر آیا، یہ دونوں اصلاً یہودی تھے،اول الذکر خیبر اور ثانی الذکر یمن سے تعلق رکھتا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے قاتل ابولولو مجوسی اور حیفونہ یہودی کا گروہ بھی اس عنصر سے تعلق رکھتا تھا۔

(فیروز مجوسی کی قبر تہران کے قریب ہے اس کی قبر پر شیعہ نذر ونیاز چڑھاتے اور اس کا طواف کرتے ہیں۔خمینی کے اقتدار کے بعد اس کے مزار کو خوب صورت بنایا گیا۔)

منافقوں کی کارگزاری کے چند واقعات

☆ عبداللہ بن ابی نے واقعہ افک اختراع کر کے سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ پر تہمت رکھی۔تاکہ اہل بیت کی یہ مقدس خاتون تاریخ اسلام کے اوراق میں موضوع بحث بن جائے اور اس سے شان صحابیتؓ پر دھبہ لگ جائے اور ان کے نامور والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت نبوت پر شک واضطراب کی نگائیں اٹھنے لگیں...... بالآخر اس پروپیگنڈہ اور سازش نے اس قدر طول کھینچا کہ ربّ ذوالجلال کو عدالت کے کٹہرے میں سیّدہ کی پاک بازی کا اعلان کرنا پڑا۔اور

قرآن کی ۱۷ آیات ان کی صداقت پر نازل ہوئیں۔

☆ جب اسلام کے مضبوط ستون سیّدنا فاروق اعظمؓ کے قتل کی سازش گھڑی گئی اور ابولولو مجوسی کو اس کام کے لیے روانہ کیا گیا۔اس نے امیر المومنین کو قتل کرتے ہی اپنے سینے میں زہر آلود خنجر مار کر خودکشی کر لی ورنہ یہود و مجوس کی تیار کردہ اس سازش کے محرکات، ناپاک منصوبے، منافقین کا سیاہ کردار اور بھیانک منظر کھل کر تاریخ کے اوراق پر آ جاتا۔

☆ شام کے بلوائیوں کو بغاوت پر اکسا کر حضرت عثمانؓ کے خلاف طوفان کھڑا کیا گیا۔ مالک الاشتر نخعی اور عبداللہ ابن سبا نے خفیہ طور پر باغیوں کی قیادت کی اور چالیس روز کے محاصرہ کے بعد اسلام کے اس سب سے بڑے مظلوم کو آغوش شہادت میں سلا دیا گیا۔اور مسلمانوں کی تلوار میان سے نکل آئی۔بقول امام مالکؒ فرشتوں کی امداد کا سلسلہ شہادت عثمانؓ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

☆ کوفہ نے حضرت علیؓ کی مروت کے ترانے گائے، دراصل یہی لوگ منافق تھے۔ان کے زرداجوش و خروش نے حضرت علیؓ کو ایک بار پھر متاثر کیا......اور حضرت معاویہؓ کے مطالبہ قصاص عثمانؓ پر لڑائی کا طبل بجا دیا گیا۔چونکہ قاتلین عثمانؓ اور منافقین کا یہ گروہ خلیفہ برحق حضرت علیؓ کی فوج پر چھایا ہوا تھا......اس لئے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے خون بہنے کے باوجود یہ لوگ عتاب انتقام سے محفوظ رہے۔

اب صفین کے اس دوسرے معرکے کی قیادت ہی بقول تمام مؤرخین مالک الاشتر نخعی نے کی، جو قاتلین عثمانؓ کا قائد تھا۔

اس جنگ میں منافقوں کی سازش کامیاب ہوئی اور دونوں طرف سے ۹۰ ہزار مسلمان گاجر مولی کی طرح کاٹے گئے۔

☆ بات یہیں ختم نہیں ہوئی، بلکہ شیعان علی کے ایک سرغنہ ’’عبدالرحمٰن بن ملجم‘‘ نے حضرت

Scanned with CamScanner

علیؓ کو بھی شہادت کا جام پلا دیا۔ اور اس طرح سفینہ اسلام منافقوں کی سازشوں اور مخالفین
صحابہ کرامؓ کی شقاوتوں کے بھنور میں ہچکولے کھاتا رہا۔

☆ منافقوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، اور حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف حضرت حسنؓ کو بہت پڑھایا......... مگر حضرت حسنؓ جو کہ فطری طور پر داعی اتحاد تھے۔ وہ کسی طرح بھی کسی صحابیؓ کی نیت پر شبہ نہ کر سکتے تھے...... انہوں نے صرف چھ ماہ کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے دشمنان صحابہ کرامؓ کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ بالآخر منافقین نے گلدستہ رسول ﷺ کے اس پھول کو کوفہ کی جامع مسجد میں زخمی کر کے ان کا ساز وسامان چھین لیا۔

(اخبار الطوال)

☆ چونکہ حضرت امیر معاویہؓ قاتلین عثمانؓ پر کڑی نظر رکھتے تھے...... اس لئے انہوں نے موصوف پر بوگس قسم کے الزامات لگائے ان پر آوازیں کسیں...... اس کے طرز حکومت اور جاہ وحشمت کو پامال کرنے کے لئے نئی ترکیبیں اختیار کیں......... حضرت امیر معاویہؓ ایسا گہری نظر رکھنے والا، بے مثال ذہین اور دانش مند صحابیؓ قطعاً ان کی سازشوں کا نشانہ نہیں بن سکتا تھا......... منافقین کی سازشوں کے پیش نظر جب امیر معاویہؓ نے اپنے لئے پہرے دار مقرر کئے تو سبائی گروہ نے آواز اٹھائی کہ یہ طریقہ خلفاء رسولؐ کے طرز کے خلاف ہے...... تاکہ ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر حضرت امیر موصوف آزادنہ گھومیں پھریں...... اور ...... تین خلفاء کی طرح انہیں بھی زہر آلود خنجر کا تیشہ لگا دیا جائے ...... اور ...... اس طرح اسلام کے مضبوط قصر کی عمارت ڈھا دی جائے۔

القصہ......... یہی لوگ جب تاریخ مرتب کرنے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے بنوامیہ کے تمام فرمانرواں بالخصوص حضرت امیر معاویہؓ کو ہر محاذ میں مجرم، غدار، لٹیرا، ظالم، غاصب ثابت

کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی .... بلکہ یوں سمجھئے کہ......... ابتدائی مورخین کا سارا زور حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے طرز حکومت کے خلاف صرف ہوا۔ اس سے ان کا یہ مقصد بھی تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں جو صحابہ کرامؓ حضرت امیر معاویہؓ کے "ہم نوا" ہیں، ظلم کی اعانت کے باعث وہ بھی گردن زدنی بن جائیں گے.......... لہٰذا.......... منافق گروہ نے اس سازش میں انتہائی عیاری سے کام لیا...... اور...... سینہ بہ سینہ چلی آنے والی روایات اور حضرت علیؓ کی فوج میں شامل بعض لوگوں کی حکایات کو بڑے اہتمام سے تاریخ کے اوراق پر ثبت کیا...... اور ...... اسی غیر معتبر تاریخ کی اساس پر ہر عہد کے نام نہاد مورخین اور صحابہ کرامؓ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہے۔ اور اس کے ساتھ دشمنان صحابہ کرامؓ کا ایک گروہ باقاعدہ نظم وضبط کے ساتھ معرض وجود میں آیا۔

☆ دوسری جانب ردعمل کے طور اور "مسئلہ تحکیم" کی آڑ میں انہیں میں سے دوسرا گروہ پیدا ہوا۔ جس نے حضرت علیؓ کو (نعوذ باللہ) کافر بتایا اور ان کی دشمنی میں کیا کیا روایتیں گھڑیں۔ قرابت رسولؐ کا خیال رکھا نہ شرف صحابیتؓ کا انہیں کچھ حیا آیا۔ صحابہ کرامؓ دشمنی کی یہ حد ہوگئی تھی...... کہ...... وہ حضرت علیؓ کا نام لکھ کر جوتوں میں رکھتے تھے.......... اور.......... ایک طرف نعرہ لگاتے تھے کہ "حسبنا کتاب اللہ" (ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔)، کسی صحابیؓ کے فیصلے اور قول کو نہیں مانتے۔ مورخین نے اس گروہ کا نام "خارجی" اور پہلے کا نام "رافضی" رکھا ہے۔

☆ جس طرح صحابہ کرامؓ کی عظمت اوج ثریا پر پہنچی ہوئی تھی، اسی طرح دشمنان صحابہ کرامؓ کا غیظ بھی آسمان کی بلندیوں پر تھا وہ گلشن نبوت کے پھولوں کو خزاں آلود کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ قمر نبوتؐ کے ستاروں کو ماند کرنا ان کا مشن تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کی بقا فقط صحابہ کرامؓ کے وجود سے ہے اگر ان کی امانت ودیانت اور عدالت کو مجروح کر دیا جائے تو

Scanned with CamScanner

قرآن کی کوئی آیت اور احادیث کا کوئی حکم پایہ ثقاہت تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہی لوگ قرآن کے اوّل محافظ اور امیں ہیں۔

انہوں نے اسلام کے تابوت میں جو آخری کیل ٹھونکی وہ بہت دل گداز اور جاں سوز تھی، آج ودہ سوسال تک مسلمان اس زہر کا تریاق مہیا نہ کر سکے۔

تاریخ اسلام رطب و یابس کا مجموعہ بن گئی .... کتب خانوں کے کتب خانے حیرت زدہ ہو گئے .... کہ اب کیا کیا جائے .... کس کو برا اور کس کو بھلا کہا جائے۔ دشمن کی آخری ضرب واقعہ کربلا کے ضمن میں بعض ''اَن کہی'' کہانیاں اور بے بنیاد واقعات ہیں۔

آیئے .... ! صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے لئے ہم اسلام کی سب سے مقدس دستاویز اور بنیادی ماخذ ''قرآن حکیم'' اور دوسرے ماخذ'' احادیث رسول''، تیسرے ماخذ ''اجماع امت'' کی علیحدہ علیحدہ تصریحات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس کے بعد آپ کو معلوم ہوگا .... روافض قدیم (مورخین ابن سبا وغیرہ) اور روافض جدید (شیعہ و خمینی ازم) کا نقطہ نظر اسلام سے کس قدر متصادم ہے۔

جدید روافض میں ایرانی لیڈر جناب خمینی اور برصغیر پاک و ہند کے بعض شیعہ اکابرین کی وہ تحریریں بھی ہم ان تصریحات کے بعد نمونہ کے طور پر نقل کریں گے، جس سے واضح ہوگا صحابہ کرامؓ سے بارے میں خمینی اور شیعہ کے نقطہ نظر کو تسلیم کر لینے کے بعد ہم اسلام سے کس قدر دور ہو جائیں گے۔

عدالت صحابہ کرامؓ اور قرآنی تصریحات

'' الصَّحَابَةُ كُلُّهم عدولٌ ''

تمام صحابہ کرام عادل ہیں .... یعنی ...... جملہ صحابہ کرامؓ حق و انصاف پر قائم ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خود باری تعالیٰ اور پھر اس کے رسول نے ان کا تزکیہ فرمایا اور ساتھ ہی ان

کے پیشواء مقتداء، ہادی اور مستحق جنت ہونے کی خوش خبری بھی سنادی۔ صحابہ کرامؓ کے مشاجرات واغلاط سے ان کی عدالت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ظاہر ہے کسی صحابیؓ سے اگر کوئی بھول چوک ہوئی، اس نے فوراً ایسی تلافی کر دی کہ گناہ و معصیت کا تصور بھی باقی نہ رہا، پھر قرآن عظیم نے ان کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے، پھر حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ان کے اوصاف بیان فرمائے .... اس لئے اہل اسلام کے تمام گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔

عدالت کا لغوی مفہوم

المنجد کے ص ۳۳۳ پر عدالت کا لغوی معنی یوں بیان کیا ہے۔

'' انصاف کرنا۔ سیرت کا پاک باز ہونا۔ کردار کا بے داغ ہونا۔

علامہ جزائریؒ کا قول ....

'' پسندیدہ اور مقبول الشہادہ ''

عدالت کا اصطلاحی مفہوم

بعض محدثین کا قول ....

'' عدالت وہ ملکہ ہے جو ان کو کبیرہ و صغیرہ گنا کے ارتکاب سے روک دے۔

امام غزالیؒ کا قول ....

'' دین میں استقامت حاصل ہو، یعنی آسمی کے نفس میں ایسکی پختہ قوت ارادی ہو جس کی وجہ سے وہ تقویٰ اور سنجیدگی کو اپنی عادت بنالے اور لوگوں کو اس کی سچائی پر اعتماد ہو جائے''۔

Scanned with CamScanner

الصحابہ کلھم عدول کا مفہوم

مذکورہ بالا معانی کے اعتبار سے سب سے سب صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔ وہ کفر وفسق سے متنفر، پرہیزگاروں اور راشدوں کے سرخیل تھے۔

علامہ سرخسیؒ کا قول.................

"جس مسئلہ پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو وہ قطعی ہونے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت شدہ مسئلہ کی طرح ہے، حتیٰ کہ اس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی اور یہ اجماع واتفاق کی سب سے قوی قسم ہے۔"

(اصول سرخسی ص ۳۱۸ ج ۱)

آیئے! اب ہم وہ قرآنی آیات پیش کرتے ہیں، جس میں خدائی دستاویز کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے مقام علو پر قیامت تک آنے والی نسلوں کو آگاہ کیا گیا ہے۔ اور ہر آیت ان کے حق وانصاف پر قائم ہونے پر شاہد ہے۔

خدائی دستاویز کی وضاحتیں

صحابہ کرامؓ کی عمومی تعریف

کُنتم خَیرَ امّۃٍ اُخرِجَتْ للنّاسِ تَامرونَ باالمَعروفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنکر وَتومنونَ بِاالله (آل عمران)

مومنو! (اے صحابہ کرامؓ) جتنی امتیں لوگوں میں ہوئیں تم ان سب سے بہت ہو کہ نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو.............اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

وَکَذالِک جَعلْناکُم اُمّۃً وَسَطاً لِتَکونوا شُھدآء علی النّاس وَ یَکونَ الرسول علیکم شھیداً. (البقرہ)

"اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا، تاکہ تم (روز قیامت) اور لوگوں پر گواہ بنو۔ اور پیغمبر (آخرالزمان) تم پر گواہ بنیں۔"

رضا اور خوشنودی کا پروانہ......

حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے عہد پر

لَقَد رَضیَ اللهُ عَنِ المومِنینَ اِذْ یُبایعونک تَحتَ الشّجرۃ فَعَلِمَ مافی قُلوبھم فَانزل السّکِینۃ عَلَیھم وَاثَابَھم فتحاً قریباً

(الفتح ع ۳)

اے پیغمبر......! جب مومنین تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، تو خدا ان سے خوش ہوا۔ اور صدق وخلوص جو ان کے دلوں میں تھا، وہ اس نے معلوم کر لیا، تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت فرمائی۔"

مہاجر وانصار کی بے مثال تعریفیں

والسّابِقونَ الاوَّلُونَ مِنَ المھاجِرین وَالانصار وَالّذِینَ اتّبعوھم بِاحسانٍ رَضِیَ اللهُ عَنھُم وَرَضُوا عَنہ وَاعَدَّلَھم جَنّٰتٍ تَجری تَحتَھَاالانْھَار خَالِدینَ فِیھا ابداً ط (توبہ ع ۱۳)

"جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی، اور جنہوں نے نیک وکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہے۔ اور وہ خدا سے خوش ہیں، اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ان میں

Scanned with CamScanner

رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔"

محمدی جماعت رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری

وَالسّابِقونَ السّابقون اُولٰئِکَ المُقَرَّبُون فی جنّاتِ النَّعیم
(الواقعہ ع ۱)

" اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں ۔ وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔ نعمت کی بہشتوں میں۔

وثیقہ رسول

یاایھاالنّبی حسبک اللہ وَمن اتّبعکَ من المومنین
(الانفال ع ۸)

" اے نبیؐ! تم کو اللہ اور تمہارے پیروکار مومن (یعنی صحابہ کرامؓ) کافی ہیں۔"

مختلف اوصاف وکمالات

لِلفُقَراءِ المھاجرینَ الّذین اخرجو من دیارھم وَامو الِھم یَبتَغون فَضلاً من اللہِ وَرَسولَہ اولٰئِک ھُم الصّادقون (الحشر)

"اور (فئے کا مال) ان مفلس مہاجروں کے لیے بھی جو اپنے گھروں اور ماحول سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے فضل (خوشنودی ہے احسان) کے طلب گار ہیں، سچے ہیں۔"

صحابہ کرامؓ کی باہمی اخوت پر خدائی تعریف

وَالذینَ تبوّو الدّارَ وَ الاِیمانَ مِن قَبلِھم یُحبُّون مَن ھاجرَ عَلیھم ولا

یَجدونَ فی صُدورھم حَاجَةً مِمّا اوتُوا وَیُوثِرونَ عَلٰی انفُسِھِم ولَو کانَ بِھِم خَصاصةٌ وَمَن یّوق شُحَّ نفسِہ فاولٰئِکَ ھم الفُلِحون
(سورہ الحشر)

" اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کر کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم ہوئے۔ اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں۔ ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش اور خلش نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خواہ خود ان کو احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ گو ہر مراد پانے والے ہیں۔"

رشد وہدایت کی علم بردار جماعت

وَاعلَمو ا انَّ فیکم رَسول اللہ لَو یُطِیعکم فِی کَثِیر من الامرِ لَعَنِتّم ولٰکنَّ اللہ حَبَّبَ اِلَیکم الایمانَ وَزَیَّنَہ فِی قُلوبکم وَکرَّہ الیکم الکُفرَ وَالفُسَوق وَالعِصیان اولٰئِک ھُم الرّاشِدون فَضلاً مِن اللہ وَنعمة ط وَاللہ عَلیمٌ حکیم.
(سورہ حجرات)

" اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مان لیا کریں۔ تو تم مشکل میں پڑ جاؤ، لیکن خدا نے تمہارے لئے ایمان کو عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا۔ کفر، گناہ، اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔ یعنی خدا کے فضل اور احسان سے اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والے ہیں۔ اور حکمت والے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

صحابہ کرامؓ کے ایمان کا واشگاف اعلان

والّذین ا منوا وَھَاجرو، وَجَاھَدو فی سُبیل اللہِ والّذین اٰوَوْا وّنصرُوا اولٰئِکَ ھُم المومنون حقّاً لھم مَغفِرۃٌ ورِزقٌ کریمٌ

(الانفال ع ۱۰)

اور جولوگ ایمان لائے، اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے۔ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔"

ارتداد سے حفاظت

وَاذکرُو ا نِعمَتَ اللہ عَلَیکم اِذْ کُنتم اَعداءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلوبِکم فَاَصبحُتم بِنعمَتِہ اِخواناً وَکنتم علٰی شَفا حُفرَۃٍ من النّار فَانُقذکم منھا کذلِک یُبیّنُ اللہ لکم آیاتِہ لَعَلّکم تھتَدون . (آل عمران ع ۱۱)

" اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے ۔ اور تم آگ کے کنارے تک پہنچ چکے تھے۔ تو خدا نے اس سے تم کو بچالیا۔ اس طرح خدا تمہارے لئے اپنی آیتیں کھولتا ہے۔ تا کہ تم ہدایت پاؤ۔"

لَقَد مَنَّ اللہ علی المومِنینَ اذْ بَعَثَ فیھم رسولاً مِن انُفسِھم یتلوا عَلَیھم ایٰتہ وَیزکّیھم ویعلّمھم الکِتٰبَ وَالحِکمۃ وان کانوا من قَبلُ لَفی ضلالٍ مُبین (آل عمران ع ۱۷)

"خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ کہ اس نے انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا

۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔"

خدا اور رسول کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے ایمان کی شہادت

لاتَجِدو قوماً یّومنون باللہ وَالیوم الاخِر یوآدّون مَن حادّاللہ وَرسولَہ ولَو کَانوا اباؤھَم او ابُناءَ ھم او اِخوَانَھم اوْ عَشِیرَتھم اولٰئِکَ کَتَبَ فی قلوبھم الایمان وَایّدھم بروحٍ منہ وَیدخلھم جنّاتٍ تجری من تحتِھا الانُھارُ خٰلدین فیھا . رَضِی اللہ عَنھم ورضوا عنہ اولٰئِکَ حِزب اللہ اَلا انّ حِزب اللہِ ھم المفلِحون .

(سورہ المجادلہ اخری آیت)

" جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے وہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر کی لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے۔ اور فیض بخشی سے ان کی مدد کی ہے۔ اور اللہ ان کو ایسی بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ داخل کرے گا، یہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔ (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

فضائل ومناقب

اِنّ الّذینَ امنُو ا وَ عَمِلوا الصّالحات اُولٰئِک ھم خَیر البریّہ جَزاھُم عَند ربّھم جنّات عدنٍ تجری مِن تحتِھا الانُھار خٰلدین فیھا ابداً ، رَضِیَ اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لِمن خَشِیَ ربَّہ .

(اور) جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہترین ہیں، ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالآباد تک ان میں رہیں گے، جو ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ (صلہ) ان کے لئے۔ جو اپنے پروردگار ڈرتا ہے۔

لکنّ الرسول والّذین امنوا معَه جَاهدوا باموالهم وَانفُسهم اولئک لَهم الخیرات واولئک هم المفلحون. (توبہ ع ۱۱)

" لیکن نہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے۔ سب اپنے مال و جان سے لڑے انہی کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

صحابہ کرامؓ کے اعلیٰ کمالات کا اظہار

مُحَمَّدٌ رَّسول اللهِ والذینَ مَعَه اشِدّآءُ علیٰ الکفّار رحمآءُ بینهم تَرٰهم رکّعاً سُجّداً یبتَغُون فضلاً مِنَ الله وَرِضواناً سیماهم فی وُجُوههم مِن اَثرِ السّجود ذٰلِک مَثَلُهم فی التّورات وَمَثَلُهم فی الانجیل کَزَرعٍ اَخرَجَ شطئه فَازرَه فَاستغلَظَ فَاستویٰ علیٰ سُوقه یُعجبُ الزّراع لِیَغیظ بِهم الکفّار ط وَعَدَ الله الذین امنو وَعَملواالصّالِحات منهم مغفرةً وّاجراً عظیماً (سورہ فتح)

محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ خدا کے آگے جھکے ہوئے سربسجود ہیں۔ اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کررہے ہیں، (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے

ہیں اور ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں، (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا، پھر موٹی ہوئی، اور پھر اپنے پاؤں پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تا کہ کافروں کا جی جلائے، جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

تعریفیں ہی تعریفیں......رضا ہی رضا

الّذین امنوا وَهاجروا وَجاهدو فی سبیل الله باموالهم وَانفُسِهم اعظَمُ درجةً عِندَالله واولئک هم الفائزون یُبشّرهم ربّهم برحمَةٍ منه وَرضوان وجنّات لهم فِیها نَعِیمٌ مقیم خٰلدین فیها ابداً ط انّ الله عنده اجرٌ عظیم (توبہ ع ۳)

" جو ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے۔ خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں۔ اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت کی اور خوشنودی کی اور بہشتوں کی خوش خبری دیتا ہے۔ جن میں ان کے لیے نعمت ہائے جاودانی (اور وہ) ان میں ابدالآباد تک رہیں گے کچھ شک نہیں خدا کے ہاں بڑا صلہ ہے۔

صحابہ کرامؓ کی بہترین صفات

وَالمومنین والمومنات بعضُهم اولیاءُ بعضٍ یامرون بالمعروفِ وَینهون عَنِ المُنکر وَیقمون الصّلوٰة ویؤتون الزّکوٰة ویطیعون الله ورسوله اولئک سَیَرحمُهم الله . انّ الله عزیزٌ حکیم. وَعَدَ الله

Scanned with CamScanner

المومنین والمومنات جنّٰتٍ تجری من تحتها الانھٰر خٰلدین فیھا ومسٰکن طیّبةً فی جنّٰت عدنٍ ورضوانٌ من اللہ اکبر . ذلک ھوالفوز العظیم

(توبہ ع ۹)

اورمومن مرداورمومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اورنماز پڑھتے اورزکوٰۃ دیتے ہیں۔ اوراس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اوریہی لوگ ہیں۔ جس پر خدارحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب اورحکمت والا ہے۔ خدانے مومن مردوں اورمومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے۔ جن کے نیچےنہریں بہہ رہی ہیں۔ (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اوربہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا وعدہ کیا ہے۔ اورخدا کی رضامندی توسب سے بڑھ کرنعمت ہے۔ اوریہی بڑی کامیابی ہے۔

انّ اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بانّ لھم الجنّة یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعداً علیہ حقاً فی التوراةِ والانجیل من اوفیٰ بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الّذی بایعتم بہ وذلک ھو الفوز العظیم

التائبون العٰبدون الحٰمدون السائحون الرّاکعون السّاجدون الاٰمرون بالمعروف والنّاھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ وبشّر المؤمنین .

" بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خریدلیا ہے، مومنین سے ان کے جانوں اور مالوں کواس

کے عوض انہی جنت ملے گی، یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، کبھی خود قتل ہوتے ہیں، اس پر ہماری طرف سچا وعدہ ہے، تورات اورانجیل میں اورقرآن مجید میں اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہے، سوتم خوشی مناؤ اپنی بیع پر جس کا تم نے سودا کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وہ مجاہدین توبہ کرنے رہنے والے ہیں، عبادات کرنے والے ہیں، حمد کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اوراللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں، مومنین کوخوش خبری سنادیجئے۔

عباداتِ صحابہ کرامؓ

یُسبّحُ لہ فیھا بالغدوِ والاٰصالِ رجالٌ لاتُلھیھم تجارةٌ ولا بیعٌ عن ذکر اللہِ واقامَ الصّلوٰة وایتاءِ الزّکوٰة یخافون یوماً تتقلّبُ فیہ القلوبُ والابصارُ لِیجزیھم اللہ احسن ماعملوا ویزیدھم من فضلہ واللہ یرزقُ من یشآء بغیرِ حساب ط

" وہ گھر میں صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، یعنی ایسے لوگ جن کوخدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اورزکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت، وہ اس دن سے جب دل (خوف وگھبراہٹ کے سبب) الٹ جائینگے اورآنکھیں اوپر کو (چڑھ جائینگی) ڈرتے ہیں تاکہ خدا ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ عطا کرے اور جس کو چاہتا ہے، خدا بے شمار رزق دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ذکر استغفار صحابہ کرامؓ

الّذین یقولون ربّنا انّنا امنّا فاغفرلنا ذنوبنا وَقِنا عذاب النّار

"(یہ وہ لوگ ہیں) جو کہتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم یقیناً ایمان لے آئے ،سو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچادے۔"

الصّابرین والصّادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار

(ال عمران ۲)

" (یہ صحابہ کرامؓ) صبر کرنے والے ہیں۔ اور راست باز ہیں۔ اور فروتنی کرنے والے ہیں۔ اور خرچ کرنے والے ہیں۔ اور پچھلی رات گناہوں سے بخشش چاہنے والے ہیں۔

اصحابؓ فتح مکہ

اِذا جاءَ نصرُاللہ والفتح ورأیتَ النّاس یدخلونَ فی دِینِ اللہ افواجاً . فسبّح بِحمدِربّک واستغفرہ .

" جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچے۔ اور آپ لوگوں کو جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیں تو اب اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے۔

وَالّذین امنوا من بعدُ وَھاجروا وَجاھَدوا مَعَکم فَاُولٰئِک منکم

(انفال ع۱۰)

"اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے۔ اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے۔ وہ بھی تمہیں میں سے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا مقام علو

لایستوی منکم مَن انفقَ مِن قبل الفتحِ وقاتل اولٰئک اعظمُ درجة من الّذین انفقو من بعد وقاتلو وکلّا وعداللہ الحسنیٰ

" جس شخص نے تم سے فتنہ ومکر سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کیئے وہ) برابر نہیں ان لوگوں کا درجہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے، جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور جہاد کیا۔ اور خدا نے سب سے (ثواب کا) نیک وعدہ کیا ہے۔

دشمنان صحابہ کرامؓ کا نفاق

وَاِذا قِیلَ لَھم امنوا کما اٰمنَ النّاس قالوا انؤمن کما اٰمنَ السّفھاءُ الآ اِنّھم ھُم السّفھآء ولکنّ لآ یعلمون .

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے، کہ جس طرح اور لوگ یمان لے آئے تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لے آئے ہیں، اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں، خبردار یہی بے وقوف ہیں، لیکن یہ جانتے نہیں۔"

معیاریت حق

فَاِنْ امنوا بِمِثلِ مااٰمنتم بہ فقد ھتدَوا وَان تولّوا فانّما ھم فی شقاق

(بقرہ ع ۱۶)

"تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں، جس طرح تم ایمان لے آئے، تو ہدایت یاب ہوجائیں اور اگر منہ پھیر لیں اور نہ مانیں تو (تمہارے) گمراہی میں ہیں۔

Scanned with CamScanner

وَمَن یشاقِقِ الرّسول من بعدِ ماتبیّن لَہُ الهدیٰ وَیتّبع غَیرَ سَبیل المومنین نولّہ ما تولّیٰ وَنُصله جهنّم وسآء ت مصیراً

''اور جو لوگ سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کریں اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستہ چلے۔ تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے۔ اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

نیک انجام اور حسن سیرت کا دوام

اِنّی لااُضیع عمل عاملٍ منکم من ذَکَرٍ او اُنثیٰ بعضکم من بعضٍ فَالّذین هَاجَرو واُخرِجومِن دِیارِهم وَاُوذُو فِی سَبیلِ وَقَاتلوا وَقُتِلوا لَاُکَفِّرَنّ عَنهم سیّاتهم ولادخلنّهم جنّٰتٍ تجری من تحتِهاالانهٰر ثواباً من عندالله والله عنده حسن الثواب.

''میں تم میں کسی عمل کرنیوالے کے خواہ مرد ہو خواہ عورت، عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے جزء ہو تو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے شہروں سے نکالے گئے، (اور بھی) تکلیفیں انہیں میری راہ میں دی گئیں، اور لڑے اور مارے گئے، ان کی خطائیں ان سے ضرور معاف کردی جائیں گی اور میں ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی

-

یاَیّها الّذینَ امنوا مَن یرتدَّمِنکم عَن دِینه فَسَوفَ یاتِی اللهُ بِقَومٍ یُحِبّهم ویُحِبّونه اذلّةٍ علی المؤمنین اعِزّةٍ علی الکافرین یُجاهِدون فی سَبیل اللہ ولا یَخافون لَومَةَ لآئِم ذالک فضل الله یوتِیه من یشآء والله واسعٌ علیمٌ (مائدہ)

اے ایمان والو! اگر تم میں کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا۔ جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست کے حق میں نرمی کریں اور کفار سے سختی سے پیش آئیں، خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں، یہ خدا کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور نرمی والا۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی طرف فضائل صحابہ کرامؓ کا اعلان

صحابہ کرامؓ کی برکات

قَالَ النّبی ﷺ النّجوم امنة للسمآء فَاذا ذهبت النجوم اَتی السمآء ماتوعدوو انااَمنة لاصحابی فاذا ذهبتُ انا اتی اصحابی مایوعدون واصحابی امنة لامتی فاذاذهب اصحابی اتی امتی مایوعدون .

(مسلم ج ۲ ص ۳۰۸)

''ستارے آسمان کی امان کا سبب ہیں، جب ستارے ختم ہوں گے تو قیامت آجائے گی۔ آگے فرمایا، میرے صحابہ کرامؓ میری امت کے لئے امان کا سبب ہیں، جب یہ ختم ہو جائیں گے تو اختلاف پڑ جائیں گے۔

قَالَ رسولُ الله ﷺ مامِن احدٍ مِن اصحابی لیموت بِارضٍ اَلّا بُعث قائداً ونوراً لهم یوم القیامة . (رواہ الترمذی)

(بحوالہ عبداللہ بن بریدہؓ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا............:

''میرا جو صحابیؓ بھی کسی سرزمین میں فوت ہوا وہ قیامت کے دن اس سرزمین کے (مدفون) لوگوں کے لئے پیشوا اور نمونہ بنا کر اٹھایا جائے گا۔''

قَالَ رسولُ اللہ ﷺ مثل اصحابی فِی اُمّتی کلمِلحِ فی الطّعام

Scanned with CamScanner

ولایصلح الطعام الّا بالملح ، (مشکوۃ ص ۵۵۴)

(بحوالہ انسؓ) ......حضورِاکرم ﷺ نے فرمایا............:

میری امت میں میرے صحابہ کرامؓ کی مثال ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک، اور کھانا نمک کے بغیر لذیذ نہیں ہوتا۔

قالَ رسول ﷺ خیرُ امّتی قَرنی الّذین یلونی ثمّ الذین یلونهم (مسلم ج ۲ ص ۲۰۹ بخاری ج ۱ ص ۵۱۵)

(بحوالہ عبداللہؓ).........حضورﷺ نے فرمایا..........:

"میری امت کا سب سے بہتر طبقہ وہ ہے جو میرے ساتھ (صحابہ کرامؓ) ہے، پھر وہ جو اس کے ساتھ ہے۔

خَیرُ النّاسِ قرنی ثمّ الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

(بحوالہ عمران حصینؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا.............:

"سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے ساتھ ہیں۔ پھر وہ جو ان کے ساتھ ہے۔"

(بحوالہ ابوسعید خدریؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا.........:

" لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب کسی جگہ کے لئے لشکر روانہ ہوگا تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی صحابی موجود ہے، چنانچہ صحابی کے وجود کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوگی، پھر ایک وقت کہا جائے گا۔ کیا تم میں صحابی کی زیارت کرنے والا (تابعی) موجود ہے، چنانچہ تابعی کے باعث فتح ہوگی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۵۔ مسلم ج ۲ ص ۳۰۸)

اَکرِموا اصحابی فَانّهم خیَارکم . الا مَن سَرّہ بحبوبة الجنة فیلزِم الجماعة فَانّ الشیطان مع الفذّ. (مشکوۃ ص ۵۵۴)

(بحوالہ حضرت عمرؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا...........:

"لوگو.......! میرے صحابہ کرامؓ کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہے۔ اور جس کو جنت کا وسط پسند ہو تو وہ صحابہ کرامؓ کی جماعت ہی سے منسلک ہو جائے۔ اس لئے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہوگا۔"

لاتَزَالون بِخَیر مَادامَ فیکم مَنْ رَانی وصاحبنی وَالله لاتزالون بِخیر مادَامَ فیکم من رایٰ ومن رانی وصاحبنی .

(بحوالہ واثلہ بن اسقعؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا..........:

"لوگو......! تم اس وقت تک بخیر وعافیت رہو گے جن تک تم میں میرے دیکھنے والے (صحابہ کرامؓ) اور پھر ان کے دیکھنے والے (تابعین) موجود ہوں گے۔

(طبرانی ج اص ۹۔ مجمع الزوائد ص ۲۰ ج ۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے فضائل

آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکرؓ کو بلاؤ تا کہ (میرے مصلّے پر) نماز پڑھائیں۔"

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے فرمایا......: عمرؓ جنت کے ادھیڑ عمر کے اگلوں اور پچھلوں کے سردار۔ میں سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔ اے علیؓ جب تک وہ زندہ ہیں ان کو اس کی خبر نہ دینا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱)

آپ ﷺ نے فرمایا: (شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ کی طرف منہ کر کے) "میرے بعد ان کی اقتداء کرنا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: " اے اللہ اسلام کو عمرؓ کے ساتھ خاص طور پر عزت عطا فرما۔"

(سنن ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے......آنحضرت ﷺ نے فرمایا......:

Scanned with CamScanner

"میں جن وانس کے شیطانوں کو عمرؓ سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"آسمانوں میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمرؓ کی عزت نہ کرتا ہو، زمیں میں کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمرؓ سے نہ ڈرتا ہو" (صواعق محرقہ ص ۹۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ نے عمر کی زبان پر حق جاری کردیا"

(ابن ماجہ)

اے محمد ﷺ! آسمان والوں نے عمرؓ کے اسلام سے خوشی فرمائی۔

مناقب صحابہ کرامؓ

اِنّ اللہ اختَار اصحابی علی العالمیں سوی النّبیین والمرسلین وَاختار من اصحابی اربعة یعنی ابابکر وعمر وعثمان وعلیاً فجعلهم اصحابی وَقال فی اصحابی کلهم خیرٌ . (قرطبی ج۱۶ص ۲۹۷ و مجمع الزوائد ص۱۶ ج۱۰)

(بحوالہ جابرؓ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا:..... اللہ نے پیغمبروں کے سوا باقی سب جہاں والوں پر میرے صحابہ کرام کو فضیلت بخشی اور ان میں سے میرے چار دوستوں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو منتخب فرما کر خصوصی مصاحب بنایا اور میرے ہر صحابہ کرام میں بھلائی موجود ہے۔

(تفسیر قرطبی ج۱۶ صفحہ ۲۹۷)

(بحوالہ عویم بن ساعدہؓ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کہ اللہ نے تمام مخلوق سے مجھے چن لیا اور میرے اصحاب کو میری صحبت کے لئے منتخب کیا ان میں بعضوں کو میرے وزراء، خسر اور داماد بنایا۔ پس جس نے میرے صحابہ کرام کی بدگوئی کی ان پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہو قیامت کے دن ان کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔"

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں...... میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے اصحاب کو دیکھا اور اس پر فوت ہوا تو اس کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

عن جابرؓ قال قال رسول ﷺ اِنّ اللہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النّبیین (الاصابہ ج ۱ ص ۱۲)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام جن وانس پر میرے اصحابؓ کو فضیلت بخشی ہے۔"

عن حذیفةؓ قال قالَ رسول اللہ ﷺ تکون لا صحابی من بعدی زلّة یغفرها اللہ عزوجل لهم لسابقتهم معی یعمل بها قومٌ من بعدهم یکبهم اللہ عزوجل فی النار علی مناخرهم.

آپ ﷺ نے فرمایا...... میرے بعد میرے صحابہ کرامؓ کی اگر کوئی لغزش ہوگی تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سابقہ اعمال صالحہ کی بدولت ان کو بخش دے گا، ان کے بعد اگر کوئی قوم اس کا مرتکب ہو تو اللہ تعالیٰ ان کو اوندھے منہ کے بل جہنم میں گرادیں گے۔

(اخرجہ تمام الرازی فی فوائدہ۔۔ریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳)

عن ابن مسعودؓ . قالَ ان اللہ نَظَر فی قلوب العباد فاختار محمداً ﷺ فبعث برسالةِ وانتخبه بعلمه ثمّ نَظَر فی قلوب الناس بعدهٗ فاختار لهٗ اصحاباً فجعلهم انصار دینه ووزراء نبوّته وماراٰهُ المؤمنین حسناً فهو عنداللہ حسنٌ وماراٰهُ المؤمنون قبیحاً فهو عنداللہ قبیحٌ.

(کنز العمال ج۲ ص ۳۴۱)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کا معائنہ فرمایا، رسول اللہ کو پسند فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور علم میں ممتاز فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپؐ کیا اصحابؓ

کو پسند فرمایا اور انہیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبیؐ کے وزراء و مشیر کار بنایا، پس یہ مومنین (صحابہ کرامؓ) جس چیز کو اچھا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے مومن قبیح اور غلط سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔

عن جابرؓ. عن النبی ﷺ قال لیدخلن الجنة مَن بایع تحت الشجرة الاصحاب الاحمر . (جامع ترمذی ج۲ص۲۲۶)

بحوالہ جابرؓ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کہ جس درخت کے نیچے بیعت (رضوان) کی وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ مگر وہ سرخ لاٹھی والا نہ جائے گا۔'' (کیونکہ اس نے نفاق کی وجہ سے بیعت نہیں کی)

عن جابرؓ قال قالَ رسول الله ﷺ لایدخل النار احمدٌ من بایع تحت الشجرة .

(بحوالہ جابرؓ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔''

عن جابرؓ . ان عبداً الحاطب جاءَ الی رسول الله ﷺ یشکر احاطباً فقال یارسولَ الله لیدخلنّ حاطب النار فقال کذبت لایدخلها ابداً فانّه بشهید بدراً والحدیبة

(بحوالہ جابر) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا ایک غلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یارسول اللہ! حاطب آگ میں داخل ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا وہ کبھی آگ میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک رہا۔ (ترمذی ج۲ ص ۲۲۶)

حضرت عبداللہ بن اخطب سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابوبکرؓ و عمر کی طرف

دیکھ کر فرمایا: هٰذان السمع والبصر یہ دونوں میرے آنکھ اور کان ہیں۔ (ترمذی ج۲ ص ۳۸)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے..... حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا..........! '' اور میرے زمین والوں میں دو وزیر ہیں۔''

حضرت سیدنا عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ..... آپ مجھے حضرت عمرؓ کے فضائل کے بارے میں بتائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا......! اے عمارؓ..... تو نے مجھ سے وہ سوال کیا جو میں نے جبرائیلؑ امیں سے کیا تھا تو جبرئیل نے مجھے کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ ! اگر آپ کے ساتھ میں حضرت نوحؑ کی عمر کے مطابق ساڑھے نوسو سال عمرؓ کے فضائل بیان کرتا رہوں تب بھی وہ ختم نہ ہوں گے۔

(صواعق محرقه ابن حجر مکه ص ۲۵۲)

امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے۔

کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کی جناب میں اس کا شکوہ کیا۔ اللہ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوحؑ نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا...... ہم اصحاب نبی محمد ﷺ ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ، علیؓ وہ میرے نبی محمد ﷺ کے اصحاب ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ علیؓ ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وصیت

عن عبدِالرحمٰن بن عوفؓ قال لمّا حضرت لِلنّبی ﷺ الوفاة قالوا یارسول الله اوصیا قال اوصیکم بالسابقین الاولین من المهاجرین وابناء هم من بعد الّا تعقلوه لایقبل منکم صرف ولاعدل (مجمع

Scanned with CamScanner

الزوائد ج ۱ ص ۱۷)

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کا وقت ارتحال قریب ہوا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمیں وصیت کیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا...... تمہیں سابقین اولین مہاجرین (اورانصار کے بارے میں) اوران کے بعد بیٹوں کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگر تم ایسا نہ کروگے تو تمہارے فرائض ونوافل قبول نہ ہوں گے۔

لایبلغنی احدٌ من اصحابی عَن اَحدٍ شیئاً فانّی احبُّ اَن اخرج الیکم وانا سلیم . (ابوداؤد ومشکوٰۃ ص ۴۱۴)

(بحوالہ ابن مسعودؓ) حضور ﷺ نے فرمایا "میرا کوئی صحابی میرے دوسرے صحابی کے بارے میں کچھ (شکایت وغیرہ) نہ پہنچائے، اس لئے تو میں پسند کرتا ہوں کہ میں آپ کے پاس اس حال میں آؤں گا میرا دل صاف ہو۔

احفظونی فی اصحابی وانصاری واصهاری فَمن حفَظنی فیهم حفظهُ الله فی الدنیا والاخرة ومن لهم یحفظنی فیهم تخلی الله منهم ومن تخلی الله منهٗ یوشک ان یأخذهٗ.

بحوالہ ابن مسعودؓ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا......! "لوگو......! میرے صحابہ کرامؓ میرے مددگاروں اور میرے دامادوں کے بارے میں میرا خیال رکھو اور جو میری رعایت کرے گا (ان کو برنہ کہے گا) اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی رعایت رکھے گا۔ اور جو خیال نہ کرے تو اللہ اس سے بری ہو جائیں گے اور جس سے خدا بری ہوا قریب ہے کہ خدا اس کو گرفتار کرے۔ (الصواعق محرقہ ص ۲)

عن انسؓ قال ذکر مالک بن وخشنؓ عند النبی ﷺ فوقعوا فیه یقال لهٗ راس المنافقین فقال النبی ﷺ دعوا اصحابی ،لاتسبّوا

اصحابی (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷)

انسؓ فرماتے ہیں کہ مالک ابن وخشنؓ کا حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے سامنے گزر ہوا تو لوگ ان کی بدگوئی کرنے لگے اور اسے منافقین کا سردار کہنے لگے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! چھوڑ دو میرے صحابہ کرامؓ، ان کو برا بھلا نہ کہو۔

اِذا رأیتم الّذین یسبّون اصحابی فقولوا لعنة علیٰ شرّکم

(بحوالہ ابن عمرؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا: "جب تم ان لوگوں کو جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہتے ہیں دیکھو تو کہو تو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (اور ایک روایت میں ہے) اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

اِنّ شرار امّتی اجرئهم علیٰ اصحابی

(بحوالہ ابن عدیؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کرامؓ پر (طعن کرنے میں) جری ہیں۔

لَعَنَ اللهُ مَن سبَّ اصحابی (طبرانی)

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا........: جس نے میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہا، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

لاتسُبّوا اصحابی لعن الله من سبّ اصحابی (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۱)

(بحوالہ عائشہ صدیقہؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا نہ کہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو جو میرے صحابہ کرامؓ پر طعن وتشنیع کرے۔

اِنّ الله اختارنی واختار اصحابی فجعلهم اصهاری وجعلهم انصاری وانّه ان یجرنی فی آخر الزّمان قومٌ الا فَلاتُناکحوهم ولا تُشاربوهم الا فلاتُصلّوا معهم الا فلا تصلو علَیهم حلّت علیهم اللعنة . (کفایه

Scanned with CamScanner

ص ۴۸)

(بحوالہ انس بن مالکؓ) آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چن لیا اور میرے صحابہ کرامؓ کو بھی چن لیا چنانچہ (کچھ کو) میرا راز دار اور میرا مددگار بنایا، آخر زمانے میں ایک فرقہ ان کی برائی بیان کرے گا، خبردار! ان کو کبھی رشتہ نہ دینا، خبردار! انہیں شادی میں شریک نہ کرنا، ان کے ساتھ نماز اور نمازہ جنازہ نہ پڑھنا، ان پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

اللہَ اللہَ فی اَصحابی نبیّکم ﷺ فَاِنّہٗ ارضیٰ بھم ۔

حضرت علی نے فرمایا: لوگو! اپنے نبی کریم ﷺ کے اصحابؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کیونکہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۵)

واذا ذکرَ اصحابی فامسکوا ۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳)

بحوالہ ابن مسعودؓ...... آپ ﷺ نے فرمایا......: جب میرے صحابہ کرامؓ کا ذکر ہو تو (بدگوئی سے) رک جانا۔

احسنوا الی اصحابی ثمّ الذین یلونھم. (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱)

بحوالہ عمرؓ، آپ ﷺ نے فرمایا............: میرے صحابہ کرامؓ سے اچھا سلوک کرنا پھر ان سے جو ان کے بعد آئے گے۔

اکرِموا اصحابی ثم الذین یلونھم ۔ (الریاض النضرہ ج ۱ ص)

(بحوالہ عمرؓ)، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ کرامؓ کی عزت کرنا پھر ان کے بعد والوں کی۔

یاایّھاالنّاس احفظونی فی اختانی واصھاری لا یطالبنّکم بمظلمة

احدٍ منھم فانھا لیست مما یرھب یا ایھاالناس ارفعوا امتکم عن المسلمین واِذا مات الرجل فلا تقفوا فیہ آلا بخیر. (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱)

(بحوالہ سہل بن مالکؓ) حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا:

لوگو! میرے دامادوں اور خسروں کے بارے میں میرا لحاظ کرنا ان میں سے کسی کی غلطی کا مواخذہ تم سے نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تبادلے کی چیز نہیں۔ مسلمانوں (صحابہ کرامؓ) کی عزتوں پر حکم کرنے سے اپنی زبانوں کو بچا رکھو، جب کوئی فوت ہو جائے تو بھلائی کے سوا اس میں کھود کرید مت کرو۔

صحابہ کرامؓ کی بدگوئی اور سب وشتم کی ممانعت

لاتسبّوا اصحابی فَلو انَّ احدکم انفَقَ مثل اُحدٍ ذھباً مابلَغَ احدھم ولانصیفھم ۔ (بخاری ج ۱۔ کتاب المعقبت)

(بحوالہ ابوسعید خدریؓ) آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا نہ کہنا، اس لئے کہ تمہارا پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا صحابہ کرامؓ کا آدھ مد کے خرچ کے ثواب کے برابر ہیں پہنچ سکتا۔

عن ابن عباس قال کنت عند النبی ﷺ وعندہ علی فقال النبی ﷺ یا علی سیکون فی امتی قوم ینتحلون حب اھل البیت لھم یسمّن ارافضة قاتلوھم فانّھم مشرکون

(بحوالہ ابن عباسؓ) انحضرت ﷺ نے فرمایا: اے علیؓ! میری امت میں ایک گروہ ہوگا جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے گا۔ (صحابہ کرامؓ پر) طعن وتشنیع ان کی علامت ہوگی ان کو رافضی کہا جائے گا۔ ان سے جنگ کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوگا۔

Scanned with CamScanner

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۱)

قال قلت لحسن بن علی الشیعه یزعمون ان علیاً قال کذب اولئک الکذابون لوعلمنا ذالک ماتزوج نساوهٔ ولاقسمنا میراثه . (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲)

(بحوالہ عاصم بن بھدلہؒ) آپؓ نے فرمایا: میں نے حسن بن علیؓ سے پوچھا کہ شیعوں کا اعتقاد ہے کہ علیؓ واپس آئیں گے۔ تو حضرت حسنؓ نے فرمایا ان کذابوں نے جھوٹ بولا اگر ہم یہ جانتے تو آپ کی بیوائیں شادی نہ کرتیں اور ہم آپ کی میراث تقسیم نہ کرتے۔

یکون فی آخر زمان قوم ینبذون یقال لهم الرافضه یرفضون الاسلام ویلفظونه فاقتلوهم فانهم مشرکون (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲)

بحوالہ ابن عباس...... حضور ﷺ نے فرمایا...... آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو صحابہ کرامؓ کے بارے میں بدگمانی کیا کرے گی ان کو "رافضی" کہا جائے گا۔ وہ اسلام کو پھینک دیں گے تو ان سے جنگ کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔

عن ابن عمرؓ لاتسبّوا اصحاب محمد ﷺ فلمقام احدهم ساعته خیرمن عمل احدکم عمرهٔ . (کنز العمال)

بحوالہ ابن عمرؓ...... آپؓ نے فرمایا......:

لوگو! اصحاب محمد ﷺ کی بدگوئی نہ کرو کیونکہ ان کی ایک گھڑی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ہمراہ تمہاری ساری عمر کے سب اعمال سے بڑھ کر ہے۔

عن البراء. قال لاتسبّوا اصحاب رسول الله ﷺ فوالذی نفسی بیده لمقام احدهم مع رسول الله ﷺ افضل من عمل احدکم .

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۱)

(بحوالہ براء بن عاذبؓ) فرماتے ہیں۔ حضور کے اصحابؓ کو گالیاں نہ دینا، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کی تھوڑی سی صحبت تمہارے سب عمر کے اعمال سے افضل ہے۔

محبت صحابہ کرامؓ کی تلقین

من احسن القول فی اصحابی فقد بریٔ من النفاق ومن اساء القول فی اصحابی کان مخالفاً لسنّتی ومأواه النار وبئس المصیر .

بحوالہ انسؓ...... حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا...... "کہ جس نے میرے صحابہ کرام کے متعلق اچھی گفتگو کی تو نفاق سے بری ہوا۔ اور جس نے بدگوئی کی اور وہ میری سنت کے مخالف رہا۔ اس کا ٹھکانہ آگ ہے جو بری جگہ ہے۔

من احبّ اصحابی وازواجی واهل بیتی ولم یطعنْ فی احد منهم وخرج من الدنیا علی محبتهم کان معی فی درجتی یوم القیامة . (ریاض النضره)

(بحوالہ ابن عباسؓ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے صحابہ کرام، میری ازواج (مطہرات) یعنی میرے اہل بیت اور میرے خاندان سے محبت کی اور ان میں سے کسی کی طعن وتشنیع نہیں کی اور دنیا سے ان کی محبت کے اعتقاد پر ہی رخصت ہو تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے دربار میں ہوگا۔

جاء رجلٌ الی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله کیف تری فی رجل احب قوماً ولم یلحق بهم فقال رسول الله ﷺ المرء مع من احبّ. (الریاض النضره)

(بحوالہ ابن مسعودؓ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آ کر کہنے لگا

Scanned with CamScanner

یارسول اللہ ﷺ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ جس نے کسی نیک کام سے محبت کی مگر اس کے ساتھ شامل نہ ہوسکے۔ تو آپ نے فرمایا قیامت کے دن ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

صحابہ کرامؓ نجوم ہدایت ہیں۔

سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقویٰ من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء من ماهم علیه فهو عندی علی هدیً. (مشکوٰۃ ج ۱)

(بحوالہ عمرؓ) آپ ﷺ نے اپنے رب سے اپنے بعد اپنے صحابہ کرامؓ کے اختلاف کے متعلق پوچھا۔ مجھے وحی ہوئی۔ اے محمد۔ تیرے صحابہ کرامؓ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں جیسے ہیں۔ روشنی میں اگرچہ کم وبیش ہیں لیکن نور ہدایت ہر ایک میں ہے۔ پس جس نے ان کے اختلاف میں سے کسی سے بھی تمسک کیا تو میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدین المهدیین . عضوا علیها بالنّواجذ. (مشکوٰۃ، باب السنۃ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا...... : لوگو! تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ نیکوکار خلفاء کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اسے ڈاڑھوں سے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

صحابہ کرامؓ مبلّغ اسلام ہیں۔

نضّر الله امرأ سمع مناحدیثاً فبلّغهٗ کما سمعهٗ فرب مبلّغ اوعیٰ من سامع. (صحیح ابن حبان ص ٦٩)

بحوالہ ابن مسعودؓ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا............ : اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسی طرح پہنچادی۔ کیونکہ بسا اوقات مردی راوی اور سامع سے بڑھ کر حدیث کا محافظ ہوتا ہے۔

بلّغوا عنّی ولا آیة (بخاری)

آپ نے فرمایا...... میری طرف سے تبلیغ کرو گو ایک آیت (یا حدیث) ہی ہو۔

فانّ دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرامٌ کحرمة یومکم هذا الا فلیبلّغ الشاهد منکم الغائب . (بخاری ص ۲۱ ج ۲)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے خون اور اموال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسے حرام ہیں جیسے یہ دن اور یہ مہینے حرام ہے۔ سنو! جو تم یہاں حاضر ہو، وہ بعد میں آنے والوں تک یہ احکام پہنچادیں۔

وجوب پیروی صحابہ کرامؓ

تفرق امّتی علیٰ ثلاثٍ وسبعین ملّةً کلّهم فی النّار الّا ملّةً واحدةً قالوا مَن هی یارسول الله . قال ماانا عَلیه واصحابی

(بحوالہ عبداللہ بن عمرؓ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی ایک فرقے کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا۔ وہ کون سی جماعت ہے۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جماعت ہے (اس راستے کی پیروکار ہو) جس پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۲۹)

انّ الله لایجمع امّتی علی الضلالة ویدالله علی الجماعة وَمن شذّ شذّ فی النار . (ترمذی . مشکوٰة)

(بحوالہ ابن عمرؓ)، آپ ﷺ نے فرمایا......: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کریں گے

Scanned with CamScanner

اور دست تصرف خداوندی جماعت ہی پر ہوگا اور جو الگ ہوا جہنم میں گرا۔

اتبعوا السواد الاعظم فانّہ من شَذَّ شُذَّ فی النار ۔

بحوالہ عرباض بن ساریہؓ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا............:

علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدین المهدین تمسکوا علیها وعضوا علیها بالنواجذ وایّاکم والمحدثات الامور فانّ کلّ محدثة بدعةٌ و کلّ بدعة ضلالة (کتاب السنه)

اے لوگو! خلفاء راشدین ہدایت دہندگان کی پیروی کرو، ان کو مضبوطی سے ڈاڑھوں سے تھام لو، خبردار! نئی باتوں سے بچنا، اس لئے ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں

اُنهی عن اصحابی من شهد انّی رسول الله ﷺ اَن یقول لهم سوءً قد رَضیَ الله عنهم وقال لهم فی کتابة خیراً ولکن احفونی فی اصحابی فاِنّهم اکثرهمّی . رفضنی الناس وضمونی وکذ هنی النا س وصدقونی قاتلنی الناس ونصرونی ثم الانصار خاصة فجزاهم الله عن الخیر فانهم الستعار دون الانار . (کنز العمال ج ٦ ص ٣١١)

(بحوالہ علیؓ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے صحابہ کرامؓ کے بارے میں مومنوں کو اسی بات سے روکتا ہوں کہ وہ ان کے حق میں بری بات کہیں۔ بے شک اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ اور اپنی کتابمیں ان کی فضیلت بیان کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں حرمت کا خیال رکھنا۔ کیونکہ جب لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑا تو انہوں نے مجھے سینے سے لگایا۔ لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھ سے

جنگ کی تو انہوں نے میری مدد کی، وہ دراصل میرے مطمع نظر اور روح رواں تھے۔ پھر میں خاص کر انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا گو ہوں۔

رفقائے نبوت کے بارے میں تیس جلیل القدر آئمہ کی رائے

عبداللہ بن مسعودؓ

اولئک اصحابُ محمد ﷺ کانو افضلُ هذه الامة وابرّها قلوباً وعمقها عِلماً واقلّها تکّلفاً اختارهم الله لصحبة نبیّه ولاقامة دینه فاعرفولهم فضلهم واتبعوهم علیٰ اثرهم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرتهم فانهم کانو عل الهدی المستقیم . (مشکوٰة ص ٣٢ ج ٢)

حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ پوری امت میں سب سے افضل، سب سے زیادہ پاکیزہ دلوں والے، سب سے زیادہ سادہ مزاج والے خدا نے انہیں دین کے استحکام اور اپنے رسول کی صحبت کے لئے چن لیا تھا۔ ان کی فضیلت کو پہچانو۔ ان کے نقش قدم پر چلو ان کے اخلاق وسیرت کو مشعل راہ بناؤ۔ کیونکہ وہ شاہراہ ہدایت پر گامزن تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ (کروڑوں مسلمانوں کا امام کہتا ہے)۔

اَخذ بکتاب الله فَان لم اجد فبسنّة رسوله فان لم اجد فبقول الصحابه کرام (تہذیب التہذیب ص ٢٨٠ ج ١٠)

میرا یہ طریقہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن سے استدلال کرتا ہوں، اگر یہاں یہ دلیل نہ ہو تو رسول اللہ کی حدیث سے ورنہ صحابہ کرامؓ کے اقوال کی طرف لوٹتا ہوں۔

امام شافعیؒ

مندرجہ بالا الفاظ دوبارہ پڑھ لیجئے (ازالہ الخفاء فصل دوم ص ٦٢ ج ١)

Scanned with CamScanner

امام مالکؒ

'' جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں کسی کو برا کہا خواہ خلفاء اربعہ ہوں یا معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ، تو وہ فاسق ہے اور ان صحابہ کرامؓ کا کافر کہا تو واجب القتل اور اس نے گالی دی تو اسے برسر عام درّے لگائے جائیں۔ (شرح الشفا ص ۵۵۶ ج ۲)

امام احمد بن حنبلؒ

'' کسی کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ کرامؓ کو برا کہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ سب امت سے افضل ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ خلفاء راشدین ہیں۔ جو صحابہ کرامؓ کو برا کہے اسے سزا دینا واجب ہے۔

امام بخاریؒ: ''صحابہ کرامؓ کرام محمدی شریعت کی اساس ہیں۔''

امام مسلمؒ : ''بغیر صحابہ کرامؓ کے کوئی روایت قابل اعتبار نہیں۔''

امام ابوداؤدؒ: خلفاء راشدین کا طرز زندگی ہی اسلام کا نمونہ ہے۔

امام نسائیؒ : کسی صحابیؓ کو برا نہ کہو۔''

امام طحاویؒ: ''صحابہ کرامؓ کی محبت واجب ہ۔

امام ابن ماجہؒ: ''دین کی اساس جماعت صحابہ کرامؓ ہے۔''

امام سفیان ثوریؒ: ''قرآن اور حدیث صحابہ کرامؓ کی تعریف کررہے ہیں

وکیع بن الجراح کا بیان کہ سفیان ثوریؒ مندرجہ ذیل آیت کا مصداق صحابہ کرامؓ کو بناتے ہیں۔

قُلِ الحمدللہِ وَسَلامٌ علیٰ عِبادہ الّذین اصطفیٰ ۔

''اور کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے اور ان بندوں (صحابہ کرامؓ) پر سلامتی ہو۔ جن کو خدا نے پسند کیا۔

امام سہل بن عبداللہؒ: ''جس نے حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی تعظیم نہ کی وہ صحیح طور پر حضورﷺ پر ایمان نہ لایا''

(رسالہ تائید مذہب اہل سنت ص ۵۲۰ از مجدد الف ثانی)

امام مبارک ابن اثیر جوزیؒ: ''سب صحابہ کرامؓ عادل ہیں، کیونکہ خدا نے ان کی تعدیل (صفائی) کردی ہے۔''

امام محی الدین ابوزکریا بن شرف النوویؒ: ''صحابہ کرامؓ کی صداقت اور عدالت پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے، کیونکہ اللہ ان سے راضی ہو چکا'۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)

امام ابوعمرو ابن عبداللہ یوسفؒ (مؤلف الاستعیاب): ''دین کے شارح، کما حقہ مبلغ اور محافظ سنت صحابہ کرامؓ ہیں، خدا اور رسول ان کا ثنا خواں ہے۔'' مقام صحابیتؓ سے بڑھ کر کوئی تزکیہ اور عدالت کا مقام نہیں۔'' (مقدمہ الاستعیاب)

مورخ اسلام خطیب بغدادیؒ: ''کوئی صحابیؓ ثبوت عدالتمیں کسی مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں اللہ نے ان کی شان کو برائیوں اور گناہوں سے بری کر دیا۔''

(الکفاریہ فی علوم الروایہ)

امام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ: ''تمام صحابہ کرامؓ اہل جنت ہیں۔'' (الاصابہ)

امام قرطبی مالکیؒ: صحابہ کرامؓ عادل اور اللہ کے دوست ہیں۔ اور اللہ کے پیارے بندے ہیں۔

(از تفسیر قرطبی ص ۲۹۹ ج ۱۶)

امام جلال الدین سیوطیؒ: ''صحابہ کرامؓ کے مشاجرات کو خطاء اجتہادی پر محمول کر کے ہر ایک کو صداقت وعدالت کا امیں کہا جائے گا۔ (تدریب الراوی ص ۴۰۰)

علامہ ابن صلاحؒ: ''صحابہ کرامؓ سے باز پرس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ وہ کتاب وسنت اور اجماع کے مطاق حق وانصاف پر قائم ہیں۔'' (علوم الحدیث ابن صلاح)

علامہ سخاوی علی بن محمدؒ: ''صحابہ کرامؓ کی ہر بات قابل اعتبار اعتماد ہے اور عادل وامین ہیں۔ (فتح المغیث ص ۳۵ ج ۴)

علامہ محمد بن اسماعیل حسنؒ: ''تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔''

مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ (۱۳۰۰ھ) : تمام اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔ (از کوثر النبی ص ۷۹)

علامہ شیخ محمد خضریؒ: ''تمام صحابہ کرامؓ امتیاز عدالت سے مزین ہیں۔ (اصول فقہ)

علامہ بہاریؒ: ''صحابہ کرامؓ صفت عدل کے مظہر ہیں۔'' (مسلم الثبوت)

علامہ ابن حاجبؒ: ''ہر صحابیؓ عادل ہے۔ (مختصر المنتہی ص ۶۷ ج ۲)

امام الکلام محقق ابن ہمامؒ: '' تمام آئمہ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔ (تقریر الاصول ص ۲۶۰ ج ۲)

امام تاج الدین السبکیؒ: ''صحابہ کرامؓ عادل ہیں ان کا تزکیہ عالم الغیب نے کیا'

امام ملا علی قاریؒ: ''صحابہ کرامؓ ایسے عادل ہیں کہ ہدایت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ (از شرح فقہ اکبر)

امام شاہ ولی اللہؒ (حجۃ اللہ فی الارض) ''صحابہ کرامؓ بلا امتیاز حق وانصاف پر قائم ہیں۔'' (ازالۃ الخفاء)

فکر انگیز

قرآنی آیات کے مقدس جواہر پارے مدح صحابہ کرامؓ کی عطر بیز فضا سے معمور، آپ نے ملاحظہ کئے۔ ساتھ ہی گلدستہ نبوت کے مہکتے ہوئے پھولوں سے رفقائے نبوت کی رعنائی ملاحظہ کی اب آخر میں ۱۴ سو سالہ اسلامی تاریخ کے آئمہ کرام مورخین اور مختلف زمانوں کے اسلامی اسکالروں اور دانش وروں کی زبان قلم کی رنگینی اور ان کے علوم ومعارف کے اصابت فکر ونظر کا حاصل آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب اگر کسی نے خدا کو مالک ورازق اور خالق جانا اور اس خدا کی کتاب کو صداقت کا امیں مانا پھر اس کے سب سے بڑے رسول اور انسانیت کے سچے

رہبر و راہنما کی رسالت ونبوت کا سچے دل سے اقرار کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے چمن خیال میں اصحاب رسولؐ سے متعلق خدائی ومصطفوی احکامات سے ماوراء تاریخ کا وہ غلط مواد سما جائے جس کی بنیاد پر مختلف صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت مغیرہؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت سیدہ عائشہؓ اور حضرات حسنینؓ کو مطعون کرنے کی سازش تو ایک طویل عرصہ سے چلی آرہی ہے کا حصہ ہے، دراصل بے ادبی کے یہ واقعے بدنیتی کے شاہد، تاریخ کے یہ زہر آلود چھینٹے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ صحابہ کرامؓ کو کمزور کرنے کے لئے بعض مورخ نما اسلام دشمنوں کی خامہ فرسائی کا نتیجہ ہیں، ہمیں اس سازش سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

صحابہ کرامؓ کی تعظیم پوری امت واجب ہے

مذکورہ بالا تصریحات قرآنی دستاویزات، پیغمبرانہ ارشادات اور ان حقائق کے بعد واضح ہوگیا کہ اسلام میں اس بات کی رائی بھر گنجائش نہیں کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف تحریر وتقریر میں کسی بھی نہج سے تنقید وتنقیص کا نشتر چلایا جائے، ان پر طعن وتشنیع کا دروازہ کھولا جائے، ان کی نیتوں اور ارادوں کے بارے میں بے بنیاد اور من گھڑت خیالات کا اظہار کیا جائے انہیں بحث وتمحیص کا نشانہ بنایا جائے۔

۱۴۰۰ سو سالہ اسلامی تاریخ میں ہر اسلامی حکومت اور ہر عہد کے علماء، فقہاء، محدثین ومفسرین اور اسلامی اسکالر نے صحابہ کرامؓ کی عزت واحترام اور ان کے اکرام کے نظریہ کو فروغ بخشا، کسی مسلمان عالم نے اس بارے میں کبھی مداہنت اور چشم پوشی سے کام نہیں لیا۔ ہر عالم اور فقیہ نے کھل کر صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے، کسی دین سے عاری حکمران نے اگر اس معاملے میں مصلحت برتی تو اس دور کے علماء اہل سنت نے نہایت جرأت کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی وکالت کی۔ ہر زمانہ میں قانونی طور پر عقیدہ صحابہ کرامؓ کا تحفظ کیا گیا

Scanned with CamScanner

۔ان کی عزت و تکریم کو واجب قرار دے کر خلاف ورزی کرنے والے کو کڑی سے کڑی سزائیں دی گئیں۔

صحابہ کرامؓ کی تکریم کے بارے میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے علماء امت کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

اِذا ظھرتِ الفتن او البدع وسبّت اصحابی فلیظھر العالم علمه وان لم یفعل ذالک فعلیه لعنة الله والناس اجمعین ولا یقبل الله صرفاً ولا عدلاً۔

جب فتنے عام ہو جائیں، بدعتیں ظاہر ہونے لگیں، اور میرے صحابہ کرامؓ کو گالی دی جانے لگے پس عالم کو چاہئے کہ اپنا علم ظاہر کرے، اگر ایسے موقع پر علماء نے اپنے فرائض کو پورا نہ کیا تو ان پر اللہ اور پوری دنیا کی لعنت ہوگی۔ اللہ ان کی کسی قسم کی نفلی اور فرضی عبادت کو قبول نہیں کریں گے۔

صحابہ کرامؓ پر تنقید پر فاروق اعظمؓ کا ردعمل

مشہور سیرت نگار علامہ خفاجی شرح شفا جلد چہارم ص ۶۱۳ پر رقم طراز ہیں۔

"حضرت عمرؓ نے نذر مانی کہ عبیداللہ کی زبان کاٹ دیں گے، کیونکہ اس نے حضرت مقداد بن اسودؓ کو گالی دی ہے۔ آپ سے سفارش کی گئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے کچھ نہ کہو اس کی زبان کاٹنے دو تاکہ اس کے بعد کوئی رسول اللہ کے صحابہ کرامؓ کو برا نہ کہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی الاصابہ ج اول ص ۱۱ پر لکھتے ہیں۔

"صحابہ کرامؓ کی تعظیم خلفاء راشدینؓ کے ہاں بھی واجب تھی، چنانچہ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: ایک سفر کے دوران جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی

موجود تھے ایک بدوی نے ہمیں دعوت طعام میں ایک بکری کھلائی، جب صدیق اکبرؓ کو بدوی کا علم ہوا تو انہوں نے سب کچھ قے کر ڈالا۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس کو ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا اور اس نے انصارؓ کی ہجو کی تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر مجھے حضور ﷺ کی صحبت اور زیارت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اس بدوی کو سزا دینے میں سب صحابہ کرامؓ کی طرف سے کافی تھا۔

اس حدیث میں ایک طرف زیارت رسول اور دوسری طرف مقام صحابیتؓ دونوں کی عظمت نمایاں ہو رہی ہے۔

صحابہ کرامؓ پر سب وشتم قابل تعزیر جرم ہے

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۵۷۴ پر لکھتے ہیں۔

"حارث بن عتبہ کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیں تھیں، آپ نے پوچھا تجھے حضرت عثمانؓ کو گالی دینے پر کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا کسی نے نہیں بلکہ میں خود عثمانؓ سے بغض رکھتا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: بغض رکھنا بھی گالی کے مترادف ہے۔ اس پر اسے تیس کوڑوں کی سزا دی گئی۔"

ایک اور مقام پر ہے "ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کو کسی نے مارتے نہیں دیکھا سوائے ایک آدمی کے، جس نے حضرت معاویہؓ کو گالی دی تھی اس کو بھی کوڑے لگائے گئے تھے۔

محمد یوسف فریابیؒ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گالی دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ کافر ہے۔ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی

Scanned with CamScanner

جائے پھران سے پوچھا بظاہر تو وہ لا الہ الا اللہ کا قائل ہے تو فرمایا اس کو ہاتھ نہ لگایا جائے لکڑی سے گھسیٹ کر گڑھے میں دفن کر دو۔ (الصارم ص ۵۷۵)

اہل سنت کے کئی علماء نے خوارج کے کفر کی صراحت کی ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور رفض کے کفر کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ کسی معزز ہستی کو گالی دینا، اس سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ آنجناب ﷺ نے اس شخص کے قتل کا حکم دیا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا حالانکہ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ لڑنے والوں کو امان دی تھی، تو معلوم ہوا کہ گالی گلوچ اور بدگوئی جنگ سے بدتر ہے۔ یا کم از کم اس کی مثل تو ہے جب جنگ کرنے والا واجب القتل ہے تو گالی دینے والا بدرجہ اولیٰ قتل کا مستحق ہے۔ (الصارم ص ۱۶۵)

حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی، نبراس ص ۵۵۰ پر لکھتے ہیں۔

" صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کے متعلق فقہاء وحنفیہ کا اختلاف ہے، بعض کا فتویٰ ہے کہ شیخین کو گالی دینے والے کو حد میں قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول ہوگی، بعض نے کہا ارتداد میں قتل کیا جائے اس صورت میں اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ بعض کہتے ہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو سنگین سزا دی جائے۔ شیخین کے سوا باقی صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کو قاضی حسب مرضی سزا دے گا۔"

درمختار میں بحرالرائق، جوہرہ نیرہ (شرح قدوری) کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔" جس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا، اس کی توبہ بھی قابل قبول نہیں۔ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں، اسی پر اہل سنت کا فتویٰ ہے۔"

ردالمحتار علی الدرالمختار جلد ۳ ص ۳۳۶ پر ہے۔

"جو رافضی شیخین کو گالی دیتا ہے، اس پر لعنت کرتے رہو اور جو حضرت علیؓ کو

صرف شیخین سے فضیلت دیتا ہو وہ بدعتی ہے۔"

صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کے لئے آئمہ اربعہ کی طرف سے فتویٰ کفر

۸۰ کروڑ اہلسنت حنفیہ کے امام ابوحنیفہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

علامہ ابن حجر الصوارق المحرقہ پر لکھتے ہیں۔" امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔"

امام مالکؒ کا فتویٰ: " قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو گالی دی یعنی کافر اور گمراہ کہا وہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ، یا عمرو بن عاصؓ ہوں، تو اسے قتل کیا جائے گا۔"

مواہب لدنیہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے آیت محمد رسول اللہ والذین معہ سے روافض کی تکفیر ثابت کی ہے۔

علامہ محمود احمد آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں مذکور آیت کے ضمن میں روافض کی تکفیر کا قول کہا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ: امام ابن تیمیہؒ نے الصارم میں امام احمد کا قول نقل کیا ہے۔" کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ کرامؓ کا ذکر برائی کے ساتھ کرے، کسی عیب یا نقص کے ذریعے ان پر اعتراض کرے، جس نے ایسا کیا اس کو سزا دینا واجب ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بدگو کو توبہ کا موقع دیا جائے اگر توبہ نہ کرے اور بدگوئی پر قائم رہے تو اسے اتنا مارا جائے کہ مرجائے یا پھر بدگوئی سے باز آجائے۔"

امام شافعیؒ ...... حافظ اسحٰق بن راہویہؒ فرماتے ہیں: رسول اللہ کے صحابہ کرامؓ کو گالی دینے والے کو سخت سزا دی جائے، اسے قید کر دیا جائے یہی ہمارے شوافع کا مذہب ہے۔

Scanned with CamScanner

تہذیب التہذیب ج۹ص۵۰۹ پر ہے۔فن رجال کے مشہور امام یحیٰ بن معین کا قول ہے:۔" جو شخص گالیاں بکتا ہوا حضرت عثمانؓ تک پہنچ جائے وہ سخت سزا کا مستحق ہے کسی بھی صحابیؓ کو گالی دینے والا دجال ہے۔اس کی حدیث نقل نہ کی جائے،اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔"

اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت کیا ہے۔اس اولوالعزم قافلہ اور گروہ کو مذہب اسلام میں کیا اہمیت حاصل ہے؟۔خدا،رسول اور چودہ سوسالہ علماء امت نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے؟۔ان سوالات کا جواب آپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا۔

اب ہم ایرانی پیشوا خمینی،اس کے مقتداء اور پیروکاروں کے خیالات انتہائی اختصار کے ساتھ رقم کر رہے ہیں،تا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ شیعہ کا دعوئٰ اسلام،کس قدر جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے۔

یہ عبارتیں خود ان کی معتبر اور مصدقہ کتابوں سے نقل کی جارہی ہے،اس کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید نے کیونکر شیعہ کے کفر کا کھلے عام اعلان کیا اور ان کی قائم کردہ عالمی تنظیم سپاہ صحابہ کرام کن وجوہات کی بناء پر شیعہ سے برأت اور ان کے نئے عقائد ونظریات کو بیان کر کے امت مسلمہ کو خمینیت اور اثنا عشری شیعہ کے مکروفریب سے بچانا چاہتی ہے۔

اصحاب رسول کے بارے میں خمینی کا نظریہ

اگر بالفرض قرآن میں رسولؐ کے بعد کے لیے امام کا (یعنی حضرت علیؓ) نام بھی ذکر کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت وخلافت کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا،جن لوگوں نے حکومت وریاست کی طمع ہی میں برسہا برس سے اپنے آپ کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا تھا اور چپکا رکھا تھا،جو اسی مقصد کے لئے سازش اور پارٹی بازی

کرتے رہے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے،جس حیلے اور جس پینترے سے بھی ان کا مقصد (یعنی حکومت واقتدار) حاصل ہوتا ہو اس کو استعمال کرتے اور بہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے۔
(کشف الاسرار ص۱۱۳)

خمینی صاحب نے صفحہ ۱۱۷ پر مخالفت عمر با قرآن خدا کا باب قائم کر کے آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کیا ہے۔اس سلسلہ میں فاروق اعظمؓ کی شان میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر وزندقہ ظاہر شدہ،مخالف است بآیاتے از قرآن کریم" (کشف الاسرار ص۱۱۹) اس جملہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کو صراحتاً کافر قرار دیا گیا ہے۔(نعوذ باللہ)

(عبارات مغلظہ از کتاب حکومت اسلامی اردو ترجمہ تالیف خمینی صاحب۔ناشر مکتبہ رضا۔ ۱۴/۶/۷۴ فیڈرل بی ایریا کراچی)

نوٹ:صحابہ کرامؓ کے بارے میں خمینی کے پیشوا اور پیروکاروں کے نظریات کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

چوتھا باب

بارہ اماموں کی طرف سے شیخینؓ کی فضیلت وعظمت کا اعتراف

حضرت حسنؓ کا بیان: سیدنا حضرت حسنؓ بن علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

''میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کرتا ہوں خدا اس سے محبت کرتا ہے اور تم دونوں سے ملائکہ کو بھی محبت ہوگئی کیونکہ خدا کو تم سے محبت ہے۔ خدا اس سے محبت کرے، جس کو تم سے محبت ہو، خدا اس کا دشمن ہو جس کو تم دونوں سے دشمنی ہو۔ جو تم دونوں میل رکھے خدا اس سے میل رکھے اور جو تم دونوں سے جدائی رکھے خدا اس سے جدائی اختیار کرے۔'' (نزہتہ المجالس جلد۲ صفحہ ۳۷۴)

ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا حسنؓ نے حدیث پاک پر پوری طرح عمل کیا۔ اس لئے حضرت سیدنا حسنؓ کے نزدیک بھی وہ شخص بدترین ہے جو شیخین کی تنقیص کرتا ہے۔ آپ کے عقیدہ میں بھی شیخین کی تنقیص کرنے والے خدا کے دشمن اور بدترین لوگ ہیں۔

حضرت زین العابدینؒ کا فرمان: حضرت علی بن حسین (المعروف زین العابدینؒ) کے پاس ایک شخص آیا اور اس سے کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا قرب حاصل تھا،؟ آپؒ نے فرمایا: جو نزدیکی اور قرب ان کی قبروں کو حاصل ہے، بحالت حیات بھی ان کو یہی قرب نصیب تھا۔ (منداحمد۔ تہذیب التہذیب ج۷)

جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہؓ کا آپ کے سامنے تنقیص کے لیے زبان بھی کھولتے تو آپ ان کو حکم فرمادیتے تھے کہ ''ہمارے ہاں سے اٹھو! اللہ تمہیں برکت نہ دے اور تمہارے گھر رحمت

کے قریب نہ ہوں اور تم اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو! اٹھو! (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۹ ص ۱۰۷)

شیعوں کے معروف مجتہد علی بن عیسیٰ اربلی (۶۸۷ھ) کی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زین العابدینؒ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے اور شیخین کی تنقیص کرنے لگے (حضرت زین العابدینؒ نے سن لیا پھر) ان سے سوال کیا کہ کیا تم مہاجرین وانصارین میں سے ہو جو صادق ومخلص تھے اور اللہ کی رضا اور فضل کے طلب گار رہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان میں سے نہیں۔

''اس پر آپؒ نے فرمایا: تم ان دونوں فریقوں میں سے ہونے سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہو جن کے متعلق خدا کا فرمان ہے کہ (والذین جاء و من بعدھم ۔ آلایہ پ۲۸ الحشر) جو لوگ بعد میں آئے، کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے سابق ایمان لانے والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے حق میں کھوٹ اور کینہ ڈال دینا۔ سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔'' (کشف الغمہ جلد۲ ص ۲۶۷)

حضرت زیدؒ کا ارشاد: حضرت زیدن بن علی بن الحسین (حضرت حسینؓ کے پوتے) سیدنا حضرت علیؓ کی سیرت بتلاتے ہیں کہ:

''یقیناً حضرت علیؓ کی سیرت وکردار حضرت عمرؓ کے ساتھ مشابہ تھا اور ان دونوں حضرات کا ایک طریقہ اور ایک عمل تھا۔ اس لئے ابوبکرؓ وعمرؓ سے تبرا وبرات کرنا بعینہ سیدنا حضرت علیؓ سے بیزاری اختیار کرنا ہے۔ (ریاض النضرہ جلد۱ ص ۲۵۸)

شیعہ کے ممتاز بزرگ اور شاہ ایران چاہ بہار کے وزیراعظم مرزا تقی اللسان الملک شیعی لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ :

’’کوفہ کے مشہور لوگوں کی ایک جماعت (جس نے حضرت زید کے ساتھ بیعت کی ہوئی تھی) زید کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگی کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ابوبکرؓ وعمر کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں؟ زید بن امام زین العابدینؒ نے فرمایا: کہ ان دونوں کے حق میں کلمہ خیر اور بہتر بات کے سوا کوئی قول نہیں کرتا اور میں نے اپنے خاندان سے بھی ان دونوں کے بارے میں کلمہ خیر کے بغیر کچھ نہیں سنا۔‘‘ (ناسخ التواریخ ج۳ص۵۹۰)

دوسرے شیعہ بزرگ جمال الدین ابن عنبہ (۶۸۷ھ) نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔اس میں لکھتے ہیں کہ:

’’(حضرت زید کا یہ دوٹوک جواب سن کر) کہنے لگے آپ ہمارے خلیفہ و امیر نہیں ہیں۔زید سے یہ لوگ متفرق ہوگئے اور ساتھ چھوڑ دیا۔زید کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا پس ان کا نام رافضہ اور رافضی رکھا گیا۔

حضرت امام باقرؒ کا اعلان: حضرت امام جعفر صادقؒ کے والد محترم امام محمد باقرؒ (۱۱۴ھ) فرماتے ہیں۔:

’’جو شخص ابوبکرؓ وعمرؓ کی فضیلت کی پہچان نہیں رکھتا اور ان کے مرتبہ کو نہیں پہچانتا وہ سنت نبویؐ سے جاہل ہے۔‘‘ (حلیۃ الاولیاء ج۳۔ ریاض النضرہ ج۱)

جابر کہتے ہیں کہ میں نے محمد باقرؒ کو کہا کہ: تم اہل بیت میں سے کوئی شخص گزرا ہے جو ابوبکرؓ وعمرؓ پر سب وشتم کرتا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ: نہیں، میں تو ان دونوں حضرات کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے موالات اور محبت رکھتا ہوں اور ان کے حق میں استغفار کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ج۵ص۵۸)

ایک مرتبہ جابر سے حضرت محمد باقرؒ نے فرمایا کہ:

’’مجھے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عراق میں ایک قوم ہے وہ لوگ ہماری محبت اور دوستی کے دعویٰ دار ہیں اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے متعلق کمی بیشی کرتے ہیں (اور افسوس تو یہ ہے کہ یہ الزام مجھ پر لگاتے ہیں کہ) میں نے ان کو اس چیز کا امر کیا ہے۔ (حضرت محمد باقرؒ نے فرمایا کہ) ان کو اطلاع کردو کہ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ میں ان سے بری و بیزار ہوں۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔اگر مجھے اس قوم پر حکومت حاصل ہوجائے تو ان کی خون ریزی وقتل کر کے اس کے (اللہ کے) ہاں تقریب ونزدیکی حاصل کروں۔مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہی نصیب نہ ہو۔اگر میں ابوبکرؓ وعمرؓ کے لئے استغفار نہ کروں اور ان کے حق میں ترحم ودعا کے کلمات نہ کہوں۔اللہ کے دشمن ان دونوں (کے مقام) سے غافل ہیں‘‘ (صواعق محرقہ ص۲۸)

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا کہ: ’’جو لوگ اس چیز کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔رب کعبہ کی قسم انہوں نے یہ سب جھوٹ اور دروغ گوئی کی ہے۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر جلد۲ص۵۵۳)

اسی طرح ایک مرتبہ کثیر النواء نے کہا کہ میں نے امام باقرؒ سے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں۔کیا ابوبکرؓ وعمرؓ نے آپ لوگوں کے حقوق میں ظلم وستم روا رکھا تھا؟ یا آپ کے حقوق کو برباد کیا تھا؟ حضرت باقرؒ نے فرمایا کہ نہیں!

’’اس ذات کی قسم جس نے تمام عالم کے لئے اپنا قرآن نازل فرمایا۔ان دونوں (شیخین) نے ہمارے حقوق سے ایک دانہ کے برابر بھی ضائع نہیں کیا اور ظلم نہیں کیا۔کثیر کہتا ہے کہ میں نے پھر پوچھا کہ میں آپ پر قربان کیا ان دونوں سے تو

محبت ودوستی رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ (ہاں ہاں) تجھے ان دونوں سے دنیا وآخرت میں دوستی رکھنی چاہیے اور (بغرض محال) کوئی وبال پیش آئے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں۔"

پھر فرمایا: "مغیرہ بن سعید اور بنان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہی معاملہ فرمائے جس کے وہ اہل ہیں۔ ان دونوں نے ہم اہل بیت پر جھوٹ اور افتراء ودروغ بنا بنا کر پھیلا دیئے اور ہماری طرف منسوب کردیئے۔ (ہم ان سے بری ہیں)۔ (شرح نہج البلاغۃ لابن الحدید شیعی معتزلی ج ۴ ص ۱۱۳۔ وفاء ابو وفاج ۳ ص ۱۰۰)

حضرت امام جعفر صادقؒ کا عمل وارشاد: حضرت جعفر صادقؒ (۱۴۸ھ) (جن کی طرف فقہ جعفریہ منسوب ہے) کا کیا ردّعمل رہا ہے اور ان کے شیخین کے بارے میں کیا عقائد وخیالات تھے ملاحظہ فرمائیں اور فقہ جعفریہ کی حقیقت معلوم کریں۔ حضرت جعفر صادقؒ کا عمل ملاحظہ فرمایئے!

شیعوں کی مستند کتاب الشافی ص ۲۳۸ طبع قدیم میں ہے کہ:

"جعفر صادق حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ دوستی اور مودّت رکھے تھے جس وقت رسول اللہ ﷺ (کے روضہ اطہر) پر صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوتے تو ابوبکرؓ وعمرؓ کی قبور پر سلام وتسلیم کہتے ہیں۔

انقلاب زمانہ دیکھئے کہ حضرت جعفر صادقؒ تو ان کی قبور مبارکہ پر سلام کہیں اور رحمت کی دعائیں کریں اور ان کے نام سے اپنے مذہب کو چمکانے والے یہ مجتہدین ان سے بیزاری اور لاتعلقی بلکہ کفر وارتداد کے بے دریغ گولے پھینکیں۔

"سالم کہتے ہے کہ سیدنا جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی شخص اپنے آباواجداد کو گالی بھی دیتا ہے؟ یاد رکھو! رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہی

مجھے نصیب نہ ہو اگر میں ابوبکرؓ وعمرؓ سے تولّی اور دوستی نہ رکھوں اور میں ان کے دشمن سے بیزاری اختیار نہ کروں۔ (سیرت عمر لابن جوزی ص ۳۲)

ہائے افسوس! حضرت جعفر صادقؒ تو حضرات شیخین کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور آج کے یار انہیں اس سے زبردستی بیزاری کا اعلان کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیا خوب!

شیعوں کے نامور مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے حضرت جعفر صادقؒ سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے متعلق سوال کیا تو امام موصوف نے جواباً فرمایا کہ یہ دونوں بزرگ امام تھے۔ عدل وانصاف کرنے والے تھے۔ حق بات پر قائم رہے۔ حق پر ہی ان کا خاتمہ ہو۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے"۔ (احقاق الحق ج ۱ ص ۱۶)

ذرا آج کل کے جعفریوں کا حال دیکھیں! یہ تو شیخین کو ظالم وغاصب اور ناحق اور نہ جانے کیا کیا خطاب دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے سامنے شیخین کی تعریف کریں تو ان کی آنکھیں خون سے بھر آتی ہیں۔ اور وہاں حال یہ تھا کہ حضرت جعفر صادقؒ ان کیلئے دعائے رحمت۔ انہیں عادل، امام اہل حق ہی فرماتے تھے۔ (بحوالہ رحماء بینھم)

لطیفہ! حضرت جعفر صادقؒ کی عبارت میں کوئی پیچیدگی نہیں کہ جس کی تشریح وتوضیح کی جائے لیکن شیعہ علماء کو خدا ہی سمجھیں، انہوں نے اس عبارت کی ایسی توجیہیں کیں کہ الامان والحفیظ۔ نیکی بدی ہوگئی، ایمان کفر بن گیا۔ شیخ شیطان بن گیا۔ (استغفر اللہ) مگر اپنی تاویلات سے خود بھی مطمئن نہ ہوئے۔ لہٰذا مجبور ہو کر تقیہ شریف کا دامن تھامنا پڑا اور کہنا پڑا کہ آپ نے تقیہ فرمایا تھا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کی گواہی: حضرت امام موسیٰ کاظم (۱۸۳ھ) نے اپنے آباواجداد سے

Scanned with CamScanner

مرفوعاً ایک روایت نقل کی ہے۔ روایت کے اصل راوی حضرت حسن بن علیؓ ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ''فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ میرے ہاں بمنزلہ کان کے ہیں اور عمر میرے نزدیک بمنزلہ آنکھ کے اور عثمانؓ میرے ہاں بمنزلہ دل کے''۔

(معانی الاخبار للشیخ صدوق شیعی۔ تفسیر حسن عسکری تحت آیہ''اوکلما عاہدو'' پ ا۔ رحماء بینھم حصہ اول ص ۴۲۶)

ان شیعی روایات کی موجودگی میں بھی اگر انہیں شیخین کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرنا تو پھر اور کون سی شہادتیں ان کے نزدیک لائق محبت ہوں گی۔ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ یہ سب ''تقیہ شریف'' ہی تھا............اور ہے۔

شیخین کے بعد دیگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں ۱۲ اماموں کی رائے

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اور رسول پاک ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ آپس میں ہمدرد اور ہمراز، محبّ ومخلص، دوست اور سچے ساتھی تھے۔ ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی مخاصمت دعداوت نہ تھی۔ ہر ہر معاملے میں ایک دوسرے کے ممد ومعاون تھے اور آپس میں مشورہ کرتے۔ ہر دونوں کے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے بے پناہ محبت عظمت اور عزت کا جذبہ موجزن تھا۔ یہ تمام حضرات رحماء بینھم کی صحیح اور سچی تفسیر تھے۔

جن جن لوگوں نے ان حضرات گرامی قدر کے درمیان عداوت ومخاصمت، حسد ودشمنی، کینہ وبغض کے جو جو واقعات، حالات اور ملفوظات گھڑ رکھے ہیں، یاد رکھئے ان میں ذرّہ بھر بھی صداقت نہیں۔ اور عقل ونقل کی روشنی میں اس کا باطل اور غلط ہونا واضح ہو چکا ہے۔

یوں تو حضرات اہل بیت کے بے شمار ارشادات خود شیعہ کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں حضرات صحابہ کرامؓ کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ یہاں ان سب کو نقل کرنا مقصود نہیں۔ چند ائمہ کے ارشادات سے اس مسئلے کو سمجھا جا سکتا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد:

ہم نے پچھلے اوراق میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے بہت سے ارشادات نقل کئے تھے، انہیں پھر سے ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں صرف ایک ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ اسی سے اندازہ لگالیں کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے قلب اطہر میں صحابہ کرامؓ کی کیسی عظمت تھی۔

''خدا کی قسم میں نے اصحاب محمد ﷺ کو دیکھا ہے آج کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں ہے، وہ خالی ہاتھ، پراگندہ بال، غبار آلود چہرے سے صبح کرتے تھے اور وہ رات سجدوں میں قیام کی حالت میں گزارتے تھے۔ کبھی اپنی پیشانیاں زمیں پر رکھتے تو کبھی اپنے رخسار۔ وہ اپنی آخرت کو یاد کرتے تو ایسا لگتا اتھا کہ انگاروں پر کھڑے ہوں ان کی آنکھوں کے درمیان طویل سجدوں کے باعث اتنا بڑا نشان تھا جتنا میں ڈھے کے گھٹنوں پر ہوتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوتی تھیں اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے تھے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔''

(نہج البلاغہ جلد ا ص ا۷۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۶۔ حلیہ ص ۷۶)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ:۔ رسول پاک ﷺ کے صحابہ کرامؓ جیسی کوئی قوم نہیں۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے اس ارشاد نے صحابہ کرامؓ کے مقام رفیع کو جس طرح بیان کیا ہے شیعان علی کو بھی اس سے اتفاق کرنا چاہئے۔

حضرت امام زین العابدینؒ کا ارشاد:

حضرت امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں کہ:

''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کے اصحاب پر رحمت نازل فرما، جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کے

ساتھ اچھی صحبت رکھی (صحابہ کرامؓ وہ ہیں) جو مصیبتوں میں مبتلا کیے گئے اور آپؐ کی نصرت میں مشکلات برداشت کیں اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے درمیان لے لیا اور دشمنوں کے شر سے رسول اللہ کی محافظت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو مضبوط بنانے میں بھاگ دوڑ کی۔ آپؐ کی دعوت قبول کرنے پر ایک دوسرے سے سبقت کی اور ایسے مقام پر دعوت قبول کی کہ آپؐ نے اپنی رسالت کی واضح دلیل سنی۔ کلمۂ حق کے اظہار کے لئے اپنی بیویوں اور اولاد کو خیر باد کہہ دیا اور (اسی دین حق کی خاطر) اپنے باپ اور بیٹوں سے لڑائیاں کیں تا کہ آپؐ کی نبوت مستحکم ہو جائے۔ یہ لوگ آپ کی محبت میں سرشار تھے اور آپ کی دوستی میں اس تجارت کے امیدوار تھے کہ اس میں نقصان ہی نہیں اور ان لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا دامن پکڑ لیا تو ان کی قوم وقبیلہ نے ان کو نکال دیا اور جب رسول اللہ کے ظل عاطفت میں آ گئے تو سب رشتے ناطے ختم ہو گئے۔

اے اللہ! آپ کی رضا اور آپ کی محبت میں انہوں نے جو کچھ چھوڑا اس کے طفیل ان کو مت بھلانا اور اپنی رضا سے ان لوگوں کو راضی رکھنا اور ان کو اس کی جزاء عطاء فرما کا ران لوگوں تیرے خلق کو تیرے دین پر جمع کیا اور وہ لوگ تیرے رسول کے ساتھی تھے لوگوں کو تیری اطاعت کی طرف بلاتے تھے۔ اے اللہ! تیری رضا کے لئے انہوں نے اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کی اس لئے آپ ان کو جزاء عطاء فرمایئے اور اس بات کی بھی جزاء دے کہ انہوں نے فراخی ومعاش سے تنگی معاش کی طرف ہجرت کی۔" (صحیفہ کاملہ آیات بینات ص۹۹)

فوائد ونتائج: سیدنا حضرت امام زین العابدینؒ کی دعا کا ایک ایک جملہ صحابہ کرامؓ کی عظمت میں ڈوبا ہوا ہے۔ حضرت الامام کے نزدیک..................

☆ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اچھی طرح صحبت اختیار کی۔

☆ صحابہ کرامؓ نے دین حق کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے ہر موڑ پر دین قیم کی

حفاظت کی۔

☆ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر لبیک کہا، آپ کو دشمنوں سے حفاظت میں رکھا۔ آپؐ سے سب سے زیادہ اور سچی محبت کی اور آپ ہی کی خاطر سب کچھ ترک کر دیا۔

اس لئے حضرت الامامؒ نے بارگاہ الٰہیہ میں ان کے لئے رحمت وکرم کی دعائیں مانگیں اور جزائے عطاء فرمانے کی دعا کی۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کا ارشاد

شیعہ کے چھٹے امام ابوعبداللہ جعفر صادق (۱۴۸ھ) سے مدح صحابہ کرامؓ میں بہت سے ارشادات ملتے ہیں، جو قابل دید ہیں۔

ابوزبیری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کہ ایمان کے مختلف منازل اور درجات ہیں؟ آپؒ نے فرمایا کہ ہاں! میں نے کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے بیان فرمایئے تا کہ میں سمجھوں۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں میں ایک دوسرے سے سبقت کا اس طرح جذبہ پیدا کیا کہ جیسے گھوڑا دوڑ کے دن گھوڑوں میں مقابلہ ہوتا ہے پھر حسب سبقت اللہ تعالیٰ ان کو درجہ دیتے ہیں چنانچہ ہر شخص کو حسب سبقت درجہ ملتا ہے، سابق کا درجہ مسبوق نہیں ہوتا اور نہ مسبوق یا مفضول سابق اور فاضل سے مرتبے میں بڑھ سکتے ہیں، اسی طرح امت کے پہلے اور پچھلے لوگوں میں درجہ فضیلت کا فرق ہے، اگر سابق الی الایمان کو بعد میں ایمان لانے والے پر فضیلت نہ ہوتو امت کے پچھلے لوگ پہلوں کے ہم رتبہ ہو جائیں بلکہ تم ان سے بسا اوقات بڑھ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے سبقت ایمانی کی بناء پر سابقین کو مقدم رکھا اور ایمان سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے پچھلوں کو درجہ میں پیچھے کر دیا۔ اس لئے ہم بعد والے مومنوں میں

Scanned with CamScanner

ایسے لوگ پاتے ہیں جو ظاہری نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد، انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ میں پہلوں سے بڑھے ہوئے ہیں اب اگر سبقت ایمانی کا اعتبار نہ ہوتا تو کثرت عمل کی وجہ سے پچھلے پہلوں سے درجہ میں بڑھ جاتے۔ لیکن اللہ نے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کیا کہ بعد والے مومن پہلوں کا درجہ حاصل کرلیں یا جن کو اللہ نے موخر کر دیا وہ پہلوں سے بڑھ جائیں اور جن کو مقدم کیا وہ پچھلوں سے کم رتبہ ہو جائیں۔"

میں نے پوچھا، بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سبقت الی الایمان کے بارے میں مومنین کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے، تو آپؑ نے یہ آیات تلاوت کیں۔

۱. سَابِقُوا اِلیٰ مَغْفِرَۃٍ مِن رَبِّکُم وَجَنَّۃٍ عَرضُھا کَعَرضِ السَّمآءِ وَالارضِ اُعِدَّت لِلَّذِین اٰمَنُوا بِاللہ وَرُسلہ (سورہ الحدید)

۲. وَالسَّابِقُون السَّابِقُون اُولٰئِکَ المُقَرَّبُون (سورہ الواقعہ)

۳. وَالسَّابِقُون الاَوَّلُون مِنَ المُھَاجِرِین وَالانصار وَالَّذِین اتَّبَعُوھُم بِاِحسَانٍ رَضِیَ اللہ عَنھُم وَرَضُوعَنہ (سورہ التوبہ)

۱۔ جلد چلو اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہے وہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲۔ اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں (اور) وہ قرب رکھنے والے ہیں۔

۳۔ اور جو مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایمان میں سبقت کی بدولت مہاجرین کو اولاً ذکر فرمایا پھر ثانیاً انصار کو ثالثاً نیکی میں ان کے فرمانبرداروں کو بیان فرمایا۔ پس ہر گروہ کو اپنے اپنے مرتبے پر رکھا ہے۔ (اصول کافی باب سبقت تفسیر صافی ۱۸۷)

شیعوں کی مستند کتاب مفتاح الشریعت اور مفتاح الحقیقت میں ایک حدیث ملتی ہے جسے ملا باقر علی مجلسی نے بحار الانوار میں قاضی نور اللہ شوستری نے امام جعفر صادقؒ سے بیان کیا ہے کہ: (آیات بینات ج ۱ ص ۱۰۳)

"غیبت بہت بڑا گناہ ہے اور بہتان وافتراء اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ جب عام آدمیوں کے حق میں غیبت اور بہتان کبیرہ ہے تو اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حق میں کس قدر بڑا گناہ ہوگا۔ پس ان کے حق میں نیک اعتقاد رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ ان کے فضائل بیان کرنے میں رطب اللسان رہنا چاہیے اور ان کے دشمنوں سے نفرت رکھنا چاہیے۔

حضرت امام حسن عسکریؒ کا ارشاد

شیعہ کے گیارہویں امام حسن عسکری (۲۶۰ھ) کی ایک تفسیر شیعہ گروہ کے ہاں معروف ہے۔ تفسیر حسن عسکری میں آپ کا ارشاد ہے کہ:

۱۔ تمہیں یہ حکم ہے کہ تم ان لوگوں کے راستے پر چلو جن پر یوں انعام ہوا کہ اللہ ورسول پر ایمان، حضرت محمد ﷺ، ان کی پاکیزہ آل اور ان کے صحابہ کرامؓ جو افضل ترین امت اور منتخب شدہ تھے سے محبت کی توفیق ہوئی۔

۲۔ جو مرد یا عورت حضرت محمد ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے محبت رکھے تو اس نے خدا کے عذاب سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط قلعہ بنالیا اور محفوظ رکھنے والی ڈھال بنالی۔ (ص ۲۵)

Scanned with CamScanner

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پشت سے آپ کی اولاد نکالی جن میں انبیاء ورسل علیہم السلام اور اللہ کے بندوں کے کئی لشکر تھے۔ سب سے بہتر حضرت محمدؐ اور آل محمد تھے اور ان میں سے فاضل و بہترین حضرت محمدؐ کے اصحابؓ اور آپ کی امت کے نیکوکار لوگ تھے۔ (ص ۱۹۲)

۴۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! اگر آل محمدؐ کے نیکوکاروں کا کوئی آدمی تمام انبیاء کی آل کے ساتھ تولا جائے تو ان سے بھاری نکلے اور حضرت محمدؐ کے نیکوکار صحابہ کرامؓ کا کوئی آدمی تمام انبیاء کرام کے صحابہ کرام کے ساتھ تولا جائے تو تمام پر بھاری ہو۔

اے آدم! اگر ایک کافر یا سب کفار آل محمد یا اصحاب محمد کے کسی فرد سے محبت رکھیں تو اللہ تعالیٰ اسے یوں بدلہ دے گا کہ اسے توبہ اور قبول ایمان کی توفیق دے کر جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ، آپ کی آل، آپ کے اصحاب سے محبت رکھنے والے پر اتنی رحمت برساتے ہیں کہ اگر اللہ کی روز اول سے لے کر اخیر تک کار مخلوق پر بھی تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو اور انہیں انجام خیر تک پہنچا دے، جو قبولیت ایمان ہے تاکہ وہ جنت کے مستحق ہو جائیں اور جو شخص آل محمدؐ یا اصحاب محمد یا ان کے کسی فرد سے بغض رکھے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا سخت عذاب دیں گے کہ اگر اس کو اللہ کی تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب ہی ہلاک کر ڈالے۔ (تفسیر حسن عسکری ص ۱۹۶ ماخوذ از عدالت صحابہ کرامؓ)

حضرت حسن عسکریؒ کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ صحابہ کرامؓ افضل ترین امت اور اللہ کی طرف سے منتخب شدہ تھے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ سے محبت رکھنے والے پر اللہ کی بے پایاں رحمت برستی ہے اور عذاب سے

حفاظت ہوتی ہے۔

۳۔ صحابہ کرامؓ پہلے تمام انبیاء کے اصحاب سے بہترین اور افضل تھے۔

۴۔ صحابہ کرامؓ سے بغض وعناد رکھنا اللہ کے غضب وغصہ کو دعوت دینا ہے۔

۵۔ اگر کوئی کافر صحابہ کرامؓ سے محبت رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کی بدولت اسے ایمان کی توفیق نصیب فرما دیتا ہے۔

حضرت امام رضاؒ کا ارشاد

ابو علی حسن بن احمد حاکم کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ صدفی نے کہا، ان سے محمد بن موسیٰ نصر رازی نے ان سے ان کے والد نے روایت کی کہ (شیعہ گروہ کے آٹھویں) امام رضا علیہم الرحمہ سے اس حدیث: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اور حدیث دعوا الی اصحابی (میرے لئے میرے اصحابی کی بدگوئی چھوڑ دو) کے متعلق پوچھا گیا تو امام رضاؒ نے فرمایا:

"ھذا صحیح" (یہ حدیث صحیح ہے) (عیون الاخبار)

فوائد ونتائج: حضرت امام رضا کے حدیث پاک کی تائید سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ......

۱۔ صحابہ کرامؓ کو آسمان ہدایت کے ستارے سمجھتے تھے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کی اقتداء ہی میں ہدایت کو مضمر جانتے تھے۔

۳۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس حدیث پاک کو بالکل صحیح خیال فرماتے تھے

نوٹ: شیخ صدوق نے معانی الاخبار میں علامہ طبرسی نے احتجاج میں اور ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار میں اور ملا حیدر علی آملی اثنا عشری نے جامع الاسرار میں اس حدیث کے مضمون کی صحت کا اقرار کیا ہے۔ (آیات بینات)

عمدۃ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کی کتاب مستطاب تحفہ اثناعشریہ کا جواب دیتے ہوئے صاحب نزہیہ اثناعشریہ اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

'' امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمی دانند بلکہ بیساری از صحابہ کرام عظام را جلیل القدر و ممدوح از اولیاء و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می پندارند و در صحیفہ کاملہ کہ فرقہ حقہ آنرا از زبور آل محمد گویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین علیہ السلام ماثور است شاہد عدل این دعویٰ است۔

'' فرقہ امامیہ کے نزدیک تمام صحابہ کرام نا قابل شہادت و کمزور و معیوب نہیں بلکہ اکثر صحابہ کرامؓ جلیل القدر اور لائق مدح اور اولیاء کرام متصور کئے جاتے ہیں انہیں مستحق رحمت و پروردگار سے رضامند کیا جاتا ہے، فرقہ حقہ جنہیں زبور آل محمد کہتا ہے ان کی بابت صحیفہ کاملہ میں سید الساجدین (امام زین العابدینؒ) کی دعائے ماثورہ ہمارے اس دعویٰ کی شاہد عدل ہے۔'' (بحوالہ آیات بینات ج ۱ ص ۱۰۵)

۱۔ صاحب نزہتہ اثنا عشریہ نے اس عبارت میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت قابل مدح ہے یعنی ان کی تعریف کی جائے۔

۲۔ صاحب نزہت کے نزدیک صحابہ کرامؓ اولیاء اللہ تھے۔

۳۔ صاحب نزہتہ کے نزدیک صحابہ کرامؓ خدا کی رحمت و رضوان کے مستحق تھے اور خدا بھی ان سے راضی تھا۔

۴۔ صاحب نزہتہ کے نزدیک امام زین العابدینؒ کی دعا ثابت ہے اور امام زین العابدینؒ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی ہے اور ان کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن خمینی اور بعد کے شیعہ اس کے منکر ہیں۔

اعتراف: حضرت امام محمد باقرؒ کے بارے میں شیعہ مجتہد صاحب الفصول کہتا ہے کہ '' آپ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) کی عیب جوئی میں

معروف تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ان مہاجرین میں سے ہو جو خدا کے لئے اپنے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور خدا اور رسولؐ کی مدد کی؟ کہنے لگے نہیں، پھر آپ نے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مہاجرین کے آنے سے قبل ہی ایمان قبول کر کے ان کے لئے رہائش کا انتظام کر رکھا تھا اور مہاجرین سے محبت رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ...... تو امام باقرؒ نے فرمایا کہ تم خود اپنے اقرار سے ان دونوں (جماعتوں) سے بیزار ہوئے اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی ہرگز نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَآءُ وامِن بعدهم يَقُولُونَ رَبَّنَا اغفرلَنَا وَلِاِخواننا الَّذين سبقونا بالايمان وَلَاتجعل فی قلوبنا غِلًّا لِّلَّذين امنوا رَبَّنَا اِنَّک رءُوف رَّحيم

(پ ۲۸. سورہ حشر ع ۱)

(ترجمہ) ''اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے۔ اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق و رحیم ہیں۔ (بحوالہ آیات بینات ج ۱ ص ۲۸)

فوائد و نتائج: حضرت امام محمد باقرؒ کے ارشادات سے معلوم ہو کہ............:

۱۔ حضرات خلفاء ثلاثہؓ کے بارے میں بد گوئی کو آپ مذموم سمجھتے تھے۔

۲۔ آپ کے قلب میں حضرات خلفاء ثلاثہؓ کی محبت تھی۔

۳۔ آپ کے نزدیک صحابہ کرامؓ نے خدا کیلئے اپنا گھر چھوڑا اور خدا کے لئے ان کا مال کام آیا۔

۴۔ آپ نے نزدیک صحابہ کرامؓ نے خدا اور رسول ﷺ کے دین کی نصرت کی۔

۵۔ آپ کے نزدیک جو صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہے آپ اس سے بیزار ہیں۔

Scanned with CamScanner

کاش! کہ شیعان علی اور محبان اہل بیت ائمہ اہل بیت کے ارشادات کی روشنی میں اپنے عقائد درست کریں اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں بدگمانی اور بدگوئی سے احتیاط کریں۔ یہی صراط مستقیم اور ائمہ اہل بیت کی راہ ہے۔ (بحوالہ مناقب صحابہ کرامؓ حافظ اقبال رنگونی)

صحابہ کرامؓ پر تنقید خدائے ذوالجلال کو بھی پسند نہیں ہے

چند قرآنی آیات

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دور میں بعض صحابہ کرامؓ پر جب مختلف حلقوں سے تنقید ہوئی تو خدا کی طرف سے صحابہ کرامؓ کی صفائی پیش کی گئی۔

صدیق اکبر پر اعتراض کا خدا کی طرف سے جواب

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ عثمان کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے ۱۸ غلام آزاد کرائے ہیں اور ان کی تمام رقم اپنی گرہ سے ادا کی ہے۔ ان میں حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، ابوفکیہؓ، ثوبانؓ، اور دیگر افراد شامل تھے۔ یہ غلام اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اپنے غیر مسلم آقاؤں کے تشدد اور بے پناہ مظالم کا شکار تھے۔ آئے دن ان پر مصائب و آلام کی باتیں سارے مکہ میں زبان زد عام تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عشاق اسلام کی یہ تکلیفیں اور ان پر توڑے جانے والے ظلم کے پہاڑ دیکھ کر رہا نہ گیا اور آپ نے مختلف مواقع پر ان کی رقوم کی ادائیگی کر کے انہیں پنجہ استبداد سے نجات دلائی، آپ کے والد جو ابھی زیور اسلام سے آراستہ نہ تھے، سخت برہم ہوئے انہوں نے ایک بھری محفل میں اپنے بیٹے کو سخت سست کہا اور بار بار یہ جملہ دہرایا کہ تو نے اپنی دولت غریب غلاموں پر لٹا کر کوئی اچھا کام نہیں کیا بلکہ اگر تجھے دنیوی جاہ وحشمت مطلوب تھا تو معاشرے کے ان پست اور نچلی سطح (نعوذ باللہ) کے افراد پر دولت لٹانے کی بجائے سرداران مکہ پر دولت خرچ کرتا۔ ابوقحافہ اس زعم میں تھا کہ غلاموں کو صرف

اپنے ذاتی وقار کو اونچا کرنے کے لئے آزاد کرایا گیا ہے لیکن وہ خدائی عملیات اور نجات آخرت کے فلسفوں سے تاحال ناآشنا تھے، صدیق اکبرؓ کی نیت پر ہونے والا یہ اعتراض ان کے حقیقی والد گرامی کی طرف سے تھا ان کو اخلاقاً اس بات کا حق بھی تھا، ابوقحافہ کا یہ اقدام ان کے اپنے فہم ذاتی سوچ اور تصور اسلام سے ماوراء ذہنیت کی عکاسی کرتا تھا، والد گرامی کو جب کوئی بات نہ سمجھ میں آئے تو انہیں اپنی اولاد کو ٹوکنے کا ہر جگہ حق حاصل ہے۔

تاہم بھری محفل میں صدیق اکبرؓ کی نیت پر والد کی طرف سے پیدا کیا جانے والا یہ فقرہ خلاق عالم کو پسند نہ آیا جب صدیق اکبرؓ نے والد گرامی کی اس ڈانٹ اور ترشی کا ذکر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی مجلس میں کیا تو تھوڑی ہی دیر کے بعد درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

الذی یوتی مالهٗ یتزکّیٰ وَمَالِاَحدٍعندهٗ مِن نعمةٍ تجزیٰ ط الا ابتغاء وجه ربّه الاعلیٰ ط

جو (صدیق اکبرؓ) اپنا مال اپنی ذات کے تزکیہ کیلئے دیتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی سے وہ اس نیکی (نعمت) کا بدلہ نہیں چاہتا بلکہ وہ تو صرف رب العزت کی رضا چاہتا ہے۔ یہ آیت بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح خدائے ذوالجلال صدیق اکبرؓ کی نیت اور اخلاص قلب کا واشگاف اظہار فرما رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب کہ خدا کی طرف سے صدیق اکبرؓ والد گرامی کی ڈانٹ پر تنبیہ نازل ہو، اور خلیفہ اول پر ہونے والی تنقید پر خداء تعالیٰ بھی خاموش نہ رہیں تو کیا آج جب کہ صدیق اکبرؓ کو خمینی اور شیعہ کی طرف سے یہ لکھا جائے............

ابوبکر قرآن کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ (کشف الاسرار از خمینی ص ۱۱۵)

ابوبکرؓ کا ایمان شیطان کے ایمان کے برابر تھا۔ (حق الیقین از ملا باقر مجلسی)

اوران تحریروں کے بعد بھی غفلت و مساحت کا کوئی جواز ہے؟ کیا علماء اسلام صحابہ کرام کرمؓ کے

خلاف لکھی جانے والی اس تحریر اور غلاظت پر خاموش رہ کر وارثان انبیاء ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ والد گرامی کی تنقید پر خدا تو اپنی لازوال دستاویز اور قیامت تک افق عالم پر چمکنے والی کتاب میں حضرت ابوبکرؓ کی صفائی پیش کرے اور پیغمبر ﷺ کو بھی صدیق کی صفائی کا موقع نہ دے اور خود حضورؐ کے سب سے قریبی دوست پر اعتماد کا برملاء اظہار کریں۔ لیکن عصر حاضر میں جب کہ ایران کے خمینی انقلاب کے بعد سے لاکھوں کی تعداد میں حضرت ابوبکرؓ سمیت تمام صحابہ کرام کرمؓ کے خلاف کتابیں لکھی جائیں تو ہم مداہنت سے کام لیں کیا ایسی صورت میں ہم اسلام کی علم برداری اور عشق مصطفیٰ کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں قرآنی تصریحات کے بعد پوری امت پر واجب ہے کہ وہ خلیفہ اول کی عظمت کے اظہار کے لیے کسی قسم کی چشم پوشی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ خدائی سنت کے مطابق صحابہ کرام کرمؓ پر کسی بھی حلقے سے کوئی تنقید ہو تو وہ خدا کے نائب اور پیغمبر کے وارث کے طور پر صحابہ کرام کرمؓ کی وکالت اور ان اساطین امت کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

حضرت عائشہؓ کی تکلیف پر خدا نے شریعت کا ضابطہ تبدیل کر دیا

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور صحابہ کرام کرمؓ کا لشکر مدینہ منورہ سے چل کر دو منزلوں کے فاصلہ پر پہنچا کہ ایک دور افتادہ صحرا میں آپ نے پڑاؤ کا حکم دیا، یہاں رات کا ابتدائی حصہ گزار کر اگلی منزل پر روانہ ہونے کا پروگرام طے کیا گیا تھا چونکہ بیابان صحرا میں پانی کا انتظام نہ تھا اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد قضاء حاجب اور تہجد کے وضو کا مسئلہ درپیش تھا اسکے لئے نصف شب کے بعد اگلی منزل روانہ ہونے کی تیاری مکمل ہوگئی۔ اس غزوہ میں حضرت عائشہؓ بھی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ پڑاؤ کے مقام پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور حضرت ام المومنینؓ کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

نصف شب کے بعد جب تمام صحابہ کرامؓ بیدار ہوئے تو معلوم ہوا کہ ابھی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ استراحت فرما رہے ہیں دریافت پر معلوم ہو کہ حضرت عائشہؓ کا سر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے ران مبارک پر رکھا ہوا تھا۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کے آرام کی خاطر آنحضرت ﷺ بیدار نہیں ہوئے۔

قافلہ کی تیاری کے عین وقت جب حضرت عائشہؓ کے آرام اور نیند سے بیدار نہ ہونے کا علم صحابہ کرام کرمؓ کو ہوا تو قافلے میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ اگر ہم وقت مقررہ پر اگلی منزل تک نہ پہنچے تو نماز فجر سے ساری جماعت محروم ہو جائے گی چونکہ یہاں پانی کا انتظام نہ تھا اس لئے صحابہ کرامؓ کا یہ احساس جائز اور مناسب تھا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ آپ کی صاحبزادی کی وجہ سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ بیدار ہوتے ہیں اور نہ ہی قافلہ روانہ ہوتا ہے، سارے دن کی تھکان اور طویل سفر کی وجہ سے ام المومنین بیدار نہ ہو سکی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ غصہ کی حالت میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے عریش میں پہنچے، آپ نے سخت لہجے میں حضرت عائشہؓ کو کوسنا شروع کر دیا، اس موقع پر انہوں نے ام المومنینؓ کی کمر میں ایک کچوکہ لگا دیا، ظاہر ہے ایک والد اپنی صاحبزادی کو ڈانٹ بھی سکتا ہے اور مناسب سرزنش بھی کر سکتا ہے، صدیق اکبرؓ کا یہ اقدام نہ تو گناہ تھا نہ ہی اس پر شرعاً کوئی حکم لگایا جا سکتا ہے، صرف یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو اس سے تکلیف پہنچی، قریب تھا کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کوئی جواب دیتے فوراً درج ذیل قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

فَاِنْ لَّم تجدوا مَآءً فتیمّموا صعیداً طیّباً ط

پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔

پس پھر کیا تھا اس اجازت کے ساتھ صحابہ کرامؓ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، حضرت عتاب بن اسیدؓ پکار اٹھے: مَاْاوّل برکۃِ یاآلَ ابی بکرٍ (صحیح بخاری شریف)

اے ابوبکرؓ کی اولاد (یہ کوئی) تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت عائشہؓ کو صرف والد نے ایک کچلوکہ لگایا تو خدا نے نماز کے لیے وضو کا ضابطہ تبدیل کردیا اور پوری امت کو تیمم کی نعمت سے سرفراز کردیا۔

صحابہ کرامؓ خصوصاً ازواج رسول کا خود خدائے ذوالجلال کو کس قدر خیال تھا کہ صحابہ کرام کرمؓ کی پریشانی کی وجہ ختم کرنے کے لئے دور افتادہ صحراء میں تہجد کے وقت تیمم کی سہولت فراہم کردی اور اس طرح حضرت عائشہؓ کے آرام میں خلل اندازی پر تنبیہ بھی سامنے آگئی۔

اس صورت واقعہ نے آنے والی نسلوں کو یہ سبق دیا کہ کسی صورت میں بھی صحابہ کرام کرمؓ کے خلاف کوئی بات گوارا نہیں کی جاسکتی کسی اور کی طرف سے تو بہت دور کی بات ہے، خود والد کی طرف سے بھی اسے کوئی تکلیف اور دکھ والا عمل درست نہیں۔

صحابہ کرامؓ کے دشمن کو خود اسی کے الفاظ میں یاد کیا جائے

صحابہ کرامؓ کے ابتدائی مخالفین یعنی قدیم روافض نے جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دور میں انہیں طعن کا نشانہ بنایا تو بارگاہ ایزدی کی طرف سے سخت الفاظ میں ان کی سرزنش کی گئی۔ قرآن عظیم کا بیان اور انداز ملاحظہ ہو!

وَاِذا قِیلَ لَهم اٰمنوا کَما اٰمَنَ النّاس قالوا اَنؤمن کَما اٰمَنَ السّفهاءُ الآ اِنّهم هُم السّفهآء ولکنّ لآ یعلمون . (پ ۱)

اور جب ان سے کہا گیا ایمان لاؤ جیسے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے، تو کہتے ہیں کیا ہم بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں۔ خبردار! تم ہی بے وقوف ہو اور لیکن شعور نہیں رکھتے

آپ نے دیکھا جن لوگوں نے صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہا، خدا نے خود انہی کو بیوقوف اور احمق قرار دیا، اس قرآنی اصول کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ان کے مخالفین جن سے یاد کریں گے، ہم ان کو انہی لفظوں میں پکاریں گے۔ یہ خدائی سنت اور مقتضائے قرآن ہے۔ صحابہ کرامؓ کو قدیم

روافض نے صرف بیوقوف کہا لیکن جدید روافض شیعہ اور خمینی کے پیروکاروں نے ان مقدس ہستیوں کو کافر، منافق، مرتد، جہنمی شیطان (العیاذ باللہ) دنیا کی غلیظ سے غلیظ ترین گالیاں دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شیعہ انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں، ہمارا یہ انداز ذاتی یا اختراع نہیں بلکہ قرآنی اور خدائی ہے، صحابہ کرامؓ کو برا کہنے سے خدا کا سارا دین باطل ہوجاتا ہے۔ آنے والے ان حالات سے خدا سے زیادہ کون واقف تھا، اس ہستی نے ۱۴۰۰ سال قبل ہی منافقین مدینہ اور روافض قدیم کے اعتراضات کو صرف اسی جامع پیرائے میں آخری نکتے تک پہنچادیا ہے کہ اگر قرآن عظیم میں صرف یہی آیت صحابہ کرامؓ کی صفائی میں نازل ہوتی اور اس کے علاوہ کوئی حکم ان کے تقدس پر شاہد نہ بھی ہوتا تب بھی ان کی عظمت وتقدس میں اس خدائی حکم کے بعد کسی مزید تاکید کی ضرورت نہ تھی، صحابہ کرامؓ کی عظمت شان اس واقعہ سے بھی نمایاں ہے، جس میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے سرداران قریش کے ایک وفد کی آمد پر اس خیال سے کہ یہ لوگ شاید اسلام قبول کرلیں گے، ایک نابینا صحابیؓ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو اپنی محفل سے باہر جانے کا حکم دیا تھا۔ ایک صحابی کو آپؐ کی محفل سے باہر بھیجنا کوئی عیب، گناہ یا خدائی حکم کی خلاف ورزی نہ تھی، لیکن اس پر بھی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

عَبَسَ وتولّیٰ اَن جاءَہُ الاعمیٰ، ومایُدریک لعلّه یزّکّی. او یذّکّر فتنفعه الذّکریٰ ط

قرآن پاک میں سینکڑوں آیات نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام کی شان میں بلکہ ان کی اعمال، محاسن، کردار، اوصاف، پر نازل ہوئیں، کئی ضابطے مثلاً وضو کے مقابلے میں تیمم، چوبیس گھنٹے کے روزے کی بجائے صرف صبح شام تک کا روزہ وغیرہ تک صرف انہی مقدس ہستیوں کی وجہ سے تبدیل کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآنی احکام میں صحابہ کرام کے حالات و واقعات، اور ان کی جماعت کو سامنے

رکھا، وہی اس کے ہر خطاب کے اولین مخاطب اور اس کی تمام آیات کے مصداق و محور ہیں۔

ان واضح احکامات کے بعد کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ انہیں کافر، منافق اور ماں بہن کی گالی دی جائے اور پوری امت خاموش رہی، علماء کرام مصلحت یا ملکی حالات کا بہانہ بنا کر خاموش ہو جائیں۔ اسلام کے دعویدار حکمران امن عامہ کے راگ الاپ کر اس ستم کشی کا کوئی نوٹس نہ لیں، انہیں قابل اعتراض تحریروں پر تو کوئی ٹیس نہ پہنچے، صحابہ کرامؓ کو کافر، منافق اور بدقماش لکھنے سے تو ان کے امن کا کوئی زاویہ تبدیل نہ ہو۔ لیکن اگر خدائی احکام کے مطابق ان کو خود انہی کے الفاظ سے تنبیہ یا سرزنش کر کے خدائی فریضہ کی تکمیل کی جائے تو وہ ناک منہ چڑھائیں۔

ان کے ضابطے حرکت میں آجائیں۔ ان کی نقل و حرکت میں جنبش پیدا ہو، ان کی نیندیں حرام ہو جائیں وہ صحابہ کرامؓ کے نام لیواؤں کو زندانوں میں ڈال دیں۔ حکمرانوں کو جان لینا چاہئے کہ اسلام میں صحابہ کرامؓ کی عزت و ناموس اور تقدس و پاکیزگی تمہارے ضابطوں اور قوانین پر عمل کرنے سے کہیں زیادہ اہم ہے کوئی مسلمان خدائی احکامات کو پس پشت نہیں ڈال سکتا۔ چنانچہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے امتی کہلانے والے ہر مسلمان، عالم، مصلح، پیر، ولی، حکمران، اور دین کے نام لیوا کا فرض ہے کہ جہاں صحابہ کرامؓ پر تنقید ہو وہ اپنے آرام، سکون، مصلحت، مدافعت، چشم پوشی اور مسامحت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر مخالفین صحابہ کرامؓ کا دندان شکن جواب دے، ایسے مواقع پر ان کی خاموشی خدائی عذاب اور لعنت کا موجب بنے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچواں باب

صحابہ کرامؓ کے بارے میں عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی آراء

آپ نے قرآن وحدیث، اجماع امت اور خاندان نبوت کی آراء ملاحظہ فرمائیں .... ہم آپ کے سامنے ایسے غیر مسلموں کے نظریات پیش کرتے ہیں جو اسلام دشمنی اور محمدی شریعت سے بغض اور عداوت میں آخری نکتہ پر تھے، لیکن صحابہ کرامؓ کی تاریخ ساز خدمات اور ان کے اعلیٰ اخلاق و کردار پر وہ غیر مسلم بھی رطب اللسان ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

سر ولیم میور کا اعتراف

نصرانی مؤرخ اور متعصب عیسائی سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد (LIFE OF MUHAMMAD) کی جلد دوم میں رقم طراز ہے کہ:

ہجرت سے تیرہ برس پہلے مکہ ایک ذلیل حالت میں بے جان پڑا تھا مگر ان تیرہ برسوں میں کیا ہی اثر عظیم پیدا ہوا کہ سینکڑوں آدمیوں کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اسی قادر مطلق سے بکثرت وبشدت دعا مانگتے، اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات وخیرات اور پاک دامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے، اب انہیں شب وروز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رازق ہماری ادنیٰ حوائج کا بھی خبرگیراں ہے، ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ میں ہر ایک متعلقہ زندگانی میں، اپنی جلوت وخلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر میں، اسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جس میں خوشحالی اور عہد کنان رہتے تھے، خدا تعالیٰ کے فضل خاص ورحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا تعالیٰ کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی

Scanned with CamScanner

نشانی جانتے تھے۔ محمد کو جوان کی ساری امیدوں کے ماخذ تھے، اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھے تھے اور ان کی ایسی طور پر اطاعت کرتے تھے جوان کے رتبہ عالی کے لائق تھی۔ ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا جو بلحاظ قبیلہ وقوم ایک دوسرے کے درپے مخالف وہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل سے برداشت کیا اور گویا ایسا کرنا ان کی مصلحت تھی، مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی کہ بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہیں۔ ایک سو مرد اور عورتوں نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے اپنا منہ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو نہ ہوئے، حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ ان میں نبی بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جوان کی نظروں میں تمام روئے زمیں پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے۔ اور یہاں بھی اس جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے قلیل عرصہ میں ایک برادری واسطے ان لوگوں کے جو نبی اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد تھی تیار کر دی۔

یہی مورخ اپنی کتاب میں دوسری جگہ لکھتا ہے۔

محمد (ﷺ) کے تیرہ برس کے موقف نے بمقابلہ کل زمانہ زندگی کے ایک ایسا انقلاب پیدا کیا جو ظاہر میں لوگوں کی نظر میں بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ مسیح (یعنی عیسی علیہ السلام) کے تمام پیرو خوف کی آہٹ ہوتے ہی بھاگ گئے اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان پانچ سو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے ان کو دیکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی اپنی خوشی سے اپنا گھر نہیں چھوڑا اور نہ سینکڑوں نے مسلمانوں کی طرح بالاتفاق مہاجرت اختیار کی اور نہ ویسا پر جوش ارادہ ہی کسی سے ظاہر ہوا جیسا کہ غریب شہر (مدینہ منورہ) کے نومسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبر کو بچانے میں کیا ہے۔

مؤرخ ایڈورڈ گبن کا اعتراف

مشہور و معروف عیسائی مؤرخ مسٹر گبن بیان کرتا ہے کہ:

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد ﷺ کے مسائل نے اس درجہ نشہ دینی ان کے پیرووں میں پیدا کیا کہ جس کو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیرووں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ اور اس کا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں۔ چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سے عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آ گیا۔ جب کہ عیسیٰؑ کو سولی پر لے آئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیئے۔ اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی تو اس کی تسلی تشفی کے لئے تو موجود رہتے اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذاء رسانوں کو دھمکاتے، برعکس اس کے محمد (ﷺ) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔

گاڈفری ہیں گنس کا اقرار

عیسائی فاضل گاڈفری ہیں گنس اپنی کتاب ''اپالوجی فرام محمد'' (APOLOGY FROM MUHAMMAD) میں لکھتا ہے۔:

محمد (ﷺ) کے اول مریدوں کے بجز اس کے غلام سب لوگ بڑے ذی وجاہت تھے اور جب وہ خلیفہ اور افسر فوج اسلام ہوئے تو اس زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کام کئے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں اور غالبًا ایسے نہ تھے کہ بآسانی دھوکہ کھا جاتے۔ (منقول از آیات بینات ج ۳ ص ۱۶۱۳)

Scanned with CamScanner

پروفیسر فلپ کے حتی کا اعتراف

پروفیسر فلپ۔کے۔حتی اپنی تالیف ''دی ارب اے شارٹ ہسٹری'' (The Arabs A Short History) میں رقم طراز ہے کہ:

''حضرت محمدؐ کی وفات کے بعد ایک صدی کے اندر ہی آپ کے پیرو ایک ایسی وسیع و عریض سلطنت کے مالک بن گئے جو رومیوں کو ان کے انتہائی عروج کے وقت بھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔اس سلطنت کے دامن اگر ایک طرف خلیج بسکے سے دریائے سندھ اور چین کی سرحدوں تک پھیل گئے تھے تو دوسری طرف بحیرہ خوارزم اور دریائے نیل کے شمالی آبشاروں کو انہوں نے اپنے اندر سمیٹ لیا تھا۔ریگ زار عرب کے فرزند رسول کا نام خدائے قدیر اللہ کے نام کے ساتھ دن میں پانچ دفعہ ان سینکڑوں ہزاروں مسجدوں کے بلند میناروں سے پکارا جاتا تھا،جو جنوبی یورپ اور شمالی افریقہ سے لے کر مغربی اور وسطی ایشیا تک پھیلی ہوئی تھی۔اپنی اس بے نظیر وسعت پذیری کے دور میں مسلمانوں نے اپنے دینی عقائد طرز کلام حتیٰ کہ اپنے جسمانی خدوخال کے اعتبار سے بھی غیر قوموں کے آزاد جتنی تعداد کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا،اتنی بڑی تعداد میں دنیا کی کوئی قوم آج تک جذب نہ کر سکی،نہ یونانی نہ رومی،نہ انگلوسیکسن نہ روسی۔''

(اردو ترجمہ موسوم بہ عرب اور اسلام ص ۹ مطبوعہ دہلی)

ایک جگہ لکھتے ہیں: آپ کی بیوی خدیجہؓ،آپ کے چچازاد بھائی علیؓ اور ابوبکرؓ نے آپ کی رسالت کو تسلیم کیا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ (ص ۳۴)

آگے چل کر رقم طراز ہے کہ: اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب طاعت الٰہی کے پیمان میں باندھے گئے۔ان کی قسمت میں اسلامی مملکت کے قیام میں نمایاں حصہ لینے کی سعادت مقدر کی جا چکی تھی۔ (ص ۴۴)

خلفاء راشدینؓ کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ: حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلفاء کی فہرست میں علی

بالترتیب عمرؓ،عثمانؓ،علیؓ کے نام شریک ہیں،یہ چاروں خلفاء رسول اللہ کے قریب ترین صحابی اور رشتہ دار تھے اور ان کی زندگیاں رسول اللہ کی زندگی کے فیضان سے اتنی اثر پذیر ہو چکی تھیں کہ ان کے اعمال اور خیالات میں اسی نور کا اثر اور جھلک نمایاں رہی۔ (ص ۶۲)

سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں کہتا ہے کہ: عرب کے فاتح اور متحد کرنے والے حضرت ابوبکرؓ نے ایک سردار قبیلہ کی سی سیدھی سادی زندگی بسر کی۔جب آپ خلیفہ ہوئے اس وقت آپ ''السنح'' کے ایک معمولی مکان میں اپنی بیوی حبیبہ کے ساتھ رہتے تھے۔اپنے مختصر سے دور خلافت کے ابتدائی چھ مہینوں تک آپ فرائض خلافت انجام دینے کے لئے روزانہ السنح سے مدینہ آتے جاتے رہے۔اس زمانے میں اسلامی مملکت کی آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہ تھا اس لئے آپ کو کوئی وظیفہ نہیں ملتا تھا۔

سیدنا عمر فاروقؓ کے بارے میں کہتا ہے کہ: ابوبکرؓ کے جانشین عمرؓ بڑے ذکی،بڑے زیرک،مستعد اور صاحب عمل آدمی تھے،آپ کی زندگی سادہ اور بڑی محتاط تھی۔آپ بہت اونچے اور مضبوط جسم کے آدمی تھے۔خلیفہ ہونے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک آپ تجارت کے ذریعہ اپنی گذر بسر کرتے رہے۔ایک بدوی شیخ کی زندگی کی طرح آپ کی زندگی بھی نمود و نمائش اور ظاہری طمطراق سے پاک تھی۔عمرؓ کا نام اسلامی روایات کے اعتبار سے عظمت و شہرت میں حضرت محمد ﷺ کے نام کے بعد ہی آتا ہے۔آپ کے زہد و تقویٰ آپ کی انصاف پسندی،اور آپ کی بزرگانہ سادگی کی مسلمان مصنفوں نے حد سے زیادہ تعریف کی ہے۔

(ص ۷۰۔۷۱)

مؤرخ گبن کا اعتراف

مشہور انگریز مؤرخ گبن اپنی کتاب ''زوال و سقوط روما'' میں خلفائے راشدین کے متعلق رقم طراز ہے کہ: ....

Scanned with CamScanner

'' پہلے چار خلفاء کے اطوار واوصاف ضرب المثل تھے، ان کی کوششیں اخلاص پر مبنی تھی، دولت واختیار کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اپنی زندگیاں اخلاقی فرض کی ادائیگی اور دینی امور کی انجام دہی میں صرف کیں۔ (جلد ۱۱ص ۴۲۹) آیات بینات حصہ سوم ص ۱۴)

فرانسیسی اسکالر کا اعتراف

ایک مشہور فرانسیسی اسکالر اپنی کتاب ''تمدن عرب'' میں لکھتا ہے کہ:

''الحاصل اس نئے دین کو بہت سے مواقع درپیش تھے اور بیشک وہ نبی کے دوستوں کی خوش تدبیری کے باعث ان مواقع پر کامیاب ہوئے۔ انہوں نے خلافت کے لیے ایسے ہی لوگوں کو منتخب کیا جن کی اصل غرض وغایت دین محمدی کی اشاعت تھی۔

مسٹر گارس کا اعتراف

مشہور مستشرق مسٹر گارس کہتا ہے کہ:

''عرب بہت بت پرست تھے۔ محمد (ﷺ) نے انہیں خدا پرست بنادیا۔ وہ لڑتے جھگڑتے اور جنگ وجدال کیا کرتے تھے، آپؐ نے ان کو ایک اعلیٰ سیاسی نظام کے ماتحت متفق کردیا، وحشت وبربریت کا یہ عالم تھا کہ انسانیت شرماتی تھی، مگر آپؐ نے ان کو اخلاق حسنہ اور بہترین تہذیب وتمدن کے وہ درس دیئے کہ جس نے نہ صرف ان کو بلکہ تمام عالم کو انسان بنادیا''

(نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۴۹۳)

مسٹر فرینسیسکو ریزولڈ کا اعتراف

مسٹر فرینسیسکو ریزولڈ اسی مفہوم کو دہراتا ہے کہ: ''عرب جو بالکل مردہ ہوچکے تھے، محمد (ﷺ) نے ان میں نئے سرے سے تازہ روح پھونک کر ان کو اشراف ترین قوم بنادیا، جس کے ذریعہ وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزیں ہوئے، ایسے بلند کارنامے ان کے ہاتھوں

ظاہر ہوئے جس کا دنیا کو اعتراف کرنا پڑا'' (ایضاً)

مسٹر ڈیلز کا اعتراف

معروف یورپین مؤرخ مسٹر ڈیلز لکھتا ہے کہ: ''آپؐ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا، وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب وتمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا، کیا اب بھی آپؐ کے معجزے کا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے''۔ (ایضاً)

مسٹر سیمیر کا اعتراف

فرانسیسی قلم کار مسٹر سیمیر لکھتا ہے کہ:

''جس نے محمد (ﷺ) کی صداقت اور سچائی کا انکار کیا وہ حقیقت میں جاہل ہے اور آپؐ کی ذات وسیرت سے ناآشنا ہے۔ جب کہ لوگ گمراہی کی تنگ وتاریک گھاٹیوں سے گزر رہے تھے، خالق اور مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھلا بیٹھے تھے، تو محمد (ﷺ) نے ان کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا۔ فطری وطبعی اصول وقوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے توحید کے پاک عقیدہ کا اعلان فرمایا۔ یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے اور آپؐ کی کامیابی کی کنجی۔ (نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۴۹۲)

پروفیسر ویلز کا اعتراف

پروفیسر ایچ، جی، ویلز اپنی کتاب ''آوٹ لائن آف ہسٹری میں لکھتا ہے کہ:

''پیغمبر اسلام (ﷺ) کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپؐ کو سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپؐ پر سب سے پہلے ایمان لائے، حضرت محمد (ﷺ) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں

Scanned with CamScanner

"پیغمبر اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کیا گیا۔" (ایضاً ص ۴۸۸)

مسٹر گاڈوس فری میکس کا اعتراف

مسٹر گاڈوس فری میکس لکھتا ہے کہ:

"باوجود یکہ محمد (ﷺ) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی ابتدائی زندگی میں کچھ مشابہت پائی جاتی ہے، لیکن بہت سے امور بالکل مختلف ہیں۔ محمد (ﷺ) پر ایمان لانے والے سوائے غلام زید اور حبشی بلالؓ کے سب کے سب معزز طبقہ کے لوگ تھے اور بعض ان کے خاندان کے بزرگ بھی تھے، جنہوں نے بحیثیت خلیفہ اور سپہ سالار اسلام کی وسیع سلطنت کا نظم ونسق بہترین طریقے سے انجام دیا"۔ (ایضاً ص ۴۸۱)

مسٹر لیڈیول کا اعتراف

مسٹر لیڈیول لکھتا ہے کہ: "محمد (ﷺ) نے تمام منتشر و پراگندہ قبائل کو اتفاق و اتحاد کے رشتے میں منسلک کر دیا، ان کا اصول دین اور مقصد ایک تھا۔ انہوں نے اپنی حکومت وسلطنت کے بازو تمام اقطار عالم میں پھیلا دیئے اور اپنی تہذیب وتمدن کے جھنڈے کو اس وقت بلند کیا جب کہ یورپ جہالت کی عمیق غاروں میں غلطاں و پیچاں تھا۔" (ایضاً ص ۴۹۲)

مسٹر کارلائل کا اعتراف

سردار امر سنگھ اپنے اخبار "شمشیر" میں کارلائل کا مقولہ نقل کرتا ہے کہ اس نے رسول پاک ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"حضرت محمدؐ نے تمام دنیا سے پس افتادہ عربوں میں کیا روح پھونکی جس سے وہ اس قدر طاقت ور بن گئے، یہ روح "(واہگرو کال پرکھ سرب شکتی مان) (خدا) کی ہستی وتوحید میں

ایمان واعتقاد تھا۔ (ایضاً ص ۴۸۴)

غیر مسلم مستشرقین کے اعترافات کے بعد اب ہندوؤں کے چند لیڈروں کے اقرار ملاحظہ فرمایئے:......!

بہادر لال شاستری کا اعتراف

اخبار رشی بجنور کی یکم جولائی کی اشاعت میں بہادر لال شاستری نے رسول اللہ ﷺ کی ذات عالی سے متعلق ایک مفصل مضمون رقم کیا، اسی مضمون میں یہ بھی لکھا کہ

"حضرت محمد صاحب نے اپنے ملک کی دھارمک (تمدن) کی حالت ہی درست نہیں کی بلکہ اونچ نیچ کا پاکھنڈ (اختلافات) دور کر کے سب کو ایک کر دیا اور بکھری ہوئی عرب قوموں میں ایک مسلک کے ذریعے ان میں ایسا جوش بھرا کہ خانہ بدوش برائیوں کے بھنڈار (منبع) عرب لوگوں نے ملک میں ایسی زبردست حکومت قائم کی کہ جس کا رعب پاس پڑوس (دور نزدیک) کے تمام بادشاہوں پر جم گیا۔ سو سال کے اندر اندر عرب لوگوں کی حکومت مصر، کابل، افریقہ اور سندھ تک قائم ہوگئی، جاہل سمجھے جانے والے عربوں نے محمد (ﷺ) صاحب کی بدولت وہ قابلیت حاصل کی کہ یورپ میں تہذیب اور کئی اصلاحوں کے پھیلانے کا انہیں فخر حاصل ہے۔ (ایضاً)

پنڈت لالہ رام چند کا اعترام

لاہور کا مشہور ہندو ایڈووکیٹ پنڈت لالہ رام چند کہتا ہے کہ:............

"پیغمبر اسلام محمد (ﷺ) کا اپنے مشن کے رائج کرنے میں جو کامیابی ہوئی وہ سچ مچ حیرت انگیز ہے۔ ناشائستہ، خونخوار، کینہ پرور، جنگجو عربوں کے قبیلوں کو جو بت پرستی اور توہم میں غرقاب تھے، آپ کے جھگڑوں اور جوا بازی میں محو تھے۔ حضرت محمد (ﷺ) کی تعلیم کے پاک اثر نے آناً فاناً خدا پرست بنا دیا۔ تمام قبیلے ایک سردار کے جھنڈے کے نیچے آگئے اور ایک

Scanned with CamScanner

متحد قوم بن گئے۔'' (ایضاً)

کملادیوی کا اعتراف

بمبئی کی ہندو قلم کار کملادیوی کہتی ہے کہ: ''اے عرب کے مہاپرش (عزت دار) آپ وہ ہیں جن کی شکشا (تعلیم) سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور کی بھگتی (خدا کی پرستش) کا دھیان پیدا ہو، بے شک آپ نے دم سیوکوں (چاہنے والوں) میں وہ بات پیدا کردی کہ ایک ہی سے (وقت) کے اندر وہ جرنیل، کمانڈر، اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما (روح) کے سدھار (تسکین) کا کام بھی کرتے تھے۔ (بحوالہ ''الامان'' دہلی ۱۷/ جولائی ۱۹۲۳ء)

سردار کرشن سنگھ کا اعتراف

سکھوں کے مشہور راہنما سردار اکرشن سنگھ کا قول ہے کہ:

''اس بعثت (نبوی) کے بعد صفحہ ارض پر ایک جدید تہذیب اور ترقی کا ظہور ہوا۔ پھر زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے جو کچھ دنوں پہلے وحشی تھے اور تہذیب کی ہوا ان کو چھو بھی نہیں سکتی تھی، وہ لوگ دن رات شرابیں پیتے تھے، اور آپس میں کشت وخون کے سوا ان کا کوئی کام نہ تھا، معمولی بات پر بھی قبیلے کٹ مرتے تھے، لڑکی کی ولادت اس قدر ننگ خیال کی جاتی تھی کہ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جاتا تھا، غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی کوئی حد نہ تھی، جہالت کی انتہاء یہ تھی کہ دادا پردادا کا بدلہ پوتے پر پوتے لیتے تھے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا، بلکہ حضرت محمد صاحب کو خداوند عالم کی طرف سے خدائی مدد اور ہدایتیں تھیں کہ باوجود ان کے غیر تعلیم یافتہ ہونے اور سوسائٹی میں نشوونما پانے کے ایسی کایا پلٹ کر دکھائی کہ جس سے ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صاحب ضرور بندگان خدا کی ہدایت کے لئے خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔'' (

بحوالہ غازیان ہند ص ۱۱۷)

مہاتما گاندی کا اعتراف

مہاتما گاندی لکھتا ہے کہ۔

''اگر ہمارے کانگریسی وزراء عالمی وقار چاہتے ہیں اور یہ کہ دنیا میں ان کا سر اونچا رہے تو وہ صدیق عمر فاروق کا نمونہ اختیار کریں جن کے قدموں میں دنیا کے خزانے ڈالے گئے، ملکوں کی دولتیں آئیں مگر اس کے باوجود نہ ان کے پیوند لگے کپڑے چھوٹے اور نہ جو کی روٹی چھوٹی نہ زیتون کا تیل چھوٹا۔''

(بحوالہ خطبات حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب جلد ۱ ص ۲۲۸)

تورات وانجیل کی شہادت

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی عظمت ومنقبت نہ صرف قرآن میں بیان کی گئیں۔ بلکہ پہلی کتابوں میں بھی ان کی عظمتیں بیان کی گئی تھیں۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا کہ:

مُحَمّدٌ رّسول اللهِ والذینَ مَعَه اشِدّآءُ علیٰ الکفّار رحمآ ءُ بینهم تَرٰهم رکّعاً سُجّداً یبتَغُون فضلاً مِنَ الله وَرِضواناً سِیماهم فی وُجُوهِهم مِن اَثَرِالسّجود ذٰلِک مَثَلُهم فی التّورات وَمَثَلُهم فی الانجیل کَزَرعٍ اَخرَجَ شطئه فَازرَه فَاستغلَظَ فَاستویٰ عَلیٰ سُوقه یُعجبُ الزّراع لِیَغیظ بِهم الکفّار ط وَعَدَ الله الذین اٰمنو وَعَملوا الصّالِحات منهم مغفرةً وّاجراً عظیماً (سورہ فتح اخری آیت)

محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں۔ اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ

خدا کے آگے جھکے ہوئے سربسجود ہیں۔اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کررہے ہیں۔(کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔اور ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں۔(وہ) گویا ایک کھیتی ہیں،جس نے (پہلے زمیں سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا۔پھر موٹی ہوئی۔اور پھر اپنے پاؤں پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔جولوگ ان میں سے ایمان لائے۔اور نیک عمل کرتے رہے۔ان خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

تورات اور انجیل کے مختلف مقامات پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے صفات حمیدہ کا پہلو واضح ہورہا ہے۔

تورات کے سفر استثناء کا یہ بیان پڑھیئے ....!

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکار ہوا، وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا،اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے ایک آتشیں شریعت تھی،وہ اپنے لوگوں سے محبت کرے گا،اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے''(باب۳۳ آیہ۱تا۳)

اس بیان کے بعد کی تورات میں تحریف کردی گئی ہے، ہمارے پاس جو قدیم نسخہ ہے اس میں یہی عبارت ہے۔اب غور فرمایئے !سینا سے مراد''کوہ طور'' ہے، وہاں سے خداوند کا آنا سے مراد''حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کا عطا کرنا ہے''۔شعیر اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بشارت ہے''۔اور دس ہزار قدسی یعنی پاکباز موصوف بصفات حمیدہ یہی''صحابہ کرامؓ''ہیں جو سرور عالم ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ کے وقت موجود تھے۔

تورات کا صحابہ کرامؓ کو قدسی جیسے پر عظمت الفاظ سے یاد کرنا صحابہ کرامؓ کی عظمت کی جہاں تک موجود انجیل کا تعلق ہے تو انجیل ''متی'' کے باب ۱۳ میں کھیتی کی دو جگہ مثال بیان کی گئی ہے ''اور کچھ اچھی زمیں میں گرے اور پھل لائے کچھ سو گنا، کچھ ساٹھ گنا، کچھ تیس گنا، جس کے کان ہوں وہ سن لے''۔

اب انجیل کے اس بیان کو قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ملایئے۔!

وَمَثَلُهُم فِى الانجيل كَزَرْعٍ اَخرَجَ شطئه فَازرَه فاستغلَظَ فَاستوىٰ عَلىٰ سُوقه يُعجبُ الزّراع

علماء کرام نے اس آیت کریمہ سے خلفاء راشدینؓ کا دور خلافت بھی مراد لیا ہے۔سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

''ان بزرگان کرام کی تعریف تورات وانجیل میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ جس طرح کھیتی اپنا خوشہ نکالتی ہے۔سے مراد''محمد رسول اللہ ﷺ'' ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے اس زراعت کو حضرت ابوبکرؓ کے ذریعے سے قوت بخشی،حضرت عمرؓ کے طفیل سے پلی، حضرت عثمانؓ کے طفیل سے اپنے تنے اور شاخوں پر قائم ہوئی اور حضرت علیؓ کے طفیل یہ کھیتی خوش نما نظر آئی ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص۱۸۳)

مفسر قرآن حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دہلویؒ لکھتے ہیں کہ......:

''اچھی زمیں عرب ہے جہاں تخم ہدایت بویا گیا،صدیق اکبرؓ کے عہد میں اس کا پھل لگا،سو گنا عمر فاروقؓ کے عہد میں فتوحات کثیرہ کی وجہ سے،ساٹھ گنا عثمان غنیؓ کے عہد میں،تیس گنا علی المرتضیٰ کے عہد میں۔''

(تفسیر حقانی جلد۶ ص۲۸۰)

اسی طرح بزرگوں نے

والذینَ مَعَہ اشِدّآءُ علیٰ الکفّار رحمآ ءُ بینھم تَراھم رکّعًا سُجّدًا

کو علی الترتیب خلفاء اربعہ پر تقسیم کردیا ہے۔مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام جماعت صحابہ کرامؓ کی بحیثیت مجموعی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے۔

(فوائد القرآن از علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔بحوالہ مناقب صحابہ کرامؓ ص۲۱۴۵)

غیر مسلم مورخوں اس کالروں اور تورات اور انجیل کے بیان کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ خود اسلام تو کیا دنیا کا کوئی غیر مذہب ہندو، عیسائی، یہودی بھی صحابہ کرامؓ کی عظمت وبزرگی کا انکار نہیں کرسکتا، آنحضرت ﷺ کے صحبت فیض سے جو حصہ اس جماعت کا ملا اس سے انکار سورج کی روشنی کا انکار ہے۔لیکن شیعہ کے قدیم وجدید اکابرین میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک لمحہ کے لئے صحابہ کرامؓ کی بزرگی اور تقدس کو تسلیم کرتا ہو۔یہی وجہ ہے اس گروہ کو مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید نے دیگر غیر مسلموں سے بھی بڑا کافر کہا، کیونکہ دوسرے کسی کافر نے صحابہ کرامؓ کی تعریف کے باوجود خود کو مسلمان نہیں کہا۔یہ لوگ جہاں ایک طرف منافقت کے علم بردار ہیں، وہاں کفر بھی ان سے ملا ہوا ہے۔صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیعہ اور خمینی نظریات کے سامنے آجانے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ شیعہ اور اسلام میں کس قدر تضاد ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھٹا باب

بیعات صحابہ کرامؓ

ایمان پر بیعت:

جو آدمی صحابیت کا شرف پانے کو آتا، اس سے مندرجہ ذیل میثاق پر رضامندی کے بعد ایقان وایمان کا عہد لیا جاتا۔

اَنْ تَشْھَدَاَن لَااِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ اِنَّ مُحَمّد رسول اللہ

کہ تو گواہی دیتا ہے کہ خدا ایک اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یعنی آج سے میرا قول وعمل سب ایک خدا اور ایک رسولؐ کے تابع ہے، انہیں کا قانون میرا عقیدہ ہے۔

حسن اعمال پر بیعت:

بیعت ایمان کے بعد بیعت اعمال صحابہ کرامؓ سے لی جاتی۔

اَن تقیم الصّلوٰۃ واتوالزکوٰۃ وتصوموا رمضان والحج البیت

تم نماز قائم کروگے، زکوٰۃ دوگے، روزہ رکھوگے اور حج کا فریضہ ادا کروگے۔

اور ہمسایہ کے حقوق، قرآن کے حقوق، بیوی کے حقوق اور ضروریات دین کی ہر شق پر عمل کا عہد کرو۔

جہاد پر بیعت:

بدر، احد، خندق، تبوک، فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور حنین وخیبر میں ہتھیلی پر جان رکھ کر نکلنے کا عہد۔

موت پر بیعت: (بیعت رضوان):

حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کا انتقام لینے پر موت کا عہد جس کی وجہ سے ساڑھے چودہ سو صحابہ

Scanned with CamScanner

کرامؓ جنت کی خوشخبری ملی۔

اطاعت پر بیعت: بحوالہ ابن صامت......ہم نے اطاعت وفرمانبرداری کوستی و بزدلی پر، تنگی اور اچھائی میں خیرات کرنے، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے پر بیعت کر رکھی ہے۔

عورتوں کے لئے بیعت:

شرک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی۔اولاد کو قتل نہ کریں گی۔کسی پر بہتان نہ باندھیں گی۔

بچوں کی بیعت:

حسنؓ، حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ، جعفر نے فرماں برداری پر بیعت کی۔ (حیاۃ الصحابہ کرامؓ)

آخر سب نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے سچے نبی ﷺ سے جب بھی بیعت کر کے کوئی عہد کیا، اسے انجام کے نقطہ عروج تک پہنچا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ساتواں باب

صحابہ کرام کرامؓ بحیثیت حکمران

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نائبین حکومت...... صحابہ کرامؓ

ریاست مدینہ کے عظیم المرتبت حکمران اور سربراہ تاجدار دو عالم حضرت محمد ﷺ جب دفاعی مہوں یا سرکاری دوروں پر تشریف لے جاتے تو مدینہ میں اپنا نائب ضرور مقرر فرماتے۔

آپ اندازہ کریں! کوئی وقت آپ ﷺ کی سربراہی میں ایسا نہ آیا جب آپؐ مدینہ سے باہر ہوں اور مدینہ میں کوئی نائب مقرر نہ کیا ہو۔ کیونکہ یہ اصل حکمرانی اور رعیت پروری کا ایک درخشندہ اصول ہے۔ جس کو انوکھے حکمران نے نہایت اعلیٰ پیرائے میں نبھا کر سارے عالم کے لئے ایک مثال چھوڑ دی ہے۔ چنانچہ آپؐ کے دس سالہ دور حکمرانی میں آپؐ کے تمام نائبین حکومت کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

یہ پوری تفصیل تاریخ ابن اثیر جلد دوم اور جلد اول سے ماخوذ ہے۔

(صحیح البخاری۔ باب ما کان۔ بیعت الامراء۔ فتح الباری، کتاب المنتہی ج ۳ ص ۳۰۵، مصرف و تاریخ طبری ج ۳۔ ص ۱۶۷)

عہدہ	نام صحابیؓ	مہم
نائب سربراہ ریاست مدینہ	سعد بن عبادہ انصاری	جب ودان وابواء مہم پر تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	سعد بن معاذ انصاری	جب آپؐ بواط مہم پر تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	ابو سلمہؓ بن عبدالاسد	جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشیرہ کی مہم پر تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	زید بن حارثہ	جب آپؐ معرکہ الصغریٰ مہم پر تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	عمرو بن ام کلثوم	جب آپ بدر الکبریٰ مہم پر تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	ابولبابہ بن منذر انصار	جب آپؐ بنی قینقاع میں تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	عمرو بن کلثوم	جب آپؐ الکرہ تشریف لے گئے ۲ھ
= = =	عمرو بن کلثوم	جب آپؐ نجران تشریف لے گئے ۳ھ
= = =	عمرو بن کلثوم	جب آپؐ احد تشریف لے گئے ۳ھ

= = =	عمرو بن کلثوم	جب آپؐ بنی نصیر تشریف لے گئے ۳ھ
= = =	عبداللہ بن رواہ	جب آپؐ بدر ثانیہ تشریف لے گئے ۳ھ
= = =	سباع بن عرفطہ انصاری	جب آپؐ خیبر تشریف لے گئے ۷ھ
= = =	ابو رھم کلثوم بن حصین غفاری	جب آپؐ فتح مکہ تشریف لے گئے ۸ھ
= = =	سباع بن عرفطہ	جب آپؐ غزوہ تبوک تشریف لے گئے ۹ھ

دفتر مملکت نبوّت کے کاتب (رجسٹرار) صحابہ کرامؓ

حافظ ابن کثیر نے دفتر نبوتؐ کے بارہ ممتاز کاتبوں کے نام تحریر کیے ہیں، جن میں حسب ذیل نمایاں ہیں۔

۱۔ حضرت عثمانؓ ۲۔ حضرت علیؓ ۳۔ حضرت زید بن ثابت ۔۴۔ حضرت ابی بن کعب ۵۔ حضرت امیر معاویہؓ ۶۔ حضرت علاء ابن الحضرمیؓ ۷۔ حضرت حنظلہ الاسیدیؓ

دفتر خارجہ کے غیر ملکی دستاویز اور معاہدوں کے مترجم

جب عہد نبویؐ میں غیر ملکی طاقتوں سے معاہدوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو اسی وقت حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے کابینہ کے چند افراد کو ایشیا، یورپ اور افریقہ کی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا اور ان زبانوں پر عبور حاصل کرنے کے بعد بحیثیت ترجمان مقرر فرمایا۔ مثلاً حضرت زید بن ثابتؓ کو آپؐ نے غیر ملکی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ یہ صیغہ تراجم کے ذمہ دار اعلیٰ بھی تھے، ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زیدؓ بھی غیر ملکی زبانیں جانتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی حکومتوں کے بنیادی قوانین

۱۔ اسلامی حکومت اپنی حکمت عملی اور سیاسی دائرہ میں خود کو ایک خدائی تنظیم سمجھتی ہے۔ اس کے حلقہ کار کی پوری حکومت اور ماتحتی کا دارومدار کائنات کے ایک خدا کی بالادستی ہے۔ سربراہ مملکت خدا کا نائب اور نمائندہ اور اس مملکت کا ذمہ دار امین ہے۔

۲۔ سیاسی نیابت کے طور پر اسلامی حکومت کے قوانین درج ذیل قوانین کی اساس پر مبنی ہوں

گے۔ (۱) اسلامی قوانین قرآن (۲) قانون سنت (۳) قانون صحابہ کرامؓ (۴) قانون اجماع (۵) قانون شوریٰ (۶) قانون فقہ (۷) ارتقائی مسائل کے حل سے دور حاضر کے فقہاء کی مشاورت۔

۳۔ اسلامی حکومت برسر اقتدار آتے ہی ریاست کے دیگر تمام قانون منسوخ کرتی ہے۔ تمام سابقہ غیر اسلامی قوانین کو نہایت حکمت عملی سے ختم کرنا اس کے محاسن سے ہے۔

۴۔ اسلامی حکومت سب سے پہلے ایسے ضابطے پر توجہ کرتی ہے، جس کی طاقت سے وہ پورے ملک میں نظام کار تشکیل کرتی ہے۔

۵۔ اسلامی مشاورتی کمیٹی کا قیام:۔ جس میں علماء اور قانون ساز دانشور جمع ہوں۔

۶۔ حفاظت مذہب:۔ مذہب کے عنوان اور اس کے تمام ضابطوں کی حفاظت اسلامی حکومت کا پہلا فرض ہے۔ یعنی مذہب کی قوت کمزور نہ ہوتا کہ قوم زوال کی طرف نہ جانے پائے۔ اور اس کاروائی میں ہر اختلاف کا سر کاٹ دے۔

۷۔ انفرادی ملکیتوں کا تحفظ:۔ (۱) ظلم اور زیادتی کے خلاف تحریک۔ ڈاکہ زنی، قتل، چوری، زنا، شراب اور جوا کا مکمل خاتمہ اور اس کے مرتکبین کو بلا رعایت قانونی سزا۔ (۲) انفرادی ملکیتوں کا تحفظ۔ فتنہ بازوں پر کڑی نگرانی۔ راستوں میں حفاظتی چوکیوں کا قیام۔ غنڈوں اور بدمعاشوں، رسہ گیروں، ظالموں، متکبروں کی ابتدائی اصلاح اور آخر میں ناقابل معافی سزا۔

۸۔ حفاظت حقوق انسانی:۔ کوئی انسان معاشی بدحالی کا شکار نہ ہو۔ ہر انسان کو روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کیا جائے (الحدیث) مزدوروں کے حقوق کا تحفظ یعنی کوئی ان کا حق غصب نہ کرے، کسانوں کے حقوق کا تحفظ (کوئی زمیں داروں سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے)، بے روزگاری مکمل طور پر ختم کی جائے، بے روزگاروں کے وظائف مقرر کیے جائیں۔ تاوقتیکہ وہ

Scanned with CamScanner

کسی کام پر لگ جائیں۔ زکوٰۃ، صدقات، خمس، فئی، خراج، عشر، کراء الارض، خیرات اور اموال زائد سے حکومتی قانون کی رو کے مطابق رفاع عامہ، غرباء، بے روزگار، فقراء، مساکین، اپاہجوں اور بوڑھوں کے لئے وظائف مقرر کئے جائیں۔

۹۔ تعمیراتی امور:۔ روئے زمیں یعنی دوسرے ممالک کی طرح تعمیر وتمدن کے واجبات کو پورا کرنا۔ کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، کمپنیوں، مشینوں، آلات حرب وضرب، نئی نئی ایجادیں اور سائنسی امور میں توسیع کی جائے۔ کوئی خطہ بے آباد نہ رہنے دیا جائے۔ مشاہرات، درختوں، چمن زاروں کی مہم، شہروں کا قیام، زندگی کی تدوین، معاشی اور اقتصادی امور کا توازن بحال رکھنا۔ زراعت، صنعت وحرفت، وراثت، بیت المال کے خصوصی مراکز کا قیام۔

۱۰۔ خارجہ پالیسی:۔ ہمسایہ ممالک خصوصاً مسلم ممالک سے حسن سلوک۔ اقتصادی، سیاسی، تجارتی معاہدے، دشمن ودوست کی پہچان۔

۱۱۔ نظم مملکت:۔ امانت دار مشیروں کا تقرر۔ علماء کی خصوصی مشاورت۔ صوبوں کی تشکیل۔ حاکموں اور عمالوں کے اخراجات کی دیکھ بھال۔ عدلیہ کی مکمل آزادی۔ سرحدوں کی حفاظت کے لئے چھاؤنیوں کا قیام۔ افواج کی تنظیم۔ افواج کی تربیت۔ افواج اور ان کے سربراہوں کے شب وروز کا خیال۔ عوام کے بنیادی حقوق کی نگہداشت ۔ عوام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر پہنچنے کی سہولت۔ حکومت کی ہر شہر اور صوبے کے روز مرّہ کے حالات سے آگاہی۔ عدالت انصاف کے لئے نامزدگی۔ نظم مالیات واقتصادی کی اہمیت۔

۱۲۔: امتناعی احکام:۔ شراب اور دیگر منشیات کی قطعی ممانعت، جوا، قمار، (سرمایہ جمع کر کے روک لینا)، (دولت جمع کرنا)، شرک وبدعات کے استیصال کے قوانین۔

لہٰذا اسلامی حکومت سرمایہ دارانہ اصولوں کی متحمل ہے نہ اشتراکی فلسفہ آزادی کو اس میں کوئی یارا ہے۔ دراصل صحابہ کرامؓ کی یہ حکومت خدائی منشور کی علمبردار تھی۔ جس میں ہر طبقہ فکر کیلئے

مساوی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی مثالی حکومتوں کے مثالی قوانین

ان قوانین کے نفاذ سے بدوؤں کا معاشرہ اخلاق وعمل کا گہوارہ بن گیا۔ اور اقوام مشرق کا سفینہ فلک طوفانی سمندروں کی موجوں سے نکل کر ساحل مراد تک پہنچ گیا۔ قبائل عرب کے مایوس دلوں کی تیرگی صفحہ قلوب سے محو ہوگئی۔ نصف دنیا کے قلوب جو افسردگی کی خاک میں سوئے ہوئے تھے۔ شہر امن کے معلم بن گئے۔ جن کے سامنے بتوں کی تاریکی منہ کھولے کھڑی تھی۔ ان کی زندگی کا جہاز ضلالت وغوایت کے صحراؤں میں قدم بہ قدم صعوبتوں کے تھپیڑوں کا سزاوار تھا۔ وہ دنیا کو تہذیب وشائستگی کا درس دینے لگے۔ اقالیم روم وفارس کے رخ بدل گئے۔ عنان عدل کے سائے میں جو آیا فریفتہ ہوگیا۔ وہ جہاں گئے فاتح ہوئے۔ ان کے قدموں کے نیچے فتح سمٹی جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کے تمام اصول ایسے اٹل اور واضح ہیں، جن کی عطوفتوں سے زندگی کے ہر موڑ نے نشوونما پائی۔ صحابہ کرامؓ کی حکومتیں انہیں قوانین فطرت سے معمور ہوچکی تھی۔

قانون معاشرت: ہر انسان دوسرے کی عزت کرے۔ بیمار کی عیادت کی جائے۔ ہمسائے سے حسن سلوک کیا جائے۔ کسی کو ستایا نہ جائے۔ زیادتی نہ کی جائے۔ کسی کے متعلق برا نہ سوچا جائے۔ ہر ایک سے بھلائی کی جائے۔ معاہدوں کی پورا کیا جائے۔ عزت وآبرو کا پاس کیا جائے۔ بیوی بچوں رشتہ داروں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ سود خوری اور حرام کاری سے بچا جائے۔ برائی سے روکا جائے۔ اور نیکی کا حکم دیا جائے۔ یہی صحابہ کرامؓ کی حکومتوں کے معاشرتی اور اصلاحی قوانین تھے۔

صحابہ کرامؓ کے غیر مسلموں سے سیاسی معاہدے

خیبر کے یہودیوں سے معاہدہ

جو شخص مفلس ہو جائے گا یا اس کا جسم ماؤف ہو جائے گا یا کوئی متمول شخص اس قدر محتاج ہو جائے گا کہ لوگ اس پر صدقہ کرنے لگیں، تو اس کا فدیہ معاف کر دیا جائے گا اور اس کے اہل وعیال کی کفالت بیت المال سے ہوگی۔ (کتاب الخراج ص ۸۵)

حضرت ابوعبیدہؓ نے شام کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا

ان کے گرجوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا، بشرطیکہ وہ نئے گرجے تعمیر نہ کریں۔ بھولے بھٹکے مسلمانوں کو راستہ دکھائیں، اپنے مال سے نہروں پر پل باندھیں۔ جو مسلمان ان کے پاس سے ہو کر گزرے تین دن تک ان کی میزبانی کریں۔ کسی مسلمان کو نہ گالی دیں نہ مسلمان کی مجلس میں صلیب اور نہ مسلمانوں کے احاطے میں سور نکالے۔ مجاہدین کے لئے راستوں میں آگ جلائیں۔ مسلمانوں کی جاسوسی نہ کریں۔ اذان سے پہلے یا آذان کے دوران ناقوس نہ بجائیں۔ اپنے تہواروں کے دن جھنڈے نکالیں، ہتھیار نہ نکالیں اور نہ اپنے گھروں میں رکھیں۔ اسکے بعد ان کے اصرار پر حضرت ابوعبیدہؓ نے سال میں ایک بار جھنڈیوں کی اجازت دی۔ (کتاب الخراج ص ۸۰)

میں اپنے جانشین کو خدا اور خدا کے رسولؐ کے ذمے کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ غیر مسلموں کے معاہدے کو پورا کرے، دین کی حمایت میں لڑے اور ان کو تکلیف مالا یطاق نہ دے۔ (شہادت کے وقت حضرت عمرؓ کی وصیت (بخاری کتاب المناقب)

غیر مسلموں سے صحابہ کرامؓ کے تمدنی تعلقات

وہ صحابہ کرامؓ غیر مسلموں کے شعائر نہیں اپناتے تھے، غیر اسلامی تعلیمات کو فروغ نہ دیتے تھے

غیر مسلموں کا لباس، غذا، رہن وسہن ان پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا۔ لیکن حسن معاشرت کے طور پر صحابہ کرامؓ نے ان کے ساتھ تمدنی مراسم ضرور قائم رکھے۔

صحابہ کرامؓ یہودیوں سے قرض لیتے تھے، ان سے خرید وفروخت کرتے تھے، ان سے ہر قسم کے معاملات کرتے تھے۔ خود غرضانہ نفاق سے قطع نظر ہو کر، ان کے سامنے اسلام کا اعلیٰ اخلاق پیش کرتے تھے، کبھی کبھار انہیں حیرت زدہ ہو کر اسلام کی صداقت کا اقرار کرنا پڑتا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ نے بکری ذبح کی گھر والوں نے پوچھا کہ تم نے اسے ہمارے پڑوسی (جو یہودی تھا) کے پاس گوشت ہدیۃً بھیجا یا نہیں۔ (ابوداؤد)

ایک بار ایک یہودی عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور کوئی چیز مانگی انہوں نے بخوشی دے دی اور اس نے اس کے بدلے ان کو دعا دی۔ (نسائی)

صحابہ کرامؓ کے اس غیر متعصبانہ طرز عمل نے غیر قوموں کے دل جیت لئے تھے۔ غیر مسلم اہل کتاب کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا یہ طرز عمل حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اخلاق حسنہ کی سچی تصویر تھا۔

صحابہ کرامؓ کا غلاموں سے حسن سلوک

بعثت سے قبل غلاموں پر ناگفتہ بہ ظلم ڈھائے جاتے تھے۔ رومیوں، عیسائیوں، یہودیوں اور تمام اقوام میں غلامی رائج تھی۔ اسلام نے ابتداء میں غلامی کا خاتمہ تو مصلحتاً نہ کیا مگر غلاموں کے لئے ایسی مراعات قائم کر دیں کہ وہ اسی حالت کو آزادی پر ترجیح دینے لگے۔ غلاموں کے آرام وآرائش، لباس وغذا، رہن سہن اور ہر معاشرتی طرز میں اسلام بھی ایک ایسا نظام ہے۔ جس نے انہیں آزاد لوگوں کے مقابل کھڑا کیا اس عنوان کو راقم کی کتاب "اسلام ایک عالمگیر نظام" ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طرف سے غلاموں کو آزاد کرنے کی مثالیں۔..........

☆ عائشہ صدیقہؓ عبداللہ بن زبیرؓ سے ایک دفعہ ناراض ہو گئیں تو اس کے کفارے میں انہوں

نے چالیس غلام آزاد کئے۔

☆ صحابہ کرامؓ بھی غلاموں کو وراثت کا حق بھی دیتے تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے، ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور ان کو بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ نے غلاموں کی آزادی کا کوئی واقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

☆ حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے۔ اور جب اسلام لائے تب بھی سو غلام آزاد کئے۔

☆ حضرت عثمانؓ نے شہادت کے وقت بیس غلام آزاد کئے۔

☆ حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت وصیت فرمائی غلامان عرب میں جو میرا زمانہ پائیں وہ سب آزاد ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے غلام آزاد کیا اور اس کا سارا سامان اس کو دے دیا، حالانکہ خود محتاج تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اسی طرح ایک ایک غلام آزاد کیا۔

☆ حضرت ابوبکرؓ نے ابتدائے اسلام میں سات غلام آزاد کیا۔

اسماعیل نبوع المراح کی شرح نجم الوہاج میں صحابہ کرامؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۳۹۲۳۷ (انتالیس ہزار دو سو سینتیس) لکھی ہے۔

مختصر تعداد ملاحظہ ہو آزاد کردہ غلام

حضرت عائشہؓ	۶۷	حضرت عباسؓ	۷۰
حضرت حکیم بن حزامؓ	۱۰۰	حضرت ذوالکلاع حمیریؓ	۸۸۰
عبداللہ بن عمرؓ	۱۰۰۰	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ	۳۰۰۰

☆ مصر فتح ہوا تو چھ لاکھ مرد عورتیں قبضہ میں آئیں، فوج کے اکثر حصے کا اصرار تھا کہ ان کو لونڈی غلام بنا کر تمام فوج میں تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جزیہ مقرر کر کے ان کو بالکل آزاد کر دیا۔

☆ حضرت عثمانؓ نے عمران بن ابانؓ کو پڑھنا لکھنا سکھایا اور اپنا میر منشی بنایا۔

☆ صحیح بخاری کے مطابق عہد صحابہ کرامؓ میں مکاتب میں صحابہ کرامؓ کے غلاموں کے بچے بھی صحابہ کرامؓ کے بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

غلاموں کی عزت و آبرو کی حفاظت

آزاد مردوں اور عورتوں کی طرح غلاموں اور لونڈیوں کی عزت کی حفاظت بھی کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک غلام نے کسی لونڈی کی ناموس پر ناجائز حملہ کی اور حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو آپ نے غلام کو سخت تنبیہ کی۔ (فتوح البلدان ص ۳۹۸)

آپ نے دیکھ لیا کہ انسانوں کے جس گروہ کو دنیا کے ہر گروہ نے ذلت ورسوائی کی نگاہ سے دیکھا تھا وہ عام صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کی نظروں میں عام مسلمانوں کا ایک باعزت گروہ بن گیا تھا۔

شام ہی کے سفر میں عیسائی نے دعوت کرنا چاہی اور کہا کہ اگر حضورؐ چند اکابر صحابہ کرامؓ کے ساتھ غریب خانہ میں تشریف لائیں تو میری عزت افزائی ہوگی، لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان گرجوں میں جہاں یہ تصویریں لگی ہوئی ہیں ہم قدم نہیں رکھتے۔

غیر مسلموں پر صحابہ کرامؓ کی مراعات کا اثر

قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں رقم طراز ہیں۔

"جب ذمیوں نے مسلمانوں کی وفاداری اور ان کے سلوک کو دیکھا تو مسلمانوں کے بڑے

Scanned with CamScanner

بڑے دشمن ان کے مقابل میں مسلمانوں کے حامی و مددگار ہو گئے۔

صحابہ کرامؓ کا جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک

اسلام سے پہلے مہذب قومیں اسیران جنگ کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیتی تھیں، لیکن یہ فخر اسلام اور اس کے فرزندوں کا حاصل ہے، کہ اس نے انسانیت کا لحاظ کرتے ہوئے قیدیوں سے حسن سلوک کا نیا طریقہ ایجاد کیا۔

☆ معجم طرانی میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اسیران جنگ کیساتھ اس قدر لطف و مراعات کرتے تھے، کہ خود کھجور کھا لیتے اور انہیں جو کی روٹی کھلاتے تھے۔

☆ مالک بن نویرہ اس وقت سخت حیرت زدہ رہ گیا جب اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر آیا۔ اور رات کی سردی کے باعث خالد بن ولیدؓ نے پوری فوج میں اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرم کپڑے اوڑھا دو۔ (طبری)

☆ جنگ مصر میں مقوس شاہ مصر کی بیٹی ارمانوسہ قید ہوئی تو اس کے ساتھ حقیقی بیٹیوں جیسا سلوک کیا گیا۔

☆ حضرت ابوایوب انصاریؓ کسی جنگ میں تھے، اسیران جنگ کی تقسیم ہوئی تو بچوں کو ماؤں سے علیحدہ کر دیا گیا، بچے رونے لگے تو انہوں نے ان کو ماؤں کی آغوش میں ڈال دیا اور کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص بچے کو اس کی ماں سے جدا کرے گا قیامت کے دن خدا اسے اپنے اقارب سے جدا کرے گا"

ناظرین کرام:۔ آج پوری دنیا جس طرح معاشی اور سیاسی تباہ حالی اور معاشرتی ہیجان کا شکار ہے۔ اس کا حل صحابہ کرامؓ کی حکومتوں کے مندرجہ بالا قوانین کے سوا کچھ نہیں۔

صحابہ کرامؓ کی عدالتیں اور ان کے طرز ہائے حکومت و معیشت سے ہمیں اپنی ریاستوں کی عمارتیں استوار کرنی چاہئیں۔

آٹھواں باب

صحابہ کرامؓ کے عقائد و نظریات

ایمان باالتوحید

☆ خدا ایک ہے، لات و عزیٰ اور ہبل کی کوئی حقیقت نہیں۔

☆ رزق و عطا اور عزت و ذلت کا مالک وہی ایک خدا ہے۔

☆ دنیا کی ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

☆ ہر ذرہ کو وہ دیکھ رہا ہے۔

☆ ہر نفس کی روزی کا حقیقی مالک اور ہر مخلوق کی حوائج حقیقی کا حاجت روا وہی خدا ہے۔

☆ سجدوں اور تعریفوں کا حقیقی مستحق دراصل وہی پروردگار ہے۔

☆ کوئی نبی ولی قطب ابدال خدا کی مرضی کے بغیر نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

☆ حاضر و ناظر ہونا، اختیارات کلیہ کا مالک ہونا، ہر چیز پر قدرت رکھنا صرف خاصہ خداوندی ہے۔

☆ ہدایت کے تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

☆ علوم کا سرچشمہ دراصل اللہ کی ذات ہے اور انبیاء و علماء اس کی صفت علم کے پرتو ہیں

☆ جھاڑ پھونک، سایہ اور توہمات کی کچھ حقیقت نہیں، ہر مصیبت خدا کی طرف سے ہے۔

☆ تعویذ گنڈوں میں ذاتی کوئی کمال نہیں ہوتا، ہر راحت اور الم خدا کی طرف سے آتا ہے۔

(ضمام بن ثعلبہؓ کی تقریر کا اقتباس، اسوہ صحابہ کرامؓ ص ۴۵ ج ۱)

ایمان بالرسالة

آنحضور ﷺ کی رسالت کا عقیدہ صحابہ کرامؓ کے قلوب پر "النقش فی الحجر" تھا، چنانچہ دیکھئے۔

Scanned with CamScanner

☆ صلح حدیبیہ میں کفار کے ایماء پر جب حضرت علیؓ سے آپؐ نے فرمایا "رسول اللہ" کا لفظ مٹادیں......مگر جوش ایقان کا اس قدر غلبہ تھا کہ صاف عذر کر دیا۔ کہ "اس کی مجھ میں تاب نہیں ہے"۔ بالاخر آپ نے خود دست اقدس سے اس کو مٹا دیا۔

☆ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ہر بات پر صحابہ کرامؓ اس درجہ کمال کے ساتھ ایمان لائے کہ حیرت ہوتی ہے، اسی خاطر حضرت ابوبکرؓ کو "صدیق" کا لقب عطا ہوا تھا۔

☆ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے تمام معجزات کو صحابہ کرامؓ نے بلا تامل قبول کیا۔

☆ عہد صحابہ کرامؓ میں بچہ بچہ یہ راسخ عقیدہ رکھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو لفظ نکل جائے گا اس کے خلاف نہ ہوگا۔

رسالت پر یقین کا معنی ظاہر ہے کہ آپ کی ہر بات کو مشاہدہ کی طرح یقین کرنا ہے۔ (زہیرہ صحابیہ خاتون کا یہ یادگار قول ہے جو انہوں نے آنکھیں نکالنے والے مشرکین کے سامنے کہا تھا۔ اسد الغابہ تذکرہ حضرت زہیرہؓ)

جس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کر کے دکھایا......اور حضور ﷺ کے کردار و افعال اور اقوال پر کامل ایمان رکھنے والے ہوگئے، کہ کوئی دوسری طاقت ان کو اس عقیدہ سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ (از عبد اللہ بن عمر، ادب المفرد ص ۷۸۰)

ایمان باالغیب

مشہور صحابی حارثؓ کا بیان ہے: حضور ﷺ نے جب سے دوزخ اور جنت کے اوصاف بیان کئے اس وقت سے دنیا سے میرا دل پھر گیا میں راتوں کو جاگتا ہوں دن بھر بھوکا اور پیاسا رہ کر خدا کو یاد کرتا ہوں۔ گویا کہ جنت کے باغات میرے سامنے ہیں، حوریں وہ کھڑی ہیں اور دوسری طرف دوزخ کی آگ دہک رہی ہے اس کے شعلے تا حد نظر ہیں، کہ اہل دوزخ چیختے ہوئے نظر آرہے ہیں محشر قائم ہے اور ساری دنیا حساب دینے کے لیے کانپ رہی ہے۔ بس یقین کیجئے یہی تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ تھا۔

ایمان بالقدر

طاؤس یمانی کا قول ہے: "تمام صحابہؓ اس بات کے قائل تھے کہ کل چیزیں تقدیر سے وجود میں آئی ہیں اور تقدیر اللہ کے امر کا نام ہے"۔

☆ حضرت ابی بن کعبؓ کا قول ہے: "کوہ احد کے برابر بھی سونا خیرات کرو گے تو قبول نہ ہوگا، جب تک تقدیر پر ایمان نہ لایا جائے، اس عقیدہ کے خلاف مرنے والے دوزخ میں جائیں گے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ اور زید بن ثابتؓ نے یہی کہا۔

☆ ابو حفصؓ نے کہا "بیٹے! تم اس وقت تک ایمان کی لذت کو پا نہ سکو گے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاؤ گے۔ یعنی یہ نہ کہو کہ جو کچھ ہوا ہے اس کا ہونا لازمی تھا اور جو کچھ نہ ہوا اس کا نہ ہونا لازمی تھا۔"

بت شکنی اور شرک وبدعت سے نفرت

☆ عرب کے لوگ بچھونوں کے نیچے استرا رکھ دیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک بچہ کے سرہانے کے نیچے استرہ دیکھا تو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہؐ ٹوٹکے کو ناپسند فرماتے تھے۔

☆ عہد فاروقیؓ میں مصر سے حضرت عمرو بن عاصؓ نے امیر المومنین کے نام لکھ بھیجا کہ دریائے نیل میں خشک سالی کے موقع پر ایک لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے، تب اس کا پانی زوروں پر بہتا ہے، اب مسلمانوں کی حکومت ہے اور خشک سالی کی شکایت ہے، کیا کیا جائے؟، حضرت عمرؓ نے لکھا کہ اسلام ایسی جاہلانہ رسوم کو ڈھانے کے لئے آیا ہے اور دریا کے نام ایک تحریر لکھ دی، چنانچہ انہوں نے فاروق اعظمؓ کا خط دریا میں ڈال دیا۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ آج تک دریا کا پانی خشک نہ ہو۔ یہ درخت جلا دیا جائے: حضرت فاروق اعظمؓ سے صحابہ کرامؓ نے عرض

Scanned with CamScanner

کیا حضور ﷺ نے اس درخت سے آسرا کر کے خطبہ دیا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اسی خاطر جلانے کا حکم دیا ہے کہ آنے والی نسلیں اس درخت کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

☆ معاذ بن جبلؓ اور معاذ بن عمروؓ اسلام لائے تو قبیلہ کے سرداروں کے لکڑی کے بتوں کو رات میں اٹھا اٹھا کر کوڑا کرکٹ کے گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ عمرو بن الجموع صبح اٹھتا اور بت کو تلاش کر کے اٹھالاتا اچھی طرح صاف کر کے گھر میں رکھتا اور کہتا اے بت! جس شخص نے تیرے ساتھ بدسلوکی کی اگر میں اس کو پالیتا تو مزا چکھاتا، دوسرے دن یہ پرجوش نوجوان بت کے ساتھ یہی سلوک کرتے کئی روز جب اسی طرح معاملہ رہا تو عمرو نے بت کے گلے میں ایک تلوار لٹکا دی اور اسے خطاب کر کے کہنے لگا...... اب تو خود اس سے اپنی حفاظت کر، رات کو یہ نوجوان حسب معمول آئے اور بت کو ایک مردہ کتے کی طرح رسی سے باندھ کر گڑھے میں ڈال دیا...... عمرو بن الجموع نے بت کو اس حالت میں پایا تو مسلمان ہو گیا...... کہ جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ میری کیا حاجت روائی کرے گا۔

☆ قبیلہ سعد کا ایک بت تراش تھا۔ حضرت ذہابؓ بن حارث اسلام لانے کے بعد اس کے پاس گئے اور چکنا چور کر دیا اور اس کے متعلق چند شعر کہے۔

☆ ہندہ بنت عتبہؓ جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اس کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ اور کہا ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ غلط اور جاہلانہ رسم ورواج کے قائل نہ تھے، بدعات سے انہیں شدید نفرت تھی، وہ ہر چند حضور ﷺ کے سنت کو مقدم رکھتے تھے۔

توحید وسنت کی سچی ہدایات کے علمبردار صحابہ کرامؓ نے شرک وبدعت اور جاہلانہ رسوم سے شدید نفرت برتی۔ جاہلیت کی سابقہ تمام روایات آج قبروں پر سجدہ ریزی اولیاء سے حاجت طلبی ،ضروریات دین کو چھوڑ کر صرف اولیاء کی نظر کرم پر تکیہ کرنا ،مزارات پر پھول کی چادریں

چڑھانا، خدا کے سوا غیر اللہ کو خدائی اوصاف کا حامل کہنا، مختلف محفلوں میں غیر شرعی حرکات کرنا اور نکاح وجنازہ میں کئی بدعات کی صورت میں ہمارے دیار میں رائج ہیں۔ ہم سب کو مل کر صحابہ کرامؓ کی تعلیمات کے مطابق بدعات ورسوم اور شرک کے تمام اقسام کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ توحید ورسالت کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے عقائد کے ساتھ ساتھ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ضروریات دین کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا ایمان نہایت پختہ تھا، دین میں کمی بیشی اور تحریف وترمیم کے تصور پر ہی وہ کانپ جاتے تھے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے بعد جب منکرین زکوٰۃ، منکرین ختم نبوت، منکرین حدیث کے فتنوں نے سر اٹھایا اور قریب تھا کہ محمدی شریعت کی اصلی تعلیم تبدیل ہو جاتی، ایسے کٹھن اور پرخطر موقع پر خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کے دور کا یہ واقعہ ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ جب آپؓ کو خبر ملی کہ منکرین زکوٰۃ نے مال زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، حالانکہ وہ کلمہ گو تھے، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسجد نبویؐ میں ایک اثر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا: ''اینقص الدین وَانا حیّ''...... حضور ﷺ کا دین کمزور ہو جائے اور میں زندہ رہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو رسی جو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ میں دیتا تھا، روکے گا، اس رسی کے لئے بھی جہاد کروں گا۔

دینی غیرت کا یہ وہ جذبہ تھا جس کی وجہ سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی جب چاروں طرف سے فتنوں نے سر اٹھایا، تب بھی رسول اللہ کا دین جوں کا توں باقی رہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد کیا اور اس میں سات سو قرآن کے قراء کی شہادت ہوئی، لیکن صدیقی غیرت وحمیت کی چنگاری بھڑکتی رہی، تا آنکہ فتنے مٹ گئے۔ اور ختم نبوتؐ، احادیث رسولؐ، رکن اسلام زکوٰۃ جیسے شعائر اصل صورت میں آج بھی باقی ہیں۔

Scanned with CamScanner

نواں باب

عباداتِ صحابہ کرامؓ

ہمیشہ باوضو رہنا.......... جب سے میں اسلام لایا ہوں ہر نماز کے وقت باوضو رہتا ہوں۔

از عدی بن حاتمؓ

مسواک کا التزام.......... زید بن ارقمؓ ہمیشہ قلم کی طرح مسواک کان پر رکھتے تھے۔

(ابوداؤد)

نماز پنجگانہ.......... سفیان ثوری کا قول ہے.......... ''صحابہ کرامؓ بیع وشراء کرتے تھے لیکن نماز باجماعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں......: میں ایک بازار میں گیا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا، تمام صحابہ کرامؓ دکانیں بند کر کے مسجد میں چلے گئے۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی......

''رِجالٌ لاتُلھِیھِم تِجارۃٌ ولابیعٌ عن ذکرِاللہ''

صحابہ کرامؓ ایسے لوگ ہیں جن کے کاروبار انہیں خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔

(فتح الباری)

نماز جمعہ کا اہتمام..........

صحابہ کرامؓ نماز جمعہ کا بہت اہتمام کرتے تھے، اول وقت میں مسجد میں جاتے، غسل، خوشبو، اور صاف ستھرے کپڑوں کے ساتھ جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔

حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے کہ اس حالت میں حضرت عثمانؓ آ گئے بولے، یہ آنے کا وقت ہے، فرمایا، بازار سے پلٹا تو اذان سنی اور وضو کر کے چلا آیا۔

امیر المومنین نے فرمایا..........: یہ بھی قابل اعتراض بات ہے، صرف وضو کیا حالانکہ تمہیں

معلوم ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیتے تھے۔ (موطا امام مالک)

نوافل چاشت

☆ حضرت ابوہریرہؓ اور ابوالدرداءؓ چاشت کی نماز کا التزام کرتے تھے۔ (بخاری)

☆ ایک بار مدینہ میں چاند گرہن ہوا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے دو رکعت نفل ادا کی۔

☆ حضرت عائشہؓ نماز چاشت کا التزام کرتی تھی

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سفر میں سواری پر بیٹھے بیٹھے نوافل پڑھا کرتے تھے (مسلم)

تہجد و نماز شب

صحابہ کرامؓ ساری ساری رات عبادت میں گزارتے تھے

☆ ایک بار حضرت خاتم المرسلین ﷺ مسجد میں معتکف تھے صحابہ کرامؓ بھی مصروف نماز تھے وہ اس قدر بلند آواز کیسا تھ قرأت کرتے تھے کہ حضرت خاتم الانبیا ﷺ نے پردہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: تم میں سے ہر شخص خدا کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے اتنا نہ چلاؤ کہ ایک سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔

☆ ایک روز رات میں حضور ﷺ گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ پست آواز کے ساتھ نماز میں قرءات کرتے ہوئے نظر آئے تو حضرت عمرؓ نہایت بلند آواز کے سے قرات کرتے ہوئے نظر آئے دونوں پر لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ نماز میں تمہاری آواز پست تھی۔ بولے یا رسول اللہ...... جس سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس کے کان میں آواز پہنچ گئی، حضرت عمرؓ بولے ''میں بلند آواز سے لوگوں کو جگاتا اور شیطان کو دور بھگاتا تھا۔

(ابوداؤد)

صحابہ کرامؓ کی شب بیداری پر قرآن کا بیان ملاحظہ ہو! کَانُوا قَلِیلاً مِّنَ الَّیلِ مَا یَھجَعُون۔

یہ لوگ (عبادت میں مشغول رہتے ہیں) راتوں کو بہت کم سوتے ہیں۔ ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں، وہ لوگ خوف اور رجاء میں خدا کو پکارتے ہیں۔

قیام رمضان ...... حضرت عمرؓ نے جب تراویح کا باجماعت کر دیا تو امام ایک ایک رکعت میں ۱۰۰ آیتیں پڑھتا تھا، چنانچہ صحابہ کرامؓ سحر کے وقت فارغ ہوتے تھے۔ (موطا امام مالک)

پابندی وقت نماز .... صحابہ کرامؓ نماز کے اوقات کی سخت پابندی کرتے تھے، مشکل سے مشکل کام ان کو نماز سے غافل نہ کر سکتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مکہ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، لیکن جب اس نے تاخیر کرنا شروع کی تو مکہ سے نکل آئے۔ (طبقات ابن سعد)

پابندی جماعت ...... ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت سے صرف مشہور منافق ہی الگ رہتا تھا، ورنہ بعض لوگوں کی حالت یہ تھی کہ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں آ کر شریک جماعت ہوتے تھے۔ (نسائی کتاب الامامۃ)

اگرچہ رسول اللہؐ نے عام حکم دے دیا تھا کہ بارش اور اندھیری میں لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں، لیکن صحابہ کرامؓ کو آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ ایک دن پانی برس رہا تھا اور سخت اندھیری چھائی ہوئی تھی، کئی صحابہ کرامؓ اس غرض سے نکلے کہ چل کر آپ کے ساتھ نماز ادا کریں۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

☆ ایک صحابیؓ کا گھر مدینے کے انتہائی کنارے پر تھا، لیکن ہر وقت کی نماز رسول اللہؐ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک صحابیؓ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور کہنے لگا کاش تم ایک گدھا خرید لیتے، جو زمیں کی ٹھوکر، سانپ، بچھو سے تم کو محفوظ رکھتا، بولے میں حضورؐ کے گھر کے قریب

رہنا نہیں چاہتا، کیونکہ مجھ کو اپنے ہر نقش قدم کے ثواب کی توقع ہے۔

☆ ایک رات رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام پیش آ گیا۔ اس لئے عشاء کی نماز میں بہت تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ سو گئے، پھر جاگے، پھر سوئے، پھر اٹھے، پھر نیند آ گئی، آپ کاشانہ نبوتؐ سے برآمد ہوئے تو ارشاد فرمایا: آج دنیا میں تمہارے سوا کوئی دوسرا نماز کا انتظار کرنے والا نہیں۔ (ابوداؤد)

نماز میں خشوع و خضوع ...... ☆ حضرت عمرؓ نماز میں اس شدت سے روتے کہ پچھلی صف کے لوگ رونے کی آواز سنتے۔

☆ حضرت تمیم داریؓ ایک رات تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت "ام حسب الذین اجترحو السّیات" کی قرآت میں صبح کر دی، اسی کو بار بار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے۔ سجدے میں جاتے تھے۔ (اسد الغابہ)

☆ عمر فاروقؓ چادر سے ڈھانپ دیئے گئے، مسدر بن مخرمہؓ نے کہا...... نماز کا وقت ہے امیر المومنینؓ! آپ کے زخموں سے خون نہہ رہا تھا اور بستر مرگ پر جاں بلب تھے۔ فرمایا: ہاں میرے اللہ اس وقت مجھے اٹھنا ہی ہے اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، جس نے نماز ترک کر دی، اس کے بعد آپؓ نے نماز پڑھی۔ (الہیثمی ج ۲ ص ۲۹۵)

☆ نائلہؓ رو کر کہنے لگی ...... تم اس شخص کے قتل کا ارادہ کرتے ہو جو ایک رکعت میں ہر رات قرآن ختم کرتا ہے۔ مگر بلوائی حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کا ارادہ کر کے آئے تھے اور انہوں نے امام مظلومؓ کو شہید کر دیا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ نے فرماتے ہیں، جب میری بینائی جاتی رہی...... تو حکیم نے کہا...... سات دن چت لیٹنا پڑے گا۔ آپؓ نے دریافت فرمایا: کیا نماز چھوڑنا ہو گی؟ حکیم نے کہا...... ہاں...... ابن عباسؓ نے فرمایا...... حضور ﷺ کا فرمان ہے...... جس نے نماز چھوڑ دی وہ خدا

سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہوں گے، لہٰذا...... مجھے اس علاج سے قاصر سمجھا جائے ......اور وہ حکیم چلا گیا۔

☆ علی بن ابی جمیلہ کے مطابق ابن عباسؓ ہر دن ایک ہزار سجدہ کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نفلی روزہ صرف اس لئے نہ رکھتے تھے کہ میں نماز کے لیے کمزور ہو جاتا ہوں، اور وہ مجھے زیادہ محبوب ہے، ہاں مگر...... ہر ماہ تین نفلی روزے ضرور رکھتے تھے۔ (الہیثمی ص۲۵۸ج۲)

☆ حضور ﷺ بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ چل دیئے، مسجد نبوی میں رات کے وقت صحابہ کرامؓ تلاوت کرتے تھے، جونہی اسلمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ کی پرسوز اور خوش الحان آواز سنائی دی، حضرت خاتم المرسلین ﷺ جھوم گئے اور فرمایا ....: تمام تعریفیں ایسے اللہ کے لئے ہیں ،جس نے میری امت میں ایسا خوش الحان بنایا۔ (الحاکم)

☆ ابوہریرہؓ، ان کا خادم اور ان کی بیوی ایک دوسرے کے بعد تہائی تہائی رات میں اٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ ابوعثمان نہدیؒ کا بیان ہے......سات روز ان کے یہاں مہمان رہا اور یہی منظر دیکھا۔

☆ ابن زبیرؓ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ (اسماءؓ کا بیان)

☆ یہ تیر نماز کی حالت میں ران سے کھینچا جا سکتا ہے۔ (حضرت فاطمہؓ کا کہا)

حکیم نے پوچھا......علیؓ کب نماز پڑھیں گے؟...... حضرت فاطمہؓ نے کہا......شام کے وقت ...... چنانچہ حکیم نے حضرت علیؓ کے جسم میں پیوست شدہ تیر نماز کی حالت میں نکالا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

☆ خون بہتا جا رہا تھا، مگر صحابیؓ نماز کے کیف و سرور میں مست تھا، جونہی تیروں کی بارش تیز ہوئی، اسے خیال آیا کہ ہمیں حضور ﷺ نے بطور حفاظت وادی میں مقرر کیا ہے، دشمن سر پر

آن پہنچا۔ صحابیؓ نے نماز ختم کی اور دوسرے ساتھی کو غیظ میں دیکھ کر گویا ہوئے...... میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، ایسا نشہ طاری تھا، تیروں کی بارش اور خون کے چشمے کا اندازہ نہ کر سکا۔ چنانچہ وہ انصاری اور مہاجر دونوں مسلم فوجوں میں پہنچے اور دشمن کی آمد کی اطلاع دی۔

ابو طلحہؓ نے سارا باغ صدقہ کر دیا...... عبداللہ بن ابی کبیر کا بیان ہے۔

ابو طلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک چڑیا کے چکر لگانے پر ان کی نظریں نماز سے ہٹ گئی اور یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ وہ فراغت صلوٰۃ کے بعد سیدھے دربار رسالتؐ میں پہنچے اور کہا اس باغ نے میری عبادت میں خلل ڈالا، یہ صدقہ ہے، جہاں چاہیں خرچ کریں۔ (حیاۃ الصحابہ کرامؓ ص۱۱۳ج۳)

ادائیگی زکوٰۃ......صحابہ کرامؓ کے یہاں مالی عبادات میں ادائیگی زکوٰۃ سب سے مقدم چیز تھی۔ وہ اگرچہ مفلس اور نادار تھے، مگر جب بھی ان کے پاس کچھ نہ کچھ جمع ہوتا وہ راہِ حق میں لٹانے کے لیے تیار رہتے۔

جب کھجوروں کی فصل تیار ہوئی تو تمام صحابہ کرامؓ زکوٰۃ کی کھجوریں لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ کے گرد کھجوروں کا ڈھیر لگا دیتے۔ صحابہ کرامؓ چاندی میں ساڑھے باون تولے اور سونے میں ساڑھے سات تولے پر زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

☆ ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، آپؐ نے فرمایا: اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟...... بولی نہیں......فرمایا......کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے بدلے تمہارے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے جائیں۔ انہوں نے فوراً آپؐ کے سامنے ڈال دیئے اور کہا یہ خدا اور رسول کا مال ہے۔ (ابوداؤ کتاب الزکوٰۃ)

اسی طرح تمام صحابہ کرامؓ اسلام کے اس اہم فریضہ میں کبھی کوتاہی نہ کرتے تھے۔ سال مکمل ہوتے ہی تمام تجارتی جائیداد کا حساب لگایا جاتا اور جس قدر رقم بنتی پائی جاتی بیت المال میں روانہ کی جاتی۔

صدقات و خیرات میں مسابقت ...... ابو مسعودؓ انصاری سے روایت ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ بازاروں میں جاتے محنت و مزدوری میں جو کچھ ملتا اس کو صدقہ کر دیتے۔ (بخاری کتاب الوکالہ)

☆ حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے، انہیں یہاں سے پانچ ہزار درہم وظیفہ ملتا تھا، بیت المام سے جب یہ رقم ملتی تو کل کی کل رقم خیرات کر دیتے اور خود اپنے کسب سے روزی کماتے تھے۔ (استیعاب تذکرہ سلمانؓ)

☆ حضرت زبیر بن عوامؓ کے ہزار غلام تھے وہ جو کما کر لاتے تھے تو کل رقم صدقہ کر دیتے تھے۔

☆ حضرت اسماءؓ نے ایک لونڈی فروخت کی اس کی رقم وہ گود میں لئے بیٹھی تھیں، ان کے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور قیمت دیکھ کر کہا، مجھے دے دو، وہ بولیں ...... میں نے تو اسے صدقہ کر دیا۔

صحابہ کرامؓ کی فیاضی اور سخاوت کے بیشتر واقعات اسی کتاب میں "صحابہ کرامؓ خوشحالی میں" کے عنوان میں موجود ہیں۔

ادائیگی فریضہ صیام ......:۔ صحابہ کرامؓ کے یہاں فرض روزوں کا نہایت سختی سے اہتمام کیا جاتا تھا، اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ایک صحابیؓ نے روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت کر لی، تو اس قدر بدحواس ہوئے کہ رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ "میں ہلاک ہوگیا"۔ (بحوالہ اسوہ صحابہ کرامؓ)

☆ حالت سفر میں اگرچہ روزہ فرض نہیں ہے، تاہم صحابہ کرامؓ حالت سفر میں بھی اس فریضہ کو

ترک نہ کرتے تھے۔ فرض روزوں کے علاوہ دسویں محرم کا روزہ، جمعرات اور سوموار کا روزہ ہر مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں (ایام بیض) روزہ رکھنا صحابہ کرامؓ کے یہاں معمول تھا۔

☆ روایات کے مطابق بعض صحابہ کرامؓ ایک دن چھوڑ کر روزہ کا اہتمام کرتے تھے، مثلاً عبداللہ بن زبیرؓ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ حضرت اسامہؓ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

☆ ابوامامہؓ، اور حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ صائم الدہر تھے، اسی طرح حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت ابوطلحہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو نفلی روزوں کا نہایت اشتیاق رہتا تھا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کو بچوں سے روزے رکھوانے کا بہت شوق تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک بدمست کو رمضان میں یہ کہہ کر سزا دی۔ "ہمارے بچے روزہ رکھتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے"۔ (بخاری کتاب الصوم)

اعتکاف ......:۔ ایک بار رسول اللہؐ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی تو تمام صحابہ کرامؓ بھی آپ کے ساتھ معتکف ہوئے۔ (مسلم کتاب الصوم)

ادائیگی فریضہ حج ......:۔ حج اسلام کے فرائض میں سے ہیں، تمام عمر میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔

☆ بعض صحابہ کرامؓ ہر سال حج کرتے تھے۔

☆ عبداللہ بن عمرؓ سخت سے سخت خطرے کی حالت میں بھی حج کو قضا نہیں کرتے تھے۔ مثلاً حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لڑائی میں بھی اس کو نہ چھوڑا۔

☆ حضرت اسماءؓ بنت عمیس سفر حج میں حاملہ تھیں، مقام ذوالحلیفہ میں انہیں وضع حمل ہوگیا تاہم یہ حج میں شریک ہوئیں۔

☆ تمام خلفاءؓ اپنے زمانے باالالتزام حج کرتے اور امیر الحج ہوتے تھے۔ (حضرت عثمانؓ آخیر

Scanned with CamScanner

سال میں بلوائیوں کے محاصرہ کے باعث شریک حج نہ ہو سکے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ کر دیا۔)

صحابہ کرامؓ حج کی طرح عمرہ بھی کرتے تھے۔اپنے والدین اور اقارب کی جانب سے بھی ان میں حج کا رواج تھا۔ حج میں صحابہ کرامؓ نہایت ذوق وشوق سے قربانی کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

ادائیگی فریضہ جہاد......۔صحابہ کرامؓ کے شوق جہاد پر غیر مسلم ہدیہ تبریک پیش کیے بغیر نہ رہ سکے۔ جوں ہی کسی میدان میں جنگ کا طبل بجتا، ان کا عشق مچلتا جاتا تھا، ان کے جرات وہمت سے معمور عزائم بے خود ہو کر نا قابل فراموش بہادری کے نقوش چھوڑتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کے بچے اور ان کی عورتیں ہر میدان جنگ میں خدمات کے لئے ہر دم تیار رہتی تھی۔

صحابہ کرامؓ کے شوق جہاد سے متعلق چند واقعات ملاحظہ ہوں:

☆ سعد بن ہشام نے بیوی کا طلاق دینے اور تمام جائداد فروخت کر کے جہاد کے لیے ہتھیار خریدنے کا ارادہ کیا تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے منع فرمایا......اسی طرح چھ دوسرے صحابہ کرامؓ کو بھی آپؐ نے یہی فرمایا۔

☆ ایک صحابیؓ نہایت کمزور اور ناتواں تھے، نقاہت نے ان کو چلنے پھرنے تک سے معذور کر دیا تھا، تاہم جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے جہاد کا عام اعلان فرمایا تو وہ بھی جہاد میں شریک ہوئے اور ایک خادم کو یومیہ (تین دینار) پر اپنی خدمت کے لئے ساتھ لے گئے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

☆ حضرت زبیرؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے حضرت عثمانؓ کے عہد تک برابر ہر جہاد میں شریک رہے۔

☆ ایک بدو ایمان لایا تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک غزوہ میں شریک ہوا، مال غنیمت ہاتھ آیا، تو

صحابہ کرامؓ نے اس کا حصہ اسے سپرد کرنا چاہا، وہ کہنے لگا:

"میں اس لئے ایمان نہیں لایا، بلکہ میں اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ میرے حلق میں تیر گھسے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں"۔دفعۃً ایک تیر آیا اور اس کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ اس کا لاشہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے جنت کی بشارت دی اور کفن کے لئے اپنا جبہ پیش کیا۔ (نسائی کتاب الجنائز)

☆ حضرت انسؓ کے چچا غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو بعد میں شرکت نہ کرنے کا قلق رہتا تھا۔ بالآخر غزوہ احد میں شریک ہوئے اور نیزوں، تلواروں اور تیروں کے اسی زخم کھا کر شہید ہو گئے۔

☆ عمرو بن الجموعؓ لنگڑے صحابیؓ تھے۔غزوہ بدر میں بیٹوں نے جنگ میں شریک نہ ہونے دیا تو احد میں باصرار شریک ہوئے اور شہادت کا طوق پہن گئے۔

اس طرح حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ ۲۷ غزوات میں صحابہ کرامؓ کی شرکت، ۳۵ سرایا میں صحابہ کرامؓ کی جاں نثاری اور روم وفارس کے معرکوں میں صحابہ کرامؓ کی ایمان افروز داستانیں یہ سب کے سب واقعات صحابہ کرامؓ کے شوق جہاد کی بدولت معرض شہود میں آئے۔

صحابہ کرامؓ کا عمل بالقرآن ......:صحابہ کرام کرامؓ کا ہر فعل قرآن وسنت کے عین مطابق ہوتا تھا۔ جونہی کوئی بات قرآن کے خلاف دیکھتے، گویا کہ غم کا پہاڑ ان کے سروں پر ٹوٹ پڑتا تھا۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اَلّذِینَ یَکنِزونَ الذّھَبَ والفضّہ وَلاینفقونَھا فی سَبیلِ الله

جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو سخت عذاب کی بشارت دو۔

تو تمام صحابہ کرامؓ پر گویا ایک مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کی بدحواسی کا

Scanned with CamScanner

یہ عالم دیکھ کر کہا ''میں تمہاری مشکل کو حل کرتا ہوں''، چنانچہ آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحابہ کرامؓ کی سخت پریشانی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ آیت زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت برتنے والے کے لئے ہے''۔ اس پر حضرت عمرؓ نے نعرہ مارا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

☆ حضرت مالکؓ نے یہ آیت سنی تو شام تک اپنی تمام دولت اللہ کے راستے میں خیرات کر دی۔ (اسد الغابہ)

☆ زمانہ جاہلیت میں عرب کی عورتیں دوپٹہ اوڑھتی تھیں تو سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا لیکن قرآن کریم نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا......:

وَلْيَضْرِبنَ بِخُمرِهِنَّ علىٰ جيوبِهِنّ.

عورتوں کو چاہئے اپنے دوپٹوں کو سینوں پر ڈالے رکھیں۔

یہ آیت جونہی نازل ہوئی صحابیہ عورتیں اپنی چادروں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے اور انہوں نے اپنے سروں کو اس طرح چھپالیا کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق اُن کے سروں پر کوے بیٹھے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد کتاب اللباس)

جب یہ آیت نازل ہوئی......

يَاايّها الّذينَ امنوا لاترفعوا اصواتكم فوقَ النّبي .

''مسلمانو! پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو''، تو حضرت عمرؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے سامنے اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ اُن کی بات سننے میں نہیں آتی تھی۔ (ترمذی)

جب یہ آیت نازل ہوئی......:

يَاايّها الّذين امنوا انّما الخمرُ والمَيسِرُ والانصابُ والازلامُ رجسٌ من عمل الشيطٰن .

اے ایمان والو! شراب پلید چیز ہے اور شیطان کا کام ہے۔

تو صحابہ کرامؓ نے مدینہ کی گلیوں میں شراب کے مٹکے لنڈھا دیئے اور پورے شہر میں شراب ہی شراب بہہ رہی تھی۔

عیینہ بن حصن حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، آپؓ ہم کو خوب عطیہ نہیں دیتے اور ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے۔ حضرت عمرؓ نے اس گستاخی پر انہیں سزا دینا چاہی تو حر بن قیس نے یہ آیت پڑھی......:

خُذِالعفوَ وامُر باالمعروفِ واعرِض عن الجاهلين

درگذر کا شیوہ اختیار کر اور نیکی کا حکم دے، جاہلوں سے کنارہ کش رہ۔

اور حر نے کہا...... یہ بھی ایک جاہل ہے...... حضرت عمرؓ فوراً رک گئے۔ امام بخاری کا بیان ہے:

''خدا کی کتاب کے سامنے حضرت عمرؓ فوراً رک جاتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کا عمل بالسنۃ......:-

صحابہ کرامؓ کی زندگی کا خمیر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اسوہ حسنہ سے تیار ہوا تھا، ان کا ہر قول و عمل حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے کردار کی تصویر تھی۔ عبادات، معاملات، تجارت، سیاست، عدالت، معاشرت، القصہ...... ان کی ہر ادا سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی سنت جھلکتی تھی...... چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اتباع سنت میں ممتاز تھے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ حج پر تشریف لے گئے، راستے میں جہاں جہاں آپ نے قیام کیا اور جس جس جگہ نماز ادا فرمائی، سفر میں آپ کا جو معمول ہوا، عبداللہ بن عمرؓ آخر زندگی تک ہمیشہ اسی طرح حج پر تشریف لے جاتے اور آپ کی ہر جگہ کی ہر سنت پر عمل کرتے تھے۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ سبتی جوتی پہنتے، زرد رنگ کا خضاب لگاتے، یوم الترویح کو احرام

Scanned with CamScanner

باندھتے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بھی یہی معمول بن گیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب المناسک)

☆ ابولدرداءؓ جب کوئی بات کہتے تھے تو مسکرا دیتے تھے اور فرماتے تھے...... میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا جب کوئی بات کہتے تھے تو مسکرا دیتے تھے (مسند ابن حنبل)

☆ حضرت علیؓ سوار ہونے گئے تو بسم اللہ کہا، پشت پر پہنچ کر الحمد للہ کہا اور پھر یہ آیت پڑھی
.... وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ.
پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر اور آخر میں فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا تھا۔

☆ ایک صحابیؓ آپ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ کی قمیص کا تکمہ کھلا ہوا ہے، آپ کی تقلید میں انہوں نے عمر بھر قمیض کا تکمہ کھلا رکھا اور اس میں سردی اور گرمی کی کچھ پروانہ کی۔ (مسند احمد)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب غسل جنابت کرتے تو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سات بار پانی ڈالتے پھر شرمگاہ کو دھوتے اور ان تمام مراتب کے بعد وضو کر کے تمام جسم پر پانی ڈال کر کہتے کہ "رسول اللہؐ اسی طرح غسل فرماتے تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی ہر عبادت کو بغور دیکھتے اور اسی طرح عمل کرتے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نفلی روزے رکھتے، تو صحابہ کرامؓ نے بھی نفلی روزے شروع کردیئے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے تہجد کا التزام کیا تو صحابہ کرامؓ نے بھی التزام کیا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے مریضوں کی عیادت کی تو صحابہ کرامؓ نے بھی اس پر عمل کیا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے غزوات میں فوجوں کی ترتیب میں جو طرز اختیار کیا صحابہ کرامؓ نے اس کو نشان راہ بنایا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے غیر ملکوں سے معاہدے کیئے غیر مسلموں سے حسن سلوک کیا، بچوں، بوڑھوں اور اپاہجوں پر رحم کیا تو صحابہ کرامؓ نے بھی بعینہ اسی طرح کیا

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فریضہ جہاد، فریضہ حج، زکوٰۃ، روزہ اور نماز میں جن چیزوں کی تاکید فرمائی اور اپنے عمل سے جن کو حجت بنایا صحابہ کرامؓ نے پوری زندگی ان طریقوں سے انحراف نہ کیا۔

حرام چیزوں سے اجتناب

اکل حرام سے نفرت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام نے ناجائز طریقے سے کچھ مال پایا، انہوں نے اس سے طعام کا اہتمام کیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ حرام طریقے سے کمایا گیا ہے، آپ نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ کھایا تھا قے کر ڈالا۔ (بخاری)

صحابہ کرامؓ نے یتیم بچوں کی چیزوں کو صرف شبہ میں الگ کر دیا تھا کہ ان کا مال ہمارے حلق سے نیچے نہ اترے۔

قتل مومن سے اجتناب۔

☆ حضرت عمرؓ پر ایک عجمی غلام نے قاتلانہ حملہ کیا تو انہوں نے حضرت عباسؓ سے شکایت کی کہ تم ہی لوگوں نے ان غلاموں سے دنیا کو بھر دیا ہے بولے اگر حکم ہو تو سب کو قتل کر دیں۔ فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا وہ تمہاری طرح نماز پڑھتے ہیں تمہاری زبان بولتے ہیں اور تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔
(بخاری کتاب المناسک)

سود خوری سے اجتناب۔

ایک شخص حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئے تو انہوں نے ان کے ساتھ نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا اور کہا کہ آپ کاروباری ملک میں رہتے ہیں اس لئے اگر

Scanned with CamScanner

آپ پر کسی کا قرض آتا ہو اور آپکے یہاں ایک معمولی شے بھی ہدیہ بھیجے تو اسے قبول نہ کیجیے گا کیونکہ یہ سود ہے۔

اس طرح ایک جنس کو دوسری جنس کے بدلے میں ادھار لینا اور زیادتی پر قرض دینا تمام سود ہے۔ صحابہ کرامؓ خود بھی اس سے بچتے تھے اور دوسروں کو اس سے محفوظ رہنے کی تاکید کرتے تھے۔

شراب نوشی سے اجتناب۔

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں ابوعبیدہؓ، ابوطلحہؓ اور ابی ابن کعبؓ کو شراب پلا رہا تھا کہ اسی حالت میں ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی، ابوطلحہؓ نے فوراً کہا کہ انسؓ، اٹھو! اور شراب گرا دو۔ (بخاری کتاب التفسیر)

بدکاری سے اجتناب

اسلام آیا تو عرب کے معاشرے نے عصمت وعفت کی شفاف چادر اوڑھ لی، اور گناہ ومعصیت سا اس طرح بچنے لگے گویا کہ انہیں اس گناہ کا تصور نہیں رہا۔

☆ ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک بدبو سے بھر جائے لیکن یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی عورت کی خوشبو آئے۔ (طبقات ابن سعد)

☆ مرثد بن ابی مرثد غفوریؓ مکہ کے مسلمانوں کو مدینہ روانہ کرنے کے لیے آئے تو وہاں ان کی آشنا ایک طوائف تھی، جس کا نام عناق تھا۔ وہ نکلی تھیں اپنے سابقہ عاشق کو دیکھ کر مچل گئی اور کہا آج میرے گھر میں شب باشی کرو۔ لیکن انہوں نے معذرت کی کہ زنا اب حرام ہوگیا، اس نے شور وغل کیا تو بھاگ کر ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے، کفار نے وہاں تک تعاقب کیا لیکن خدا نے انہیں بچا لیا۔ (نسائی کتاب النکاح)

☆ ایک صحابیہؓ جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہ تھی، ایک شخص نے انہیں اپنی

طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں ''بھائی: جاہلیت کا وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا۔

راگ باجے سے اجتناب

☆ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ نے طبل کی آواز سنی تو کان بند کر لئے اور فرمایا: رسول اللہؐ ایسا ہی کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

☆ ایک مرتبہ ایک گھر میں تقریب تھی اور ایک شخص گردن ہلا ہلا کر گا رہا تھا، حضرت عائشہؓ نے دیکھا تو بولیں ''اف یہ شیطان ہے اس کو نکالو اس کو نکالو۔''

مشتبہات سے اجتناب

ابوطلحہؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ان کے نیچے سے ایک چادر نکال لے، حضرت سہل بن حنیفؓ پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے ''کیوں'' فرمایا، اس میں تصویر بنی ہوئی ہے اور تصویر کے متعلق رسول اللہؐ نے جو فرمایا وہ تم کو معلوم ہے ''بولے'' لیکن آپؐ نے کپڑے میں بنی ہوئی تصویر کی ممانعت تو نہیں فرمائی، بولے ہاں ''لیکن یہ میرے دل کا اطمینان اسی طرح ہوگا''۔

ذکر الٰہی

ایک دن حضرت امیر معاویہؓ مسجد میں آئے تو دیکھا لوگوں کا حلقہ ذکر قائم ہے، ''بولے'' کیوں بیٹھے ہو، لوگوں نے جواب دیا کہ ذکر الٰہی کرتے ہیں پھر فرمایا، کہ صرف اسی لئے بیٹھے ہو، جواب ملا...... ہاں، صرف اسی کے لئے، فرمایا: ایک بار رسول اللہؐ نے حلقہ ذکر دیکھا تو اسی طرح کا سوال کیا اور جواب ملنے پر فرمایا: ''میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور خبر دی کہ اللہ تعالٰی تمہارے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

خوف قیامت

جب یہ آیت نازل ہوئی: یاایّھاالناس اتّقوا ربّکم انّ زلزلۃ الساعۃ الخ

Scanned with CamScanner

لوگو......! اپنے خدا سے ڈرو، کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی مصیبت ہوگی۔ تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے خطاب کر کے فرمایا: ''جانتے ہو یہ کون سا دن ہے! یہ وہ دن ہے جب خدا آدمؑ سے کہے گا آگ کی فوج بھیجو وہ کہیں گے خداوند، آگ کی فوج کون سی ہے؟...... خدا کہے گا'' ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں جھونکے جائیں گے اور جنت میں صرف ایک''۔ تمام صحابہ کرامؓ یہ سن کر بے اختیار رو پڑے۔

☆''خدا کی قسم اگر زمین کی سطح پر سونا بکھیر دیا جائے تو میں اس کو دے کر عذاب الٰہی سے بچنے کو ترجیح دوں گا۔'' حضرت عمرؓ نے مرض الموت میں فرمایا۔

خوف عذاب قبر

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کی آزمائش اور امتحان پر خطبہ دیا تو تمام صحابہ کرامؓ چیخ اٹھے۔ صحابہ کرامؓ کے سامنے جب قبر کا ذکر ہوتا تو ان پر رقت طاری ہو جاتی۔

گریہ و بکا

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا: ''جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ''۔ (اسد الغابہ)

ایک بار انہوں نے حضرت عمیرؓ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ.

''اس دن لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔''

تو اس قدر روئے کہ ڈاڑھی اور گریبان دونوں تر ہوگئے۔ (طبقات ابن سعد)

محبت صرف خدا کے لئے

ایک صحابیؓ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا...... میرے دو بھائی تھے اور میں ایک

سے صرف خدا کے لئے محبت اور دوسرے سے صرف خدا کے لئے بغض رکھتا تھا۔ (اسد الغابہ)

صحابہ کرامؓ کے تمام تعلقات کی اساس اسلامی رشتہ تھا۔ ان کی محبت اور نرمی صرف اسلام کے لئے ہوتی تھی۔

بغض صرف خدا کے لئے

حضرت عمرؓ نے بدر کے قیدیوں سے متعلق فرمایا: ان میں سے ہر ایک کو اس کے مسلمان رشتہ دار کے سپرد کرایا جائے اور وہ خود اس کو اپنی تلوار سے کاٹ دے، میں حقیقی ماموں ''عاص بن وائل'' کو اول ذبح کرنے کے لیے تیار ہوں۔

یعنی یہ اسلامی اور خدائی تعلق کی شدت تھی کہ جو خدا کے قانون اور نظام کا باغی ہے، خواہ وہ کسی بھی رشتہ سے متعلق ہے، صحابہ کرامؓ کے یہاں اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تھی۔

☆ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ میری ایک بیوی تھی اور اس سے دو چاند جیسے بیٹے تھے وہ میری محبوب تھی، لیکن ایک رات وہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہہ رہی تھی، اس سے میرے تمام تعلقات ختم ہوگئے اور میں نے کلہاڑی اٹھا کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ (ابوداؤد)

شوق حصول ثواب

صحابہ کرامؓ کا سب سے زیادہ شوق حصول ثواب آخرت تھا۔ حضرت مالک بن عبداللہؓ نے حبیب بن سلمہؓ کو دیکھا کہ گھوڑا ساتھ ہے اور خود پیدل جا رہے ہیں۔ بولے، جب خدا نے سواری دی ہے تو سوار کیوں نہیں ہوتے، بولے، رسول اللہؐ نے فرمایا......: کہ خدا کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہوجائیں، خدا اس پر آگ حرام کر دیتا ہے۔ (نسائی کتاب اندام)

ایک اور واقعہ سے بھی حضرت جابرؓ اسی طرح کا ایک واقعہ آیا ہے کہ وہ دھوپ میں خچر کو ہانکتے جا رہے تھے، راستے میں فوج سے ان کی ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا: سوار کیوں نہیں ہوتے؟

Scanned with CamScanner

...... بولے: رسول اللہؐ نے فرمایا: جس شخص کے پاؤں راہ حق میں غبار آلود ہو جائیں، اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام کر دیتا ہے۔'' یہ سن کر تمام فوج گھوڑوں سے نیچے اتر گئی۔ (مسند ابوداؤد طیالسی)

حصول برکات رسول اللہ ﷺ

صحابہ کرامؓ کے یہاں جو بچہ پیدا ہوتا وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا، آپؐ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور دعا دیتے، اسی طرح پھل پختہ ہوتے، تو پہلا پھل آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے، آپؐ برکت کی دعا فرماتے اور سب سے چھوٹا جو موجود ہوتا، اس کو دے دیتے۔

حضرت بلالؓ نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو تمام صحابہ کرامؓ نے اسے جھپٹ لیا

ایک مرتبہ آپؐ سر منڈا رہے تھے، صحابہ کرامؓ نے آپ کو دیکھا حجام سر مونڈھ جاتا تھا اور صحابہ کرامؓ اوپر ہی اوپر بالوں کو اچکتے جاتے تھے۔ (مسلم کتاب الفضائل)

☆ نماز فجر کے بعد صحابہ کرامؓ برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے تو آپؐ ان میں دست مبارک ڈال کر دیتے، وہ متبرک ہو جاتا۔ (مسلم کتاب الفضائل)

محافظت یادگار رسول اللہ ﷺ (از اسوہ صحابہ کرامؓ)

غزوہ خیبر میں ایک صحابیہؓ کو خود اپنے دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھی کہ عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کیا جائے۔

حضرت عائشہؓ کے پاس آپ ﷺ کا مرض الموت کا لباس اور ایک جبہ۔ ...... حضرت ام سلمہؓ کے پاس حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بال مبارک ...... حضرت عثمانؓ کے پاس ...... آپ کی انگوٹھی ...... حضرت انس بن مالکؓ کے پاس ...... پانی کا پیالہ ...... حضرت شفا بنت عبد اللہؓ کے پاس ...... دوپہر کا بستر ...... حضرت ام سلمہؓ کے پاس ...... ایک مشکیزہ جس کے دھانے پر

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے منہ لگایا تھا ...... حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ...... قمیض، تہبند ایک چادر اور چند موئے مبارک۔ (انہوں نے یہ چیزیں اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کی تھی (نزہتہ الابرار) ...... مسور بن مخرمہؓ کے پاس ایک یادگار تلوار ...... ایک صحابیؓ کے پاس ...... آپ کا سیاہ عمامہ۔ مذکورہ صحابہ کرامؓ نے یہ سب چیزیں حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے گہرے تعلق کی بنیاد پر ہی محفوظ کی تھیں۔

ادب رسول ﷺ

☆ صحابہ کرامؓ بغیر طہارت اور وضو کے آپؐ سے مصافحہ نہ کرتے تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ آپ کی مجلس میں نیاز مندی کی تصویر بن کر بیٹھتے تھے۔ (ابوداؤ)

☆ سفر میں آپؐ کے سامنے ہو جاتا تو صحابہ کرامؓ سواریوں سے اتر جاتے۔

☆ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے سامنے بلند آواز کرنا نہایت معیوب خیال کرتے تھے۔

☆ کوئی کلمہ آپ ﷺ کی ناگواری کا ان کی زبان سے نہ نکلتا تھا۔

☆ بچوں کے نام رکھنے، اور گھریلو امور تک میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اشاروں پر چلتے تھے۔

☆ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ کھانے میں آپؐ سے پہلے کھانے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاتے۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

جاں نثاری

عروہ بن مسعود ثقفی، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو صلح حدیبیہ میں کہا ...... میں آپؐ کے سامنے مخلوط چہرے دیکھتا رہا جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ...... ابوبکرؓ کے دل پر اس فقرے نے نشتر کا کام کیا ...... انہوں نے برہم ہو کر کہا ...... ''ہم اور آپ کو چھوڑ جائیں گے''؟۔ ملاحظہ ہو کہ ...... تمام صحابہ کرامؓ اسی جذبہ سے سرشار تھے۔

آپؐ سمندر میں کودنے کو کہیں تو ہم حاضر ہیں ۔ جنگ میں شرکت سے متعلق حضرت خاتم الانبیاءؐ نے رائے طلب کی تو سعد بن عبادہؓ نے انصار کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا...... ''یارسول اللہؐ......! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، آپ اگر سمندر میں کودنے کو کہیں، تو ہم حاضر ہیں، ہمارا ایک آدمی بھی گھر نہیں بیٹھے گا، ہم لڑائی سے بالکل نہیں ڈرتے ...... خدا ہماری طرف سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی کرے۔

غزوہ احد میں آپؐ نے ایک صحابیؓ کو حضرت سعد بن ربیعؓ انصاری کی تلاش میں روانہ فرمایا: وہ لاشوں کے درمیان ان کو ڈھونڈنے لگے، تو حضرت سعدؓ خود بول اٹھے: کیا کام ہے؟ جواب دیا کہ: رسول اللہؐ نے مجھے تمہارا پتہ لگانے ہی کے لئے بھیجا ہے...... بولے جاؤ، آپ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ میں نیزوں کے ۱۲ زخموں سے نڈھال پڑا ہوں اور اپنے قبیلے میں اعلان کردو کہ اگر رسول اللہؐ شہید ہوگئے اور تمہارے قبیلہ کا ایک شخص بھی زندہ رہا، تو خدا کے نزدیک ان کا کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ (موطا امام مالک)

اس سے بھی کہیں زیادہ جانثاری اور قربانی کے واقعات تاریخ کے افق پر چمک رہے ہیں۔ بخوف طوالت صرف ایک ایک مثال پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

خدمت رسول ﷺ

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپؐ کہیں جاتے تھے تو وہ پہلے آپؐ کی جوتیاں اٹھاتے پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے پھر آپؐ کا عصا دیتے، آپؐ اٹھتے تو پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے، عصا لے کر چلتے اور جگہ تک پہنچاتے، آپ نہاتے تو پردہ کراتے، آپؐ سوتے تو پہرہ دیتے، آپؐ سفر میں جاتے تو آپؐ کا بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ان کے

ساتھ ہوتا، اسی لئے وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے رفیق سفر کے طور پر مشہور تھے۔ (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت عتبہؓ سفر میں آپؐ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔ (ابوداؤد)

☆ حضرت انس بن مالکؓ کو بچپن ہی میں ان کی والدہ نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کردیا تھا، حضرت خاتم الانبیاءؐ کے خدام کی فہرست میں آپؐ کا نام نمایاں ہے۔

محبت رسول ﷺ

☆ حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں، جب آپؐ کا ذکر کرتیں تو فرط مسرت سے پکارتیں'' میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ ایک مرتبہ آپؐ نے بچا ہوا پانی عنایت فرمایا تو بولیں ''میں اگرچہ روزے سے ہوں لیکن آپؐ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتیں۔ (مسند احمد ۶۷)

☆ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی خوشی صحابہ کرامؓ کی خوشی اور آپؐ کا رنج صحابہ کرامؓ کا رنج تھا، آپؐ نے ایک مرتبہ ایک ماہ کے لیے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کی تو صحابہ کرامؓ نے مسجد میں آکر گریہ زاری شروع کردی۔ (مسلم کتاب الرضاع)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے دوستوں کو گوشت روٹی کھلایا تو رو پڑے اور کہا، رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا اور آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر روٹی کبھی نہیں کھائی۔ (شمائل ترمذی)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، جمعرات کا دن اور جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا، اس کے بعد اس قدر روئے کہ ڈاڑھی کے بال تر ہوگئے، سعید بن جبیرؓ نے دریافت کیا تو فرمایا: اس دن آپؐ کے مرض میں سختی پیش آئی تھی۔ (مسلم کتاب الرحمہ)

☆ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس میں گئے تو سب رو رہے تھے، سبب پوچھا، تو بولے، ہمیں حضور ﷺ کی ایک مجلس یاد آگئی۔ (کتاب المناقب۔ بخاری)

دسواں باب

تاریخ کے عہد ساز انسانوں (صحابہ کرامؓ) کی تہذیب وثقافت

طرز معیشت

مورخین یورپ کے خیال کے مطابق صحابہ کرامؓ کی معیشت کا تمام تر دارومدار صرف مال غنیمت رہ گیا تھا۔ یہ خیال بے بنیاد ہے دراصل صحابہ کرامؓ کا طرز ذریعہ معاش تجارت زراعت حرفت وغیرہ تھا۔ ان میں بڑے بڑے تاجر بھی تھے۔ زراعت پیشہ حیرت انگیز مالدار اور بے انتہا کاروباری لوگ بھی شامل تھے۔ ہاں معاشی بدحالی کے خوفناک تھپیڑے ضرور انہیں سہنا پڑے اور عسرت و تنگ حالی کی مشکلات اٹھانا پڑیں مگر وہ اس حالت میں بھی صبر شکر کے پیکر تھے۔ اور خوشی میں بھی ان کی خداخوفی میں سرموفرق نہ آیا۔

صحابہ کرامؓ معاشی تنگ دستی میں

☆ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی اسمٰؓ کا نکاح حضرت زبیرؓ سے ہوا وہ اس قدر مفلس تھے کہ شادی کے وقت گھر میں ایک گھوڑے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت اسمٰؓ خود اس گھوڑے کے چارے کا انتظام کرتیں۔

☆سلمان فارسیؓ کا اپنا مکان کوئی نہ تھا۔ وہ دیواروں درختوں کے سائیوں پڑے رہتے تھے۔

☆ پھر جب گھر بنایا تو گھر میں ایک پیالے اور ایک لوٹے کے سوا کچھ نہ تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ کے گھر کے کل سامان کی قیمت ۱۰۰ درہم سے زائد نہ تھی۔

☆ایک صحابیؓ نے ایک عورت سے شادی کرنا چاہی۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا، کچھ مہر کے لیے بھی ہے بولے یہ تہبند، آپ نے فرمایا اگر یہ تہبند تم نے اس کو دے دیا تو تمہاری

ستر پوشی کیسے ہوگی۔ کچھ اور تلاش کرو .... واپس آئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ کچھ نہیں ملا۔ حضرت خاتم الانبیا ﷺ نے قرآن کی چند آیتیں یاد ہونے پر نکاح پڑھا دیا۔

☆عبدالمطلب بن ربیعہؓ اور فضل بن عباسؓ خاندان نبوت سے تھے لیکن نکاح کا کوئی سامان نہ تھا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے اپنی جانب سے نکاح کا سامان کیا۔

☆حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح میں تو ایک زرہ کے سوا مہر کے لئے کچھ بھی نہ تھا، اسی لئے اس کو مہر میں دے دیا۔ ☆ حضرت علیؓ گھر میں آئے اور دیکھا کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ رو رہے ہیں۔ پوچھا...... فاطمہؓ! ان کے رونے کی وجہ؟ بولیں: یہ بھوک سے بے تاب ہیں اور کھانے کو کوئی چیز پاس نہیں ہے۔

☆مصعب بن عمیرؓ ناز و تنعم میں پلے تھے۔ مگر کلمہ پڑھا گھر سے نکال دیئے گئے، بوسیدہ پیوند شدہ کپڑے پہنتے تھے۔ اور احد کے میدان میں جب شہید ہوئے تو حضرت مصعبؓ کو جنگ احد میں کفن پورا نہیں آتا تھا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ پہلے والی ان کی مال داری کے تصور سے رو دیئے۔

☆ابوہریرہؓ بھوک کی تکلیف سے راہ گزر میں لیٹے ہوئے تھے، بالآخر حضورؐ تشریف لائے اور ساتھ لے گئے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ پی کر شکم سیر ہوئے۔

☆میدان خندق میں بھی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پیٹ پر پتھر بندھے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ بھی بھوک کے ستائے ہوئے تھے۔ کئی روز گزر گئے مگر ان کے عزم واستقلال اور جذبہ شوق جہاد میں سرموفرق نہ آیا۔

☆شعب بن ہاشم میں جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو نظر بند کیا گیا تو ۱۳۶ افراد (صحابہ کرامؓ) آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت خدیجہؓ کا بھائی ایک سیر جو روزانہ بھیجتا تھا، اسی پر ۱۳۶ افراد گزارا کرتے...... تین سال تک یہی سلسلہ جاری رہا۔

Scanned with CamScanner

سخاوت وفیاضی کی حیرت انگیز تاریخ

ایک مرتبہ فارس کے مال غنیمت سے زمرد یاقوت اور دوسرے جواہرات حضرت عمرؓ کے دربار میں آئے تو آپ رو دیئے۔ جب کسی قوم کے پاس دنیا کا مال اس کثرت سے آتا ہے۔ اس کے دل میں حسد اور کینہ کی ہوس اٹھتی ہے۔ اللہ میں تیری ناراضگی سے ڈرتا ہوں...... عمرؓ کے آنسو تھم نہیں رہے تھے۔ اور مجلس احباب پر ہو کا عالم تھا۔

عہد انبساط میں حضرت عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی چھت میں ساگوان کی لکڑی حرم اور مسجد نبویؐ کی دیواروں میں چاندی کا کام کروادیا۔

عہد عثمانیؓ میں سلطنت مدینہ کی آمدنی بڑھ گئی۔ سارے ملکوں سے دولت سمٹی چلی آتی تھی۔ آپ نے بڑے بڑے خزانے بنوائے، آپ کی شہادت کے وقت بیت المال میں تین کروڑ پانچ لاکھ درہم، ڈیڑھ لاکھ دینار نقد اور چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ موجود تھے۔ آپ نے دو لاکھ کے سامان کے صدقے کے وصیت فرمائی تھی۔

حضرت عمرؓ کو خیبر کی زمین میں سے حصہ ملا، حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے کہنے لگے، اس سے بہتر کوئی جاگیر نہیں دیکھی۔ اس کے متعلق آپؐ کا حکم...... اسے صدقہ کر دو! حضورؐ نے فرمایا۔ چنانچہ آپؓ نے راہ حق میں غرباء کو دے دی۔ (حیاۃ الصحابہ کرامؓ ج ۲ ص ۱۷۵)

حضرت عمرؓ کے یہاں ایک مرجانہ تھی، ان کا بیان ہے...... جب میں نے دنیا میں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ پائی تو اس آیت کا مفہوم پا کر خیرات کر دی۔

لَن تَنالوا البرّ حتّیٰ تُنفِقوا ممّا تحِبّون۔ ہرگز تم بھلائی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیز کو خیرات نہ کرو۔...... سعد بن منکدرؓ نے مندرجہ بالا آیت کے نزول کے بعد اپنا محبوب گھوڑا خیرات کر دیا۔

عبداللہ بن ربیعؓ اتنے دولت مند صحابیؓ تھے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے چالیس ہزار درہم قرض

لئے تھے، حضورؐ نے جب مدینہ میں ہجرت کے بعد سعد بن ربیعؓ انصاری اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان مواخذات کرائی تو سعدؓ نے کہا...... میں مدینہ کا سب سے بڑا مالدار آدمی ہوں...... مجھ سے آدھا مال لو اور میری دو بیویاں ہیں، جن کے متعلق آپؓ فرمائیں...... طلاق دیتا ہوں...... تاکہ آپ اسے اپنی زوجیت میں لے لیں۔...... عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے شکریہ کے ساتھ انکار کرتے ہوئے فرمایا......: مجھے مدینہ کے بازار کا راستہ بتاؤ کہ میں تجارت کروں

طلحہ بن عبیداللہؓ عرب کے گیارہ مشہور دولت مندوں میں سے تھے۔ انہوں نے عثمانؓ کے ہاتھ ایک باغ سات لاکھ میں فروخت کیا۔ اور پوری کی پوری رقم اہل مدینہ میں تقسیم کر دی۔ طلحہؓ کی بے مثال فیاضی کے باعث آپ کو "طلحہ الفیاض۔ طلحہ الجود، طلحہ الطلحاء" کہا جاتا تھا۔

لیلیٰؓ بن امیہ نے چار لاکھ روپے سے حضرت زبیرؓ کی امداد کی۔ خاندان قریش کے ستر آدمیوں کو سواریاں دیں۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ جس سواری پر سوار تھیں۔ وہ لیلیٰؓ نے عطیہ کیا تھا۔ (تمدن عرب)

خباب بن ارتؓ کا بیان ہے کہ ایک وقت میں غربت وافلاس میں بہت ہی آگے تھا اور اب چالیس ہزار گھر کے ایک گوشہ میں پڑے ہیں۔ یہ کہہ کر رو دیئے اور فرمایا...... ڈر لگتا ہے کہ آخرت کا بدلہ یہاں تو نہیں دے دیا گیا۔

زید بن ثابتؓ نے اپنے پیچھے سونے اور چاندی کی سلیں چھوڑ دیں تھیں۔ جو ہتھوڑے سے کاٹی جاتی تھیں۔ نقد رقم ایک لاکھ دینار تھی۔ (ایضاً)

سعد بن ابی وقاصؓ نے نقد سرمایا کی زکوٰۃ پچاس ہزار جناب مروان کے پاس بھیجی تھی۔ وراثت میں آپؓ نے ڈھائی لاکھ درہم چھوڑے تھے۔ (ایضاً)

حضرت خویطبؓ بن عبدالعزیٰ نہایت ثروت صحابیؓ تھے۔ آپؓ کا تقویٰ صحابہ کرامؓ میں مشہور

Scanned with CamScanner

تھا، حضرت امیر معاویہؓ نے پینتالیس ہزار دینار میں ایک مکان ان سے خریدا۔آج کے حساب سے اس کی مالیت بیس لاکھ روپے ہے۔

اِنَّ اللہ مَعَ الصَّابرین۔ اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حکیمؓ نے ایک مرتبہ حج میں سو قربانی کے جانور ذبح کیے۔سو غلام آزاد کیے۔وہ عرب کے رئیس تاجر تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو آٹھویں مسلمان تھے۔بڑے دولت مند اور خوش نصیب تاجر تھے۔انہیں دنیا میں جنت کی خوشخبری سے سرفراز کیا گیا۔

ایک مرتبہ آپؓ، ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئے۔اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ دولت کی کثرت مجھ کو ہلاک نہ کردے۔انہوں نے فرمایا......اسے خیرات کردو!۔انہوں نے اس پر عمل شروع کردیا۔ایک زمیں چالیس ہزار دینار میں فروخت کرکے پوری رقم غرباء میں تقسیم کردی۔ سات سو اونٹوں کا پورا تجارتی کارواں اونٹوں سمیت خدا کی راہ میں دے دیا۔تیس ہزار غلام آزاد کیے۔امہات المومنینؓ کے اخراجات کے لئے چار لاکھ روپے کے باغ کی وصیت کردی ۔پچاس ہزار دینار دوسری مرتبہ خیرات کیے۔ہر بدوی صحابیؓ کے لیے چار لاکھ دینار کی وصیت کی۔وفات کے بعد اس قدر سونا چھوڑ گئے کہ سونے کی سلوں کو بمشکل کاٹا جاتا ہے۔کاٹنے والے کے ہاتھوں میں اٹے پڑ گئے تھے۔ان کے اصطبل میں ایک ہزار بکریاں اور اونٹ اور اسی قدر گھوڑے تھے۔

بیویوں کو آٹھواں حصہ اسی ہزار ملا، ایک دوسری روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کی زندگی میں انہوں نے ایک مرتبہ چار ہزار درہم خیرات کیے۔پانچ ہزار اونٹ سواری کے لئے صحابہ کرامؓ کو دیئے۔حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے جب مسجد نبوی کی زمیں کی رقم ادا کرنا چاہی تو انصار کا جواب تھا......ہم اس کی قیمت صرف خدا سے مانگتے۔ (ابوداؤد)

سعد بن عبادہؓ روزانہ قلعہ سے آواز دیتے تھے۔جس کو گوشت اور چربی کی خواہش ہو وہ یہاں آئے۔رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ کھانا وہیں پر ہی بھیجتے تھے۔اصحاب صفہ (مدرسہ شمالی) کے طلباء کی معاش کا مسئلہ زیادہ تر انہی کی فیاض سے طے ہوتا ہے۔ان کے اموال میں سے اسی اسی آدمیوں کو گھر بھیج کر کھانا کھلاتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔تو اپنے گھر کی کل مالیت پانچ ہزار روپے ساتھ رکھ لی۔اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ نیک کاموں اور مہاجرین کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے لے گئے۔

مہاجرین میں حضرت عثمانؓ بہت بڑے دولتمند صحابیؓ تھے۔آنحضرتؐ کی ہر اپیل پر ان کا پلہ بھاری رہتا تھا۔آپؓ نے اسلام کی تعمیر وترقی کے لیے مندرجہ ذیل رقوم آنحضرتؐ کے قدموں میں نچھاور فرمائیں۔

بیعت رضوان میں رضائے خدا اور رسولؐ کی خوشخبری پانے والے عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کے لیے بیس ہزار درہم وقف کیے۔......بیئر رومہ خرید کر وقف کردیا......غزوہ تبوک میں ایک متمدن سلطنت کے مقابلے کے لیے سامان لدے ہوئے نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار دفاعی فنڈ میں دیئے۔

حضرت عدیؓ حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ان سے ایک شخص نے سو درہم مانگے، انہوں نے کہا صرف سو درہم، خدا کی قسم درہم نہیں دوں گا۔

حضرت اسماءؓ روز کے روز جو ملتا خیرات کردیتی اور ان کی بہن عائشہؓ سرمایہ جمع کرکے رکھتی ،جب کچھ جمع ہوجاتا تو خیرات کرتی۔

منکدرؓ بن عبداللہؓ، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بولے، تمہارے کوئی لڑکا ہے، انہوں نے کہا نہیں، بولیں، اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتا تو شادی کے لیے تمہیں دے

Scanned with CamScanner

دیتی۔ اتفاق سے حضرت امیر معاویہؓ نے روپے بھیجے، حضرت عائشہؓ نے فوراً دس ہزار درہم بھجوا دیئے۔ انہوں نے ایک لونڈی خریدی ان سے متعدد بچے پیدا ہوئے۔

سعیدؓ بن عاصی کوفہ کے گھرانہ میں تھے، انتقال کا وقت آیا تو ۸۰ ہزار درہم قرض تھا۔ بیٹے نے پوچھا...... یہ قرض کیونکر ہوا...... فرمایا...... کسی شریف کی حاجت افزائی کی اور کسی حیادار آدمی کو سوال کرنے سے پہلے دے دیا۔ اس میں یہ قرض ہوا۔

صحابہ کرامؓ کے کاروباری اور تجارتی ادارے

صحابہ کرامؓ کی تجارتی اشیاء کے چند نام ....: کھانے کا مسالہ...... خوشبودار جڑی بوٹیاں...... چمڑے کی رنگدائی...... چمڑے کی خرید و فروخت...... کھجوروں کی پیوندگی...... مسالہ...... تیل کی فروخت...... بزاری...... فردوری...... زیتون کی خرید و فروخت...... عطریات اور اذخر کی تجارت...... چاندی کا کاروبار۔

☆ مہاجرین صحابہ کرامؓ تجارت کی طرف راغب تھے اور انصار کھیتی باڑی کی طرف۔ ابوبکرؓ، عمرؓ کپڑے کے بڑے تاجروں میں تھے...... ہاں مگر اتباع رسولؐ کے پیکر سخاوت کے دلدار اور شب بیدار اور سادہ مزاج تھے۔ دولت کی جھنکاریں ان کے قلوب کو راہ پیغمبرؐ سے ایک انچ دور نہ ہٹا سکتی تھیں۔

☆ سعدؓ بن ابی وقاص تیر فروشوں اور درختوں کے کاروباری تھے۔ مگر یہ کام ان کو اسلام کے فرائض کی بجا آوری سے نہ روک سکتا تھا۔

☆ عمرؓ بن وقاص قصاب تھے اور چمڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ نرم خو سادہ طبیعت مزاج، متقی اور پرہیزگار تھے۔

☆ ابوسفیانؓ زیتون کا تیل فروخت کرتے تھے۔

☆ عثمانؓ بن عفانؓ غلہ کے سب سے بڑے تاجر تھے، بنوقینقاع کے بازاروں میں اور منڈیوں

میں کھجوروں کا سب سے بڑا کاروبار انہیں کا تھا۔

☆ عثمانؓ بن مظعون بڑے کاروباری تھے۔

☆ عبداللہؓ بن عان لونڈی اور غلاموں کا کاروبار کرتے تھے۔

☆ عفیفؓ کندی عطریات کے تاجر تھے۔

☆ صہیب رومیؓ نے مکہ میں کپڑے کا کاروبار کیا تھا۔

☆ زبیر بن عوامؓ بھی بہت بڑے تاجر تھے۔

☆ حضرت زبیرؓ خیاطی کا کاروبار کرتے تھے۔

☆ سرکار دو جہاں کی زوجہ پاک زینبؓ سوت کات کر جہاد میں جانے والوں کو دیتی تھیں۔ تاکہ اس سے وہ اپنا پھٹا پرانا کپڑا سی لیں اور ان کے ذریعے جہاد میں مدد حاصل کریں۔

☆ ابوہریرہؓ کھیتی باڑی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (بخاری کتاب البیوع)

☆ ربیعہ بن حارثؓ حضرت عثمانؓ کی تجارت میں شریک تھے۔ (اسد الغابہ)

☆ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بنوقینقاع کے بازاروں میں گھی اور پنیر کا کاروبار شروع کیا۔

☆ حضرت صخرؓ بہت بڑے تاجر تھے۔ ان کا مال غیر ملکوں میں جاتا تھا۔ (بخاری)

☆ عطار دیمنی ایک صحابیؓ تھے، یہ عموماً سلاطین کے دربار میں تجارتی کاموں کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ صحیح بخاری کے مطابق مدینہ میں تمام مہاجرین نے تہائی دیا۔ چوتھائی بیداری پر کھیتی باڑی شروع کر دی تھی۔

☆ حضرت سودا ام المومنینؓ طائف کا ادیم بنا کر فروخت کرتی تھی۔

☆ سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنری کے زمانے میں بھی چٹائی بن کر معاشی گزر اوقات فرماتے

☆ بعض صحابہ کرامؓ شہد کی مکھیوں کے چھتوں کے نگران تھے۔ ان سے شہد نکال کر گزر اوقات کرتے۔ (ابوداؤد)

Scanned with CamScanner

☆ ایک صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ سے مصافحہ کیا، تو آپؐ نے فرمایا...... تمہارے ہاتھ پر نشان کیسے...... بولے...... پتھر پر کدائی اچھالتا ہوں، اور ان سے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں...... حضرت خاتم الانبیاءؐ نے اس کے ہاتھ چوم لئے۔ (اسد الغابہ تذکرہ سعد انصاری)

صحابہ کرامؓ کے تجارتی اصول

☆ صداقت اور راستی ☆ ایک دام ایک کلام ☆ بین الاقوامی تجارتی قواعد کی پابندی ☆ کھیتی باڑی میں کسی کی حق تلفی نہ کرنا ☆ تجارتی معاملات میں صاف گوئی ☆ رہن وقرض کے معاملہ میں مکمل دیانت ☆ خریدار سے دھوکا یا فریب کرنے سے مکمل گریز ☆ ذخائر کے جمع کرنے اور زیادہ بھاؤ میں فروخت کرنے سے اجتناب ☆ غرباء مساکین کے لیے معاشی مراعات کا استعمال ☆ تجارتی شرکت، مضاربتی تجارت اور تھوک و پرچون ہر قسم کے معاملہ میں امانت داری ☆ ملازموں کو برموقع اجرت، مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی ☆ سودا پر زبان ہونے کے بعد طمع سے آزاد ہوکر استقامت

صحابہ کرامؓ کے غذا ولباس

عمامہ وٹوپی، سردیوں کے لیے بھتیوں کا عام رواج تھا۔ کپڑوں میں پیوند لگانا ان کے یہاں عار نہ تھا، عام زندگی میں ایک ایک چادر پر ہی صحابہ کرامؓ نے رات دن گزار دیے۔ صحابہ کرامؓ نے پھٹے اور بوسیدہ کپڑے بھی پہنے اور عمدہ لباس بھی زیب تن کیا۔ جب تمام صحابہ کرامؓ معاشی تنگی میں مبتلا تھے، تو ہر فرد کے پاس صرف ایک یا دو کپڑے ہوتے تھے۔ ان میں بھی چمڑے کے پیوند نمایاں ہوتے۔ رفتہ رفتہ جب زمین نے صحابہ کرامؓ کے لیے تمام اپنے خزانے اگل دیے، تو انہوں نے ہر حاجت مند کی حاجت پوری کی۔ جو کچھ بچا، اس سے عمدہ کپڑے بنوائے اور اچھا اور صاف ستھرا لباس، اچھے سے اچھے کپڑے سلوائے۔ صحابہ کرامؓ عام طور پر سفید

کپڑوں کے عادی تھے۔ تاہم رنگدار لباس بھی پہنتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی غذا کھجور، جو کی روٹی، زیتون کا تیل، میوے کی چپاتی، ستو اور گھی کا حلوہ ہر قسم کا حلال گوشت، گھی دودھ، یہ صحابہ کرامؓ کی غذا تھی مگر انہوں نے تنگی میں درختوں کے پتے بھی کھائے، کھجوروں کی گٹھلیوں پر بھی گزارا کیا۔ ایک ایک کھجور پر رات دن بسر کیے، پیٹ پر پتھر بھی باندھے۔

صحابہ کرامؓ کے مکان

ابتداء ابتداء میں صحابہ کرامؓ کے مکانوں کی حالت ناگفتہ ہوتی تھی۔ ان کے مکان نہایت پست اور مختصر ہوتے تھے۔ ان کے مکانات میں جائے ضرورت کا وجود نہ تھا۔ دروازے پر پردے نہ تھے۔ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے۔ بعد میں اس قدر ترقی ہوئی دروازے پر پردے لٹکائے گئے۔ اور اعلیٰ مکان تعمیر کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے جب بصرہ آباد کیا، تو عام حکم دیا کہ تین کمروں سے زیادہ نہیں بناؤ۔ اور مکان کو زیادہ اونچا نہ کرو اور سنت پر قائم رہو۔ تمہاری سلطنت بھی باقی رہے گی۔ (طبری ص ۸۸)

مسند دارمی میں ہے کہ لوگوں نے حضرت عمرؓ ہی کے زمانے میں نئی عمارتیں بنانا شروع کر دی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے عہد خلافت میں تمدن نے اور ترقی کی، اس لئے صحابہ کرامؓ نے عظیم الشان مکانات بنوائے، حضرت زبیرؓ نے بصرہ کوفہ اور اسکندریہ میں عمدہ مکانات تعمیر کرائے۔ حضرت طلحہؓ نے مدینہ میں اینٹ اور چونے سے پختہ مکان بنوایا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مقام عقیق میں ایک نہایت وسیع اور پرفضا مکان تعمیر کرایا اور اس کے اوپر کنگرے بنوائے۔ حضرت مقدادؓ نے مدینہ میں ایک مکان بنوایا جس کی دیواریں بالکل پختہ تھیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ترقی ہوئی، انہوں نے عظیم الشان قصر تعمیر کرایا۔ جس کا نام "قصر بنی جزیلہ" تھا، جو قلعہ کا کام بھی دے سکتا تھا۔

غور کر کے اصحابؓ رسولؐ کی اعلیٰ تہذیب کو دیکھئے اور یقین کیجئے، انہیں کے طرز عمل کو معیار بنا کر ہم آج اپنے ملکوں کی تعمیر کر سکتے ہیں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔: "جس صحابیؓ کا طرز عمل اپناؤ گے فلاح پاؤ گے۔ اگر ہر صحابیؓ کا طرز عمل معیار صدق نہ ہوتا، تو اسلام میں پختہ مکان، اعلیٰ عمارت اور بلند و بالا تعمیر کی قطعاً اجازت نہ ہوتی۔

صحابہ کرامؓ کے سامان آرائش

صحابیاتؓ معمولی زیورات اور سادہ لباس استعمال کرتی تھیں۔ احادیث میں گلدستے، بازوبند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی، چھتے اور لونگ کے ہار کا نام ملتا ہے۔

حضرت عائشہ کا جو ہار ایک سفر میں گم ہو گیا تھا وہ "مہوہ لسبائی" کا تھا۔ (ابوداؤد)

صحابیاتؓ سرمہ اور مہندی کا بھی استعمال کرتی تھیں۔

عصر حاضر کی تہذیب کو دیکھئے......! کہ غیرت وحیاء مفقود ہو گئے۔ بعض عورتیں سروں سے دوپٹے اتار کر مردانہ لباس زیب تن کر کے چوکوں اور شاہراوں میں نکلتی ہیں۔ ہر کوئی ان کو دیکھ کر ہوس کا نشانہ بنانے کے لیے گمراہی کے غار میں گرنا چاہتا ہے۔ نئے نئے ڈیزائن کے کپڑوں کی آرائش اور اونچی ایڑی والے جوتوں کی اٹک مٹک انسانی نفوس کو برانگیختہ کرتی ہیں۔ قانون تماشہ دیکھتا ہے۔ اغوا عام ہے۔ بیٹیوں کی عصمت محفوظ نہیں رہی۔ ماں بیٹی کا سلامی تصور لٹ چکا۔ خواہشات صرف نفس پرستی تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہمیں ازدواجی کمزوریوں نے پکڑ لیا ہے۔ اور عصمت وعفت چادر معصیت کے دھبوں سے آلودہ ہو گئی ہے۔

آیئے اور دیکھئے کہ مدینہ میں چودہ سو سال پہلے کی تہذیب میں آرائش بھی ہے۔ زیبائش بھی، حسن بھی ہے۔ کمال بھی تکمیل، خواہشات کا تصور بھی۔ اور عزت نفس کا انحصار بھی، عصمت کی حفاظت کی یقین دہانی بھی ہے۔ اور عورت کی ناموس کی بقا بھی، کوئی تصور کر سکتا ہے اور اس قدر معصومیت کی چادر ان عورتوں کے زیب تن ہے۔ تا آنکہ فضا ملکوت بھی ان کی پاکدامنی کی قسم کھاتی ہے۔

گیارہواں باب

اہل بیت رسولؐ اور صحابہ کرامؓ

اہل بیتؓ کا حقیقی مفہوم

اسلام میں اہل بیتؓ رسولؐ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے لیے (جنہیں امت مسلمہ کے نزدیک ماں کا درجہ حاصل ہے) بولا جاتا ہے۔

کے صاجزادے، صاجزادیاں، نواسے، نواسیاں، چچا، قریبی رشتہ دار بھی تبعاً اس میں داخل ہیں۔

عربی میں اہلیہ کا مفہوم "گھر والے" یا اہل خانہ کے ہیں۔ اردو لغت اور عام دوسری زبانوں کی اصطلاحات سے ظاہر ہے کہ جب کسی کے گھر والوں کا ذکر آئے گا، اس سے سب سے پہلے اس کی بیویاں اور حقیقی اولاد ہی مراد ہوں گی۔ اصطلاح عام میں ہر عورت اپنے خاوند کی گھر والی ہے۔ یعنی ہر عورت اپنے شوہر کی اہل بیت ہے۔ یہ اس اصطلاح کا حقیقی معنی ہے۔ مجازی طور پر اولاد، بھائیوں، پوتے، پوتیوں، نواسی، نواسیوں اور خاندان کے جملہ افراد پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔

جدید وقدیم کی اصطلاحات اور ذاتی آراء سے ہٹ کر ہم یہاں قرآن سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ قرآن عظیم میں مختلف مقامات پر اہل بیت کا لفظ بولا گیا ہے۔ ہر جگہ اہل بیت سے بیویاں ہی مراد لی گئی ہیں۔ وَسارَ بِاهله آنسَ مِن جانِب الطّور ناراً (پ۲۰)

اور موسیٰؑ اپنی بیوی کے ساتھ طور کی جانب چلا۔

وَاْمُراهلَکَ بِاالصّلوٰة واصْطَبِر عَلَيها.

(اے نبیؐ) اپنی گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر پختہ رہ۔

وَاِذ قَالَ موسیٰ لاھلہ۔ اور جب موسیٰؑ نے کہا اپنی بیوی سے

وامرتہ قائمۃٌ فَضَحِکت فبشّرناھا بِاسحٰق ومن وراءِ اسحٰق یعقوب

.قالت یاویلتیٰ ءَاَلِدُوَاناعجوزٌ وھذا بَعلی شیخاً اِنّ ھذا لشئٌ عجیب

.قالوا اتعجبین من اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت . ط

حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کھڑی تھیں، پس مسکرائی اور ہم نے اسحٰقؑ کی خوش خبری دی (اس کے ساتھ) اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری دی، بیوی نے کہا (لڑکا کیسے پیدا ہوگا) یعنی میں تو بوڑھی ہوں اور ابراہیمؑ بھی کمزور ونحیف ہے، یہ تو عجیب چیز ہے۔ اے افسوس ہمارے (فرشتوں نے کہا) کیا تم تعجب کرتی ہو، اللہ کی تقدیر پر، اللہ کی رحمت پر اور برکت ہو تم پر اے گھر والو۔

اِنّما یُرِیدُاللّٰہُ لِیذھب عَنکم الرّجسَ اھل البیت وَیُطھّرَکم تطھیراً واذکرنحضرت خاتم المرسلین مایُتلیٰ فی بِیوتِکنّ من آیاتِ اللہ والحکمۃ انّ اللہ کانَ لطیفاً خبیراً.

بے شک اللہ ارادہ کرتے ہیں کہ تم سے پلیدی دور کردیں اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پاک کردیں پاک کرنے کی طرح، پڑھیں اللہ کی کتاب تم اپنے گھروں میں (اے نبی کی بیویو) بے شک اللہ تعالیٰ مہربانی اور خبریں رکھنے والا ہے۔

قرآن کی ان واضح تصریحات کے بعد کسی قسم کی تاویل اور تفرد کی کوئی گنجائش نہیں اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر عورت اپنے خاوند کی گھر والی یعنی شوہر کی اہل بیت ہے، چنانچہ حقیقی طور پر حضرت علیؓ کے اہل بیت کا جب ذکر آئے گا تو اس میں سب سے پہلے ان کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہؓ اور دیگر بیویاں مراد ہوں گی۔ اس کے ساتھ ان کی اولاد اور پھر ان کی اولادیں تبعاً اس میں داخل ہوں گی۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ اپنے شوہر

ابوالعاص قاسمؓ بن ربیع اور حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اپنے خاوند حضرت عثمانؓ کی اہل بیت ہیں، جب بھی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اہل بیت کا لفظ بولا جائے گا تو اس سے حقیقی طور پر آپ کی مقدس ازواج مطہرات امہات المومنینؓ مراد ہوں گی۔

جو قدیم وجدید بعض علماء اسلام نے حدیث عباء اور حدیث ثقلین کی وجہ سے آپ کے نواسے اور نواسیوں اور ان کی اولاد کو اہل بیت عظام میں داخل کیا ہے وہ آیات قرآن کے خلاف نہیں ہے، بلکہ مجازی طور پر ان کا اہل بیت میں شامل کرنا قرین قیاس ہے۔

جن لوگوں نے اہل بیت سے مراد حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ اور انکی اولاد مراد لی ہے۔ ان میں جلیل القدر حضرت ابوسعید خدریؓ اور تابعین میں حضرت قتادہؒ شامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب آیت اِنّما یُرِیدُاللّٰہُ لِیذھب عَنکم الرّجسَ اھل البیت نازل ہوئی تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ چالیس دن تک صبح کے وقت حضرت فاطمہؓ کے گھر سے گزرتے وقت یہ الفاظ دہرا کر تشریف لے جاتے۔

السّلام علیکم اھل البیت وَرَحمۃ اللہ وبرکاتہ الصّلوٰۃ رحمکم اللہ

اے اہل بیت تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو، نماز پڑھو، اللہ تم رحمت نازل فرمائے۔

دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور کئی صحابہ کرامؓ کی رائے ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج مطہراتؓ ہیں۔ راقم کی رائے کے مطابق دونوں آراء ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں، ان میں تطبیق دی جائے تو دونوں اقوال قرآنی مقتضٰی کے عین مطابق نظر آئیں گے۔ حقیقی طور پر اہل بیت سے مراد ازواج مطہراتؓ ہیں اور باقی گھر والوں کے عنوان سے اولاد بھی تبعاً شامل ہے۔

مورخین ومحدثین میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ ام المومنین، حضرت ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں...... حضرت خاتم المرسلین ﷺ میرے

گھر میں جائے استراحت پر تشریف فرما تھے، آپ نے خیبر کی بنی ہوئی چادر زیب تن کی ہوئی تھی ، اتنے میں حضرت فاطمہؓ ایک ہنڈیا لائیں، جس میں خزیرہ (قیمہ اور آٹا پر مشتمل عرب کا یک عمدہ کھانا) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ...... اپنے شوہر اور اپنے صاحبزادوں کو بلاؤ، حضرت فاطمہؓ نے انہیں بلایا، وہ ابھی تناول فرما ہی رہے تھے کہ حضرت خاتم المرسلینحضرت خاتم المرسلین ﷺ پر یہ آیت تطہیر نازل ہوئی، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ان سب کو چادر میں ڈھانپ لیا اور دست مبارک نکال کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ....

(ترجمہ) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے بھی پلیدی اور نجاست دور کر۔ ....ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں ...... میں نے چادر اٹھا کر اپنا سر اندر داخل کیا اور عرض کی ، یارسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، آپؐ نے فرمایا...... یعنی تو تو پہلے ہی بھلائی پر ہے ۔ مطلب یہ ہوا کہ تم تو پہلے ہی اہل بیت میں داخل ہونے کی وجہ سے (نجاست سے دوری والی) بھلائی پر ہو۔ حضرت حکیم ترمذیؒ اور عصر حاضر کے بعض مورخین کی طرف سے خاندان نبوت کو اہل بیت سے خارج کرنا مقتضی کے خلاف ہے۔

آیات قرآنی کے حقیقی مفہوم سے بلاشبہ ازواج مطہراتؓ مراد ہیں۔ تاہم خاندان نبوت کے جملہ افراد اسی عنوان میں داخل ہیں ...... ملاحظہ ہو کہ !اے صحابہ کرامؓ ......!تم دنیا میں سب سے بہترین جماعت ہو، دنیا بھر سے چنے گئے ہو۔ اس آیت کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں، لیکن امت کے بعد کے لوگوں کو کون خارج کر سکتا ہے؟۔ اس سے امت محمدیہ کا ہر ہر فرد مراد ہے۔

اہل بیت رسول یعنی امہات المومنینؓ کے فضائل

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بیویوں اور گھر والیوں کی عظمت شان اور ان کا عالی مقام ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ قرآن عظیم ان کے تقدس وطہارت پر شاہد عدل ہے۔ آپ کے اہل بیت

ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت عائشہؓ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ وہ ہستی ہیں، جنہوں نے دنیا میں آپ ﷺ کو رسول بننے کے بعد سب سے پہلے دیکھا اور آپؓ ہی وہ خاتون ہیں، جن کے کانوں نے سب سے پہلے قرآن کی تلاوت سنی، جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق فرمائی۔

اہل بیت رسولؐ کی عظمت شان پر قرآنی شواہد

یٰنساءَ النّبی لَستُنّ کاحدٍ مّن النّساء اِن التقیتنّ. الخ

اے نبی کی عورتو! تم نہیں ہو جیسے دوسری عورتیں، اگر تم ڈر رکھو۔

اَن کنتم ترِدن الحیوٰۃ الدّنیا وزِینتھا فتَعالین امتعکن واسرحکن صراحاً جمیلاً ط

اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور یہاں کی رونق اور زیبائش تو آؤ میں تمہیں ہر قسم کی آرائشگی اور آرائش سے نوازتا ہوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ہی کو چاہتی ہو تو یہ بڑی دولت ہے۔

اَلنّبیُ اولیٰ باالمومنین مِن انفُسِھم وازْواجہٗ اُمّھاتُھم

نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب (یعنی محبوب) ہے اور کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

اِنّما یُریدُاللہُ لِیذھب عَنکم الرّجسَ اھل البیت وَیُطھّرَکم تطھیرا

بے شک اللہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے برائی اور پلیدی کو دور کرے اے گھر والو اور تمہیں پاک کریں جیسا کہ پاک ہونا چاہئے۔

الْخَبیثٰتَ لِلخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطّیّبٰتُ للطّیّبین والطّیّبون للطّیّبٰت.

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے، پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔

(۱) ام المومنین حضرت خدیجہؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی پہلی بیوی ہیں، ان کی زندگی میں حضرت خاتم المرسلینؐ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ بہ بالاجماع پہلی مسلمان خاتون ہیں۔ کوئی مرد اور عورت ایمان لانے میں آپ سے مقدم نہیں، آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد ملالیہ اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ تھا۔ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھی اور قریش کی شاخ بنوامیہ کے خاندان سے تھیں۔ ''قصی'' پر جاکر حضرت خاتم المرسلینؐ کے ساتھ آپ کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ (از الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۱)

آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے نکاح سے پہلے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ آپؓ کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا، جس سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے، یہ دونوں صاحبزادے شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا، اس سے ایک لڑکی ہند پیدا ہوئیں۔ یہ بھی اسلام کے سایہ عاطفت میں آئیں۔ کچھ عرصہ کے عتیق بھی وفات پاگئے اور خدیجہ پھر بیوہ ہوگئیں۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۲۰)

نفیسہ بنت منیبہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ بڑی مالدار خاتون تھیں۔ جب وہ بیوہ ہوگئیں تو عرب کا ہر شخص آپؓ سے نکاح کا متمنی تھا لیکن جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ آپ کا مال تجارت لے کر شام گئے اور عظیم نفع کے ساتھ واپس لوٹے تو حضرت خدیجہؓ آپؐ کی طرف راغب ہوگئیں۔ آپؐ کی دیانت اور شرافت کے کئی واقعات اپنے غلام سے سن کر بڑی متاثر ہوئیں۔ نفیسہ کا بیان ہیکہ ...... حضرت خدیجہؓ نے مجھے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس اور آپؐ کی عمر پچیس سال تھی۔

میں نے کہا آپ کو نکاح سے کونسی چیز مانع ہے۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں کچھ نہیں، میں نے کہا اگر آپ اس فکر سے کفایت کردئے جائیں تو آپؐ نے فرمایا مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ انہوں نے کہا جس عورت کی خواہش ہے اس کا نام خدیجہ ہے، آپ نے قبول کیا۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۱)

نکاح کی مجلس میں ورقہ بن نوفل بھی تھے، خطبہ نکاح مسلک ابراہیمی پر ابو طالب نے پڑھا۔ ولیمہ کا خرچ بھی حضرت خدیجہؓ نے برداشت کیا، ایک گائے ذبح کرائی اور کھانا پکا کر مسلمانوں کو کھلایا، آپ کا مہر بیس اونٹ یا پانچ سو درہم مقرر رہوا۔

آپؓ کے بطن سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی چار صاحبزادیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، اور فاطمہؓ اور دو لڑکے قاسمؓ اور طاہر طیبؓ پیدا ہوئے۔

آپؓ کی وفات بعثت نبوی کے دسویں سال اور ہجرت مدینہ سے تین سال پیشتر مکہ میں ہوئی، مقام جحون میں دفن ہوئیں، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے خود قبر میں اتارا، پچیس سال آپؐ کی زوجیت میں رہ کر ۶۵ سال کی عمر میں دار فانی سے کوچ کیا۔

بخاری و مسلم کے مطابق جبرائیلؑ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ذریعے آپ کو اللہ کا سلام پہنچایا۔

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ اور والد کا نام زمعہ تھا۔ حضرت سودہؓ قبیلہ بنی نجار انصاریہ سے تعلق رکھتی تھی۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے آپؓ کا نکاح بعثت کے دسویں سال یعنی ہجرت سے تین سال پہلے ہوا۔ آپ کا مہر چار سو درہم مقرر کیا گیا، آپ کی وفات ۲۳ھ میں عہد فاروقی میں ہوئی۔ آپ کی قبر جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرت سودہؓ بنت زمعہ کا سلسلہ لوئی بن غالب پر پہنچ کر حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے ملتا ہے۔ آپؓ کا پہلا نکاح چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا، اس سے آپؓ کے ایک صاحبزادے عبدالرحمٰن تھے جو حضرت عمر کے دور میں جنگ جلولاء میں شہید ہوئے۔

آپؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے رکھی تھی۔ آپؓ کا قد لمبا اور بدن فربہ تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت عائشہؓ وہ جلیل القدر خاتون ہیں، جن کی تقدیس و تطہیر کے لیے قرآن پاک کی ۱۷ آیات نازل ہوئیں۔ آپ کے خلاف جب منافقین مدینہ نے بے بنیاد الزام لگایا تو بارگاہ خداوندی سے پاکبازی کا اعلان کیا گیا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے قلبی محبت اور گہرے تعلق کا بار بار ذکر فرمایا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے والد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے انتہائی معتمد رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ زینب بن ام رومان بنت عامر کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اہل بیت میں صرف حضرت عائشہؓ ہی ایسی خاتون ہیں جو کنواری تھیں اور شادی کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح ہجرت سے تین سال قبل جب کہ آپ کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی نو سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ کیلئے مہر ۴۰۰ درہم مقرر کیا گیا۔ آپ نو سال حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی صحبت میں رہیں، آپ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہ کر ۶۶ سال کی عمر میں ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

حضرت ابوہریرہؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عائشہؓ کا شمار اسلام کی جلیل القدر خواتین میں ہوتا ہے۔ آپؓ کا علم و فضل اور تقویٰ و طہارت ضرب المثل بن گیا تھا۔

حضرت عائشہؓ کے چند فضائل

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: میں نے کسی عورت سے اس وقت تک نکاح نہیں فرمایا جب تک جبرائیلؑ امین اللہ کی طرف سے وحی لے کر نہ آ گئے ہوں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کے نکاح میں بھی یہی صورت پیش آئی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: یہ جبرائیلؑ ہیں تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور میں نے عرض کیا، آپ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں ......: حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: مردوں میں سے بہت سے لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ بن حزاحم کے علاوہ کوئی کمال کو نہ پہنچا، عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کو تمام کھانوں پر۔ (بخاری۔ کتاب المناقب)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: مجھے خدا تعالیٰ نے دس ایسے کمالات نصیب فرمائے ہیں جو حضرت مریمؑ کے علاوہ کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔

(۱) میرے سوا حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے کسی ''باکرہ'' عورت نے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لے کر نازل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا کر کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے آپ اس سے نکاح کریں۔

(۳) رسول اللہؐ سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے تھے۔

(۴) مردوں میں جو آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھا میں اس کی بیٹی ہوں۔

(۵) آسمان سے میری برات میں ۱۷ آیات نازل ہوئیں۔

(۶) میں نے جبرائیلؑ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا۔

(۷) مرے بستر پر جبرائیلؑ وحی لے کر آئے تھے۔

(۸) میری باری دو رات اور دو دن تھی باقی ازواج کی باری میں صرف ایک دن ایک رات آتی تھی۔ (۹) انتقال کے وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔

(۱۰) انتقال کے بعد آپؐ میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴۱)

ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ

آپؓ کی والدہ زینب بنت مظعون اور والد سیدنا فاروق اعظم عمرؓ بن خطاب تھے۔ آپ کا پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے ساتھ ہوا، غزوہ بدر کے بعد جب خنیس کا انتقال ہو تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو حفصہؓ کے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا: عثمانؓ کو اس سے بہتر بیوی اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر خاوند ملے گا۔

چنانچہ چند روز بعد حضرت عثمانؓ سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہو گیا اور حضرت حفصہؓ کو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے خود اپنی زوجیت میں لے لیا، آپ کا مہر بھی ۴۰۰ درہم مقرر ہوا، یہ نکاح ۲ھ میں ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی تو جبرائیلؑ امیں وحی لے کر نازل ہوئے۔ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے۔ وہ بڑی روزہ رکھنے والی اور عبادت گزار عورت ہے اور جنت میں آپکی بیوی ہے۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۲۵۳)

۵ جمادی الثانی ۴۵ھ میں عہد حضرت امیر معاویہؓ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مروان بن حکم نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ام المومنین زینب بنت خزیمہؓ (ملقب ام المساکین)

والد کا نام خزیمہ بنت حارث ہلالی اور والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا۔ نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی، ۳ھ رمضان میں بیس درہم ۱۲۱۲ اوقیہ مہر کے عوض آپ کی زوجیت میں آئیں۔

فیاضی کی وجہ سے ام المساکینؓ کے نام سے پکاری جاتی تھیں، پہلا نکاح عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا، غزوہ احد میں عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اس نکاح کی چند ماہ بعد ۴ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی، آپؓ کا جنازہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے پڑھایا، وفات کے وقت آپکی عمر ۳۰ سال تھی۔ (زرقانی ج ۳)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ

آپ کا اصلی نام ہند تھا، ابوامیہ قریشی مخزومی کی بیٹی تھیں، ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ کنانی تھا۔ پہلا نکاح چچا زاد بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومیسے ہوا۔ آپؓ کے خاوند ابوسلمہؓ غزوہ احد کے بعد ایک زخم کے بھرنے سے شہید ہو گئے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں ......

شہادت سے چند روز قبل میرے شوہر ابوسلمہؓ گھر آئے اور کہا آج میں حضور ﷺ سے ایک حدیث سن کر آیا ہوں، یہ حدیث میرے لئے دنیا و مافیھا سے بہتر ہے، وہ یہ کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے، تو وہ انا للہ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھم عندَکَ احتسب مصیبتی ھذہ اللھم اخلفی بخیرٍ منھا.

اے اللہ، میں تجھ سے اپنی اس مصیبت میں اجر کی امید رکھتا ہوں، اے اللہ تو مجھ کو اس کا نعم البدل عطا فرما۔ (مسلم و ترمذی۔ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ج سوم ص ۲۰۵)

ام سلمہؓ فرماتی ہیں ابوسلمہؓ کے انتقال کے بعد یہ حدیث مجھ کو یاد آئی تو سوچا کہا بوسلمہؓ سے بہتر مجھ کو کون ملے گا مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد تھا پڑھ لیا تھا چنانچہ یہ دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہو گئی اور عدت گزارنے کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے مجھ کو نکاح کا پیغام بھیج دیا تو میں نے چند عذر پیش کئے کہ میری عمر زیادہ ہے میرے یتیم بچے میرے ساتھ ہیں غیرت کی وجہ سے حوصلہ نہیں پاتی۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ میری عمر تجھ سے زیادہ ہے تمہارا کنبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کنبہ ہے۔

میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ نازک مزاجی جس کا تمہیں اندیشہ ہے تم سے جاتی رہے چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور یہ احساس ختم ہوگیا۔

ماہ شوال ۴ھ میں آپؓ کے حلقہ زوجیت میں شامل ہوئیں آپؓ کا مہر دس درہم مقرر ہوا اور آپؓ کی وفات ۲۰ رجب ۶۲ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (از سیرت مصطفیٰ ج ۳)

ام المومنین زینب بنت جحشؓ

والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا یہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں آپؓ کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا ان سے طلاق کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نکاح میں آئیں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے ازواج میں ۲۰ھ آپؓ کی وفات ہوئی۔ ان کا حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ نکاح آسمانوں پر ہوا جو قرآن کریم کی آیت سے صاف ظاہر ہے۔ فلمّا قضٰی زیدٌ منها وطراً زوّجنکها.

نکاح کے وقت زینبؓ کی عمر ۳۵ برس تھی، یہ واقعہ ۵ھ میں پیش آیا، یہ واقعہ سیرت کی تمام کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام رملہ والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، یہ قریش کے مشہور سردار ابوسفیانؓ بن حرب اموی قریشی کی صاحبزادی اور حضرت امیر معاویہؓ کی بہن تھی، پہلا نکاح عبداللہؓ بن جحش سے ہوا۔ ام حبیبہؓ کے ہاں عبداللہ کی ایک بچی حبیبہ پیدا ہوئی، اسی کنیت سے مشہور ہوگئیں، کچھ عرصہ بعد عبداللہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں آپ کا خاوند عیسائی ہوکر مرتد ہوا۔ تو ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں۔ ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ عبداللہ سے علیحدگی کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص مجھے ام المومنینؓ کہہ کر پکار رہا ہے۔ جس سے میں گھبرا کر اٹھی۔ عدت ختم ہوئی تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیج دیا، آپؓ نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ

کے نام پیغام بھیجا کہ اگر ام حبیبہؓ مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم میری طرف سے وکیل بن کر نکاح کر کے مدینہ روانہ کردو۔ نجاشی بادشاہ جو کئی سال پہلے مسلمان ہوچکا تھا اس نے اس نکاح کو سعادت سمجھ کر مہر بھی اپنی طرف سے ۴۰۰ دینار ادا کردیا۔ اور انہیں ام المومنینؓ کی حیثیت سے مدینہ منورہ روانہ کردیا۔ (از سیرت مصطفیٰ ج ۳ ص ۳۴۱)

ام المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ضرار

جویریہؓ کا اصل نام برہؓ تھا، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا، یہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی تھیں، پہلا نکاح مسافع بن صفوان مصطلق سے ہوا، جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا۔ اس غزوہ میں حضرت جویریہؓ بھی قید ہوکر آئیں، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ۴۰۰ درہم مہر میں اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر بیس سال تھیں، آپؓ نے ۶۵ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

ام المومنین صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا

آپؓ بنی نضیر کے سردار حی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں، ماں کا نام حزہ بنت سموئیل تھا، جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، صفیہؓ کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا سلام کے طلاق دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے حبالہ عقد میں آئیں، کنانہ غزوہ خیبر میں قتل ہوا۔ یہ گرفتار ہوئیں، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ آپؓ کی آزادی ہی آپ کا مہر قرار پایا۔ (بخاری)

خیبر سے واپسی پر مقام صہباء پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی دعوت ولیمہ فرمائی۔ اس ولیمہ میں صرف ستو اور پنیر شامل تھا۔ اس دعوت میں گوشت اور روٹی نام کو نہ تھی۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت آپؓ کی عمر ۱۷ سال اور سن ۷ھ تھا، آپؓ نے ۶۲ سال عمر پا کر ۱۴ رجب ۵۰ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (عیون الاثر، بخاری و مسلم ج ۳)

حضرت ام المومنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

والدہ کا نام ہندہ اور والد کا نام حارث تھا۔ آپؓ کے ساتھ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا نکاح ۷ھ میں مکہ مکرمہ کے مقام سرف میں ہوا۔ تعجب ہے کہ جہاں نکاح ہوا وہیں ۵۱ھ میں دفن ہوئیں اور نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے پڑھائی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، یزید بن عاصم اور عبداللہ بن شداد نے قبر میں اتارا، یہ تینوں آپ کے بھانجے تھے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ آپؓ کا مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا تھا، آپؓ نے کل عمر ۸۰ پائی۔

ان گیارہ خواتین کو اسلام میں اہل بیت رسول، رسولؐ کی گھر والیاں ازواج مطہرات اور امہات المومنینؓ کے مقدس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی عظمت اور فضیلت کے گلدستے قرآن وحدیث میں مہک رہے ہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں کے نزدیک ان ماؤں کا رتبہ حقیقی ماؤں سے بھی افضل و برتر ہے۔ کیونکہ ان تمام ازواج کو خدائے لم یزل نے خود مسلمانوں کی مائیں قرار دیا ہے۔ ان گیارہ ازواج کے علاوہ آپؐ کی تین باندیاں بھی تھیں، جن کے نام حسب ذیل ہے۔

(۱) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ آپؐ کے ام ولد ہیں، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؓ انہی کے بطن سے تھے، ماریہؓ کو مقوقس کے بادشاہ اسکندر نے بطور نذرانہ بھیجا تھا، حضرت ماریہؓ کا انتقال عہد فاروقیؓ میں ۱۶ھ میں ہوا، آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت میں ۸ھ میں تشریف لائیں۔

(۲) حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا

یہ بنی قریظہ کی جنگ میں اسیر ہو کر آئیں، حجۃ الوداع میں ۱۰ھ میں آپؓ کی وفات ہوئی، ایک

قول کے مطابق حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے آپؓ کو آزاد کر کے نکاح فرمایا۔

(۳) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

یہ دراصل حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی لونڈی تھیں، یہ انہوں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو ہبہ کر دی تھی۔ (زرقانی ص ۲۷۱ ج ۳)

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے صاحبزدگان

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کیا، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ۱۔ حضرت قاسمؓ ۲۔ حضرت عبداللہؓ (طیب، طاہر) ۳۔ حضرت ابراہیمؓ

آپ کے تینوں فرزند بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ شہزادگان رسولؐ میں حضرت ابراہمؓ زیادہ مشہور ہوئے تھے، جب آپؓ بیمار ہوئے تو حضرت خاتم المرسلین ﷺ سخت غمگین ہوئے، بخاری شریف میں ہے آپؐ نے ابراہمؓ کو سخت بیماری اور آخری وقت ہاتھوں میں لے کر فرمایا............: **یاابراھیم انّا بِفِراقکَ لمحزونین**

اے ابراہمؓ......! ہم تیرے غم میں بہت پریشان ہیں۔

آپ کی وفات پر کفار نے شادیانے بجائے تھے، اسی پر قرآن کی سورہ کوثر نازل ہوئی تھی۔ آپؓ کا انتقال ۱۶ ماہ کی عمر میں ۱۶ ربیع الاول ۱۰ھ میں ہوا، جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت قاسمؓ سے بھی آپؐ کو بے حد محبت تھی، انہی کے نام سے آپ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہے۔ آپ ایک سال پانچ ماہ زندہ رہ کر طائف میں فوت ہوئے۔ یہ آپ ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ عبداللہؓ نبوت کے بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، ایک سال چھ ماہ آٹھ روز زندہ رہے، آپؓ کی وفات طائف میں ہوئی۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی صاحبزادیاں اور نواسے نواسیاں

حضرت زینبؓ کی فضیلت میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: میری بیٹیوں میں زینب سب سے بہترین ہے، حضرت زینبؓ آپؐ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ خیرالبنات زینبؓ بعثت نبوی سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ اپنے خالہ زاد بھائی قاسم ابوالعاص بن ربیع اموی سے آپؓ کا نکاح ہوا، آپؓ کے لڑکوں کے نام......علیؓ اور لڑکی کا نام امامہؓ تھا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نواسوں میں علیؓ سب سے بڑے تھے۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق فتح مکہ میں خانہ کعبہ کے بت گراتے وقت یہی علی بن ابوالعاص حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوئے۔ (طبقات ابن سعد، رحماء بینہم)

متعدد روایات میں ہے کہ نواسہ رسول علیؓ اس وقت سات سال کے تھے اور آپؐ کے ساتھ بطور ردیف سوار ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ گئے تھے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی سب سے بڑی نواسی امامہؓ بنت ابوالعاص ہیں۔ غزوہ بدر کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے اسی نواسی امامہؓ کے گلے میں ہار ڈالا تھا۔ (صحیح بخاری)

حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق جب آپؓ کی وفات ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسی امامہؓ سے شادی کی، یہ حضرت فاطمہؓ کی حقیقی بھانجی تھیں۔ گویا کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کی زوجہ ہوئیں اور بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ آپ کی خوش دامن یعنی ساس قرار پائیں۔ ساس بہرصورت ماں کے درجہ میں ہوتی ہے، ایک طبقہ حضرت علیؓ کی بیوی حضرت فاطمہؓ کو تو یاد رکھتا ہے۔ اور حضرت علی کی ماں (ساس) حضرت زینبؓ کا سرے سے انکار کر دیتا ہے۔ (فیاللعجب)

حضرت علی بن ابوالعاصؓ کے بارے میں ایک ہے کہ وہ معرکہ یرموک میں شہید ہوئے۔

امامہؓ سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ بہت محبت فرماتے تھے۔ امامہ بھی آپ ﷺ سے بہت

مانوس تھیں، بعض اوقات نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش پر چڑھ جاتی تھیں، آپؐ آہستہ سے ان کو اتار دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرتبہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پاس ایک ہار آیا، تمام اہل بیتؓ اس وقت جمع تھے۔ امامہ گھر کے ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ہار میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا، سب کا گمان تھا کہ ہار حضرت عائشہؓ کو ملے گا لیکن آپ نے امامہؓ کو بلایا اور اول ان کی آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے پونچھا اور وہ ہار ان کے گلے میں ڈالا۔ (مسند احمد و طبقات ابن سعد)

حضرت علیؓ کی زوجیت میں حضرت امامہؓ کے ہاں یحییٰ اور زید پیدا ہوئے، حضرت علیؓ کی وصیت کے مطابق آپؓ کے بعد امامہؓ کی شادی حضرت مغیرہؓ سے ہوئی۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۵)

حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما

ابتداء میں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ ابولہب کے دو لڑکوں سے منسوب تھیں۔ سورہ تبت یدا کے نزول کے بعد رخصتی سے قبل ہی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے ابولہب نے طلاق دے دی تھی، بعدازاں دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت رقیہؓ کے ہاں حضرت عثمان غنیؓ سے ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا، یہ بچہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا، حضرت رقیہؓ کا انتقال بیس سال کی عمر میں ہوا۔ ۲ھ میں حضرت ام کلثومؓ بھی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں، اسی طرح حضرت عثمانؓ "ذوالنورین" کہلائے، چھ سال تک حضرت ام کلثومؓ آپؓ کے عقد میں رہ کر ۹ھ میں فوت ہوئیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ کا نام فاطمہؓ اور لقب زہراء تھا، زہد اور دنیا سے بے غرضی کی وجہ سے بتول بھی

Scanned with CamScanner

جاتا ہے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بعثت کے پہلے سال پیدا ہوئیں۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے آخری سالوں میں آپؐ کی تمام اولاد میں صرف آپؓ زندہ تھیں، سب سے چھوٹی اور خوشحالی کے زمانے میں موجود ہونے کی وجہ سے آپؐ کو حضرت فاطمہؓ سے بے حد محبت تھی۔ ۲ھ میں حضرت علیؓ کے ساتھ آپؓ کا نکاح ہوا۔ مہر کی رقم حضرت عثمانؓ نے ادا کی اور نکاح کے گواہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف قرار پائے۔ شادی کا تمام سامان بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ نے خریدا تھا۔

حضرت فاطمہؓ کے بطن سے کل پانچ بچے پیدا ہوئے، جس میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بعض مورخین نے تین ہی لڑکیاں رقم کی ہیں۔۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ۔

حضرت فاطمہؓ کے بے شمار فضائل احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے نماز جنازہ پڑھایا۔ (کشف الغمہ وترمذی) حضرت فاطمہؓ عبادت گزار شب زندہ دار اور نہایت پاک باز خاتون تھیں۔ آپؓ کو ساری کائنات کے سردارؐ کے جسم کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔

کل نواسے نواسیاں

اس طرح آپ ﷺ کے نواسے اور نواسیوں کی کل تعداد............:

۱۔ حضرت علیؓ بن قام ابوالعاص بن ربیع اموی۔ ۲۔ حضرت عبداللہؓ بن عثمان بن عفان اموی
۳۔ حضرت حسن بن علیؓ۔ ۴۔ حضرت حسین بن علیؓ۔ ۵۔ حضرت محسن بن علیؓ
۶۔ حضرت امامہؓ بنت ابوالعاص۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت علیؓ اور دوسرا نکاح حضرت مغیرہ سے ہوا۔
۷۔ حضرت زینب بنت علیؓ۔ آپؓ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہو۔

۸۔ حضرت رقیہ بنت علیؓ، آپؓ کا نکاح حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے ہوا۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ایمان لانے والے چچا اور چچازاد

برادران

۱۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب۔ ۲۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے چچازاد بھائی

۱۔ حضرت علیؓ بن ابوطالب۔ ۲۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس۔ ۳۔ حضرت جعفرؓ بن ابوطالب۔ ۴۔ حضرت عقیلؓ بن ابوطالب۔ ۵۔ حضرت عبیداللہؓ بن عباس۔ ۶۔ حضرت قیمؓ بن عباس

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی پھوپھیاں

۱۔ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب ۲۔ حضرت امیمہؓ بنت عبدالمطلب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے والد مکرم حضرت عبداللہؓ اور والدہ حضرت آمنہؓ برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ ان کی عظمت شان آپ کے مرتبہ و مقام سے ظاہر ہے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے مذکورہ بالا جملہ اقارب ہی آپ کے اہل بیت ہیں۔ ان میں آپ کی ازواج مطہرات کو امت کی ماؤں کا درجہ حاصل ہے، ظاہر ہے، ماں کے ہم پلہ پورے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوتا۔

خاندان نبوت سے خلفاء اسلام کے تعلقات

جس طرح صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیعہ اور ایرانی پیشوا خمینی کا عقیدہ یہ ہیکہ چار آدمیوں کے سوا تمام صحابہ کرامؓ منافق اور کافر تھے۔ اسی طرح شیعہ کا نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے رشتہ

Scanned with CamScanner

داروں میں حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ (نعوذ باللہ) دشمن تھے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے مذکورہ قریبی عزیزوں کے دل میں جمیع صحابہ کرامؓ اور خلفاء ثلاثہؓ سے بغض اور عداوت تھی۔ انہوں نے مجبوراً یعنی تقیۃً بادل نخواستہ ان کی صداقتوں کو تسلیم کیا تھا۔ وودل سے ان سے نفرت کرتے تھے۔ اگرچہ شیعہ کے اس نقطہ نظر کی کوئی اصل نہیں اور قرآن وسنت اور تاریخ کے حقائق ایک لمحہ کے لیے بھی اس من گھڑت نظریہ کے مؤید نہیں ،تاہم شیعہ کے بے بنیاد اور اسلام سے متصادم نظریہ کی چند بنیادی تحریریں ملاحظہ ہوں۔

آیئے اب ہم قرآن وسنت اور تاریخ کے حقائق کی روشنی میں صحابہ کرامؓ خلفاء راشدین اور خاندان نبوت ﷺ کے مابین باہمی محبت مودت کا الصاق وارتباط، اخوت اور والہانہ الفت کے چند واقعات نقل کرتے ہیں، جن سے قارئینکے سامنے یہ حقیقت پیش کرنا مقصود ہے کہ شیعہ اور ایرانی پیشوا خمینی کا نقطہ نظر من گھڑت اور اسلامی تاریخ سے متصادم ہے۔

صحابہ کرامؓ اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کے درمیان گہرا انس اور قرابت داری کے بعد یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان یہاں بھی شدید اختلاف ہے، ۱۴۰۰ سو سال سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کہ قرون اولیٰ کی اس مقدس جماعت کے مابین بغض وعداوت، شقاوت ودشمنی ثابت کر رہا ہے جب کہ وہ آپس میں رحمدل تھے ان کی پوری زندگی باہمی پیار اور محبت سے عبارت ہے ما اہل بیت کے تمام مکاتب فکر اس نظریہ پر کار بند ہیں آپ حیران ہوں گے کہ شیعہ نظریات کی ساری عمارت اسی بنیاد پر استوار ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوت ﷺ کے درمیان دشمنی ثابت ہو جائے اگر کسی جگہ حقائق کے سامنے آجانے کی وجہ سے بھی دشمنی ثابت نہ ہوسکے تو یقین کیجئے شیعہ عقائد کی ساری عمارت زمیں بوس ہوگئی ہے۔ اپنے مذہب کی اولوالعزم شخصیات کے مابین دشمنی ثابت کر کے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے والا دنیا کا یہ پہلا مذہب ہے۔

بارہواں باب

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خاندان نبوتؐ

فضیلت صدیق اکبرؓ پر حضرت علیؓ کے دو اہم خطبے

علامہ سیوطیؒ۔ ابن حجر مکیؒ، اپنی کتاب اسن المطالب، امام بزارؒ، فضائل صحابہ کرامؓ میں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ایک موقع پر فرمایا:۔

"آپ بتاؤ......! کہ مسلمانوں میں سب زیادہ بہادر کون ہے۔ اس نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ نے فرمایا: ابوبکر صدیقؓ، میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو پکڑا ہوا تھا، ایک شخص آپ پر غالب آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرا آپ کو گرانا چاہتا تھا اور وہ کہہ رہے تھے تم ہی ہو، جس نے کئی خداؤں کو ایک بنا دیا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: بخدا ہم میں کوئی قریب نہیں گیا سوائے ابوبکرؓ کے، وہ ایک کو مارتے اور دوسرے کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمایا، تمہارے لئے ہلاکت ہو تم اس ذات اقدسؐ کو اس لئے شہید کرنا چاہتے ہو کہ وہ فرماتے ہیں ،میرا رب ایک اللہ ہے۔ حضرت علیؓ نے جو چادر اوڑھی ہوئی تھی وہ اٹھائی اور رو دیئے اور اتنا روئے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی، پھر فرمایا، میں تم سے پوچھتا ہوں، آل فرعون کا مومن بشر تھا یا ابوبکرؓ، لوگ چپ رہے تو فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے، بخدا ابوبکرؓ کی ایک ساعت آل فرعون کے مومن جیسے سے بہتر ہے اس نے اپنا ایمان چھپایا اور ابوبکرؓ نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

''میرے پاس جبرائیلؑ امین تشریف لائے تو میں نے کہا، عمر بن خطابؓ کے فضائل بیان کرو، انہوں نے کہا یارسول اللہ، اگر میں آپ کے سامنے اتنا عرصہ عمر فاروقؓ کے فضائل بیان کرو، جتنا عرصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرمایا یعنی ساڑھے نوسوسال، تو عمرؓ کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور عمرؓ ابوبکرؓ کی نیکیوں میں ایک نیکی ہے۔ (بحوالہ برکات آل رسولؐ ص ۲۸۷)

امام بزارؒ مشہور صحابی حضرت اسید بن صفوانؓ سے روایت کرتے ہیں۔

''جب مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو آپ کا جسد مبارک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا، مدینہ آہ وبکا سے گونج اٹھا اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے روز کی طرح لوگوں پر دہشت طاری ہوگئی، حضرت علیؓ تیزی سے چلتے ہوئے اناللہ پڑھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے تشریف لائے ''الیوم انقطعت خلافت النبوۃ '' آج نبوت کی خلافت ختم ہوگئی، اس موقع پر حضرت علی نے ایک اثر انگیز خطبہ دیا جو ایک طرف صدیق اکبرؓ کے کمالات کا احاطہ کرتا ہے اور دوسری طرف حضرت علیؓ کی بلاغت وفصاحت اور صدیق اکبرؓ سے ان کے والہانہ تعلق کی نشاندہی کرتا ہے۔ اے ابوبکرؓ خدا تم پر رحمت فرمائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خاندان نبوت کے ساتھ رشتہ داری

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوامؓ سے بیاہی ہوئی تھی، جن سے مشہور صحابیؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ (رحماء بینھم)

۲۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی ایک چہیتی بیٹی حضرت عائشہؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نکاح میں آئیں، یہ نکاح براہ راست خدا کے حکم سے ہوا۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی تو قرآن عظیم ۱۷ آیات (سورہ نور) میں حضرت عائشہؓ کی صفائی پیش کر کے منافقین اور دشمنان عائشہؓ کو جہنم کی خوشخبری دی۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰنؓ کی لڑکی اسماءؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے چھوٹے لڑکے محمد کے لڑکے قاسم بن محمد بن ابوبکر کا آپس میں نکاح ہوا اور دوسری آپ کی پوتی تھیں۔ ان کے گھر میں ایک لڑکی ام فروہؓ پیدا ہوئیں، ام فروہؓ امام باقرؒ کے نکاح میں آئیں، انہی کے بطن سے حضرت امام جعفر صادق پیدا ہوئے، اسی رشتہ کی وجہ سے حضرت امام جعفرؒ فرماتے تھے، ''ولدنی ابوبکرؓ مرّتین'' ابوبکرؓ نے مجھے دو دفعہ جنا۔ یوں کی وجہ سے وہ میرے ننھیال بھی ہیں اور ددھیال بھی، جس امام جعفر صادقؒ کے نام سے فقہ جعفریہ کی بنیاد رکھی گئی وہ تو خود حضرت ابوبکرؓ ہی کی اولاد سے ہیں۔ پھر ام فروہؓ کی اولاد میں امام جعفر صادقؒ کے بعد حضرت موسیٰ کاظمؒ، حضرت رضا کاظمؒ، حضرت تقی علیؒ، حضرت نقی علیؒ حضرت حسن عسکریؒ پیدا ہوئے۔

۴۔ شہنشاہ ایران کی دو لڑکیاں نفیسہ اور شاہ جہاں (شہربانو) جنگ فارس میں قید ہو کر آئیں، حضرت عمرؓ نے ان میں نفیسہ کا نکاح حضرت محمدؒ بن ابوبکرؓ سے کیا اور شاہ جہاں حضرت حسینؓ کو دے دی، اس طرح حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے صاحبزادے قاسمؒ بن محمدؒ بن ابوبکرؓ اور حضرت زین العابدینؒ بن حسینؓ بن علیؓ آپس میں خالہ زاد ہیں۔

۵۔ حضرت ابوبکرؓ کی چار بیویاں تھیں، بیک وقت دو سے زیادہ کبھی موجود نہیں رہی، آخری بیوی حضرت اسماءؓ بنت عمیس ہیں۔ یہ حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں موجود تھیں۔ جو حضرت علیؓ کے بڑے بھائی اور جنگ موتہ کے شہید ہیں، آپ کی شہادت کے بعد یہ بیوہ ہوئیں، تو حضرت علیؓ نے خود بیوہ بھابھی کا نکاح حضرت ابوبکرؓ سے کیا حضرت جعفرؓ سے حضرت اسماءؓ کے دو بیٹے محمد بن جعفر اور عبداللہ بن جعفرؓ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں اسماءؓ سے حضرت محمد بن ابوبکرؓ

اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں، جب حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے تو اسی بھابھی سے خود حضرت علیؓ نے نکاح کیا، جن سے یہاں زید اور یحییٰؒ پیدا ہوئے۔ ملاحظہ ہو کہ...... اسماءؓ کی دیگر آٹھ بہنیں تھیں، جن میں سے حضرت ام فضل، حضرت عباس سلمی بنت عمیس، حضرت حمزہؓ، قریبۃ الصغری، حضرت معاویہ، اور سوتیلی بہن میمونہ بنت حارث حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے گھر میں موجود تھیں۔ ان تمام رشتوں میں حضرت ابوبکرؓ پورے خاندان نبوت کے ہم زلف ٹھرے۔ ہم زلف ہونا باہمی محبت کی علامت ہے۔

خلافت صدیق اکبرؓ پر حضرت علیؓ کی گواہی

حضرت ابوبکر صدیقؓ دو سال تین ماہ دس دن تک خلیفہ رہے۔ اس مدت میں حضرت علیؓ آپ کے مشیر اور وزیر کی حیثیت سے ہمیشہ ساتھ رہے، جب آپ کی خلافت کا اعلان ہو تو حضرت علیؓ نے آپ کی بیعت کی، بعض لوگوں نے کہا، آپ نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی، آپ نے فرمایا:

''نماز دین کا سب سے بڑا استون ہے، وفات کے وقت حضور ﷺ نے اس ستون کے لیے حضرت ابوبکرؓ کو ہمارا امام مقرر کیا، خلافت دنیا کا سب سے بڑا ستون ہے، جب دین کے لیے صدیق اکبرؓ امام بنائے گئے تو ہم کو دنیا کے لئے بھی انہی کو اپنا امام بنانا چاہیئے۔ (ریاض النضرہ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ و فاطمہؓ

حضرت ابوبکرؓ حضرت حسینؓ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ بچپن میں ایک مرتبہ جب حضرت حسینؓ آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے فرمایا...... ''بیٹا علیؓ کا ہے چہرہ نبیؐ کا ہے۔'' حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ ہوئے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مال غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر حضرت حسینؓ کو ہدیۃً بھیجی تو آپؓ نے اسے بخوشی قبول فرمایا۔ (فتوح البلدان ص ۲۵۴)

حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں، آپ کی بیاری میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ آپ کی تیمارداری میں شریک رہیں۔ سات روز تک آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس رہیں۔ جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ اور حضرت عباسؓ کی بیوی حضرت ام الفضلؓ نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ جب مسجد نبوی میں لایا گیا تو صحابہ کرامؓ پر بڑی پریشانی کا عالم تھا، حضرت علیؓ سمیت کئی صحابہ کرامؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبارئی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا علیؓ......! فاطمہؓ کا جنازہ پڑھاؤ، کیونکہ ہر خاوند کو اپنی بیوی کا جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جنازہ آپ پڑھائیں! کیونکہ میں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے سنا ہے ''کسی قوم سے یہ لائق نہیں کہ ابوبکرؓ موجود ہوں اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا امامت کرائے۔ (ترمذی، کشف الغمہ)

حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عباسؓ، سمیت پورے خاندان نبوت نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ ادا کی۔

آپ نے دیکھا کہ اپنے بیٹوں، بیٹیوں، اور بیویوں کے ناطے کے طور پر حضرت ابوبکرؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے خاندان میں کس قدر قریب ہیں۔ شیعہ اور اہل سنت کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ہی کی تحریک پر حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا، پھر نکاح کے گواہوں میں سب سے پہلا نام بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔ اگر خدانخواستہ صدیق اکبرؓ مسلمان نہ تھے یا بقول خمینی قرآن کے مخالف تھے تو کیا حضرت خاتم المرسلین ﷺ

اور حضرت علیؓ اس قدر قرابت داری رکھ سکتے تھے، اگر شیعہ نقطہ نظر کو تسلیم کرلیا جائے تو ان تمام رشتہ داریوں، نکاح، نماز جنازہ وغیرہ میں حضرت علیؓ اور حضرت خاتم الرسلین ﷺ کی خود اچھی پوزیشن اور کیا ہوگی۔

تاریخی حقائق اور احادیث رسولؐ کا ذخیرہ نہایت واشگاف انداز میں مسلمانوں کے اجماعی نقطہ نظر کی تائید کررہا ہے۔ یہاں شیعہ افکار کو کوئی یارا نہیں، یہ جھوٹ اور بے بنیاد نظریہ اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ ۱۴۰۰ سال سے امت مسلمہ کے تمام گروہ صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوت کی باہمی محبت والفت وپیار ہی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے کسی فرقہ یا جماعت کا کوئی اختلاف نہیں، شیعہ چونکہ اسلام کے متوازی ایک علیحدہ جماعت ہے۔ اس لئے اس کے نظریات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی، ملا باقر مجلسی، اور خمینی کی طرف سے صحابہ کرامؓ اور خاندان نبوت کے درمیان باہمی دشمنی اور بغض ثابت کرنے کے لیے جو ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے۔ وہ ہٹ دھرمی اور ضد پر مبنی ہے، کوئی صاحب انصاف ان حقائق کے بعد شیعہ نقطہ نظر کی تائید نہیں کرسکتا۔

حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے القاب

رجل مبارک........... بابرکت شخص...... تاریخ طبری ج ۵ ص ۱۵۶

نجیب امت........... شریف مخلص...... مسند احمد ج ۱ ص ۱۴۲، ترمذی ص ۵۴۱

فاروق........... حق وباطل میں فرق کرنیوالا...... النضرہ ج ۱ ص ۲۴۶

خلیل وصدیق........... سچے اور پیارے دوست...... ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۷۹

القوی الامیں........... زبردست امانت دار...... تاریخ طبری ص ۵ ج ۱۸

امام ہدایت وراشد........... مرشد مصلح...... طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۹

رشید الامر........... صحیح الرائے...... تاریخ کبیر ج ۲ ص ۱۴۵ (بحوالہ: رحماء بینھم ج ۲)

حضرت عمرؓ کی ہجرت پر حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علیؓ فرماتے ہیں..........

"ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی، لیکن حضرت عمرؓ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں تلوار لی اور دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ تشریف لائے، سات مرتبہ طواف کیا۔ دو رکعتیں مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر ادا کیں۔ پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا...... جو شخص اپنی اولاد کو یتیم، بیوی کو بیوہ کرانا چاہے وہ پہاڑ کے اس پار آکر میرا راستہ روک کر دکھائے۔ کسی میں جرات نہ ہوئی۔

(از تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی)

خلافت صدیقیؓ

☆ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر پوری امت کا اجماع ہوا۔ سب سے پہلے بیعت کرنے والوں میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ تھے۔

☆ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۱ لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر دو سال تین مہینے دس دن تک خلافت قائم کی۔

☆ مسلیمہ کذاب کو شکست فاش دے کر جنگ یمامہ کی کامیابی، منکرین زکوۃ وحدیث کی سرکوبی خلافت صدیقی کا شاہکار کارنامہ ہے۔

☆ دمشق اور شام کے علاقے حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں ہی مکمل طور پر اسلام کے زیر نگین آئے۔

تیرھواں باب

حضرت عمرؓ اور خاندان نبوت

حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کی بیعت

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا............:

''میں نے ایک عہد کیا ہے...... کیا تم اس پر رضامند ہوتے ہو؟...... لوگوں نے جواب دیا...... کہ اے خلیفۂ رسولؐ......! ہم اس بات پر راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا......: کہ عمرؓ بن الخطاب کے بغیر ہم کسی دوسرے شخص کے حق میں راضی نہیں ہوں گے۔

(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۷۔۔ صواعق محرکہ ص ۵۴۔۔ ریاض النضرہ ص ۸۸۲)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ خلیفۃ المسلمین ہوئے۔ آپ کی سب اصحابؓ، بشمول سیدنا حضرت علیؓ نے بھی بیعت فرمائی۔

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ............:

''پس مسلمانوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی۔ پس جب وہ جہاد کے لئے مجھ سے کہتے تو میں جہاد میں شریک ہوتا، جب وہ مجھے عطایا و ہدایا دیتے تو میں قبول کرتا...... پس ابوبکرؓ نے (آخری وقت میں) عمرؓ کے حق میں اشارہ کیا اور اس معاملہ میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس مسلمانوں نے عمرؓ سے بیعت کی۔ میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ عمرؓ کی بیعت کی۔ جب وہ غزوات میں مجھے طلب کرتے، تو میں ان کا شریک کار ہوتا اور

عطیات و غنائم وغیرہ جب وہ مجھے عنایت کرتے تو میں ان کو قبول کرتا''۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۸۲)

علمائے اہل سنت کی ان کتابوں اور ان حقائق سے شیعہ احباب متفق نہ ہوں تو ان کی تسلی کے لئے شیعہ مجتہد شیخ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی (۴۶۰ھ) کا قول درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے..........!

فبایعت ابابکر کما بایعتموہ ...... فبایعت عمر کما بایعتموہ ......فوفیت لہ بیعتہٗ حتی لماقتل جعلنی سادس ستة فدخلت حیث ادخلنی

''جس طرح تم نے ابوبکرؓ کی بیعت کی اسی طرح میں نے بھی ان سے بیعت کی...... پھر جس طرح تم نے عمرؓ کی میں نے بھی اسی طرح عمرؓ کی بیعت کی اور بیعت کے حقوق کو میں نے ادا کیا، حتیٰ کہ جب عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو عمرؓ نے مجھے چھ آدمیوں (کی کمیٹی) میں ایک ممبر قرار دے کر شامل کیا اور میں نے شامل ہونا قبول کیا''۔ رحماء بینھم حصہ دوم ص ۵۷)

شیعہ حضرات کی اس روایت کے پیش نظر یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت عمرؓ کی بیعت کی تھی اور آپ کو امیر المومنین بہ دل و جان تسلیم کیا تھا یہ اور بات ہے کہ شیعہ مجتہدین اس پر تقیہ کی سیاہ چادر اوڑھا دیں۔

حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کا ادب

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اس کے بعد آپ کو ہمیشہ ''امیر المومنین'' کہہ کر مخاطب ہوتے تھے، تاکہ بعد میں آنے والے کو کسی طرح کی بھی بدگمانی پھیلانے کا موقع نہ ملے، ادب و احترام کی اس کیفیت کو شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید شیعی (۶۵۶ھ) کی زبانی سنیئے......!

''(حضرت) علیؓ (حضرت) عمرؓ کو اس وقت سے جب وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ امیر المومنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور یہ بات اسی طرح کتب وحدیث وکتب سیر وتاریخ میں بیان ہوئی ہے''۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۶۳۴)

دوستانہ ذمہ داری

ادب واحترم کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے سیدنا عمرؓ کی ہمشیہ بھلائی چاہی ہے۔ آپ کی دنیوی اور اخروی زندگی کو بہتر اور اچھی دیکھنے کے آرزومندر ہتے تھے۔
حضرت امام ابویوسفؒ (۱۸۲ھ)، حضرت امام ابوحنیفہ (۱۵۹ھ) سے نقل فرماتے ہیں کہ......:

''جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے تو اس وقت حضرت علیؓ نے ازراہ ترغیب وتلقین حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر آپ اپنے سابق خلفاء کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں تو اپنی قمیص کو پیوند لگائیے، اپنے جوتے وموزے کو پیوند لگائیے۔ دنیوی امیدیں کم کردیجئے اور سیر ہوکر نہ کھائیے۔''

(کنز العمال جلد ۸ ص ۲۱۹۔۔ کتاب الخروج ص ۱۵ مصر)

یہ ایک دوستانہ احساس تھا۔ آپ اس امر کو اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے کہ اپنے دوستوں کی آخرت کو بہتر اور عمدہ بنانے کے لیے جو جو تجاویز ہوں وہ پیش کردی جائیں۔ اگر دوستوں کی بھلائی نہ چاہے تو گویا اس نے حق دوستی ہی ادا نہ کیا، اس لئے آپ نے ہمیشہ اس کا اہتمام کیا تھا۔
تاریخ یعقوبی کا مصنف احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی شیعی (۲۰۶ھ) بھی اسی قسم کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ............:

''حضرت علیؓ نے فرمایا......: کہ یہ تین چیزیں اگر آپ محفوظ کرلیں اور ان پر عمل درآمد کریں تو یہ آپ کے لئے دیگر اشیاء سے کفایت کریں گی۔ اور چیزوں کی

حاجت نہ رہے گی اور اگر آپ ان کو ترک کردیں گے تو ان کے سوا آپ کو کوئی چیز نفع نہ دے گی۔ اس وقت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا۔ بیان کیجئے......! حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا......: کہ ایک تو قریب وبعید سب لوگوں پر اللہ کے حدود وقوانین جاری کیجئے! دوسرا یہ کہ کتاب اللہ کے موافق رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں یکساں حکم لگائیے!۔ تیسرا یہ کہ سیاہ وسفید ہر قسم کے آدمیوں میں حق وانصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے!۔ یہ کلام سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا......: کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ آپ نے مختصر کلام کیا مگر ابلاغ تبلیغ کا حق ادا کردیا ہے''۔ (تاریخ یعقوبی شیعی ج ۲ ص ۲۰۸۔ رحماء بینھم حصہ دوم ص ۱۲۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے مابین بے پناہ محبت ومودت تھی اور ایک دوسرے کی آخرت کو اچھی دیکھنے کے خواہش مندر ہتے تھے۔ ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اگر خدانخواستہ ان کے درمیان وہ بات ہوتی جو شیعہ مجتہدوں نے پھیلا رکھی ہیں تو بتلائیے، ایسے ''کلمات مرتضوی'' کبھی ہوتے۔ نصیحت کرنا اور بھلائی چاہنا اس امر کا شاہد ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے گہرے محبّ تھے۔

بے تکلّفانہ روابط

دوستی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے کندھا ملا کر چلیں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں۔ ایک دوسرے کو محبت بھری نظر سے دیکھیں۔ ایک دوسرے کی بھلائی چاہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی وغمی میں شامل ہوں۔ سیدنا حضرت عمرؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے بے تکلفانہ روابط کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیے......:

''ایک مرتبہ قیس بن عبادہؓ حصول علم واخلاق کیلئے مدینہ منورہ پہنچے، ایک شخص کو دیکھا کہ دو چادروں میں ملبوس ہے، سر پر زلفیں ہیں۔ (دوستوں کی طرح) عمرؓ

کے کندھا مبارک پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں ؟ انہون نے بتلایا کہ علیؓ بن ابی طالب ہیں"۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ا ص ۲۱)

اگر شیعہ مجتہدوں کی اس روایت سے کہ وہ ایک دوسرے کے پکے دشمن اور ان کے درمیان گہری عداوت تھی (معاذ اللہ) سے اتفاق کرلیا جائے تو بتلائیے کیا یہ محبانہ ادائیں ہوتیں؟ ان اداؤں کا ہونا اس امر کا واضح قرینہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔

اور یہ حضرات ان تمام باتوں سے قطعاً بری ہیں جو شیعی مجتہدوں نے ان کی جانب منسوب کر رکھی ہیں۔

حضرت علیؓ حضرت فاروق اعظمؓ کے مشیر کی حیثیت سے

حضرت عمرؓ کی اقتداء

نبی کریم ﷺ کی رحلت سے قبل سیدنا صدیق اکبرؓ نے نماز کی امامت کرائی تھی، ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ان نمازوں میں برابر نماز ادا کرتے رہے۔ اسی طرح سیدنا حضرت عمرؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی آپ انہی اکابر اور یاروں کی اقتداء کرتے رہے۔ نہ آپ نے کبھی ناراضگی کا اظہار کیا، نہ کوئی احتجاج کیا۔ نہ نمازوں کا اعادہ ضروری سمجھا۔ شیعہ حضرات کے مشہور شاعر مرزا باذل ایرانی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے (دیکھئے: حملہ حیدری ج۲ ص۲۵۶) مگر شیعہ مجتہدوں نے اس بارے میں بھی یہ ہی فتویٰ دیا کہ آپ یہ سارے کام ازراہ تقیہ کرتے تھے اور اپنی نمازوں میں (خدا کی طرف متوجہ ہونے کے) ان پر لعنت کیا کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جب کبھی کسی ضرورت کی بناء پر مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو مسند خلافت پر بٹھا کر جایا کرتے تھے۔ مثلاً............

(۱)۔ یکم محرم الحرام ۱۴ھ جب حضرت عمرؓ مدینہ سے باہر پانی کے چشمہ حراء پر تشریف لائے اور تمام احباب کو لے کر بہ نفس نفیس غزوہ عراق کی طرف جانے کا عزم کیا تو اپنا نائب اور قائم مقام سیدنا علی المرتضیٰؓ کو مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔

(البدایہ ج۷ ص۲۰۔ تاریخ طبری ج۲ ص۸۳)

(۲)۔ ۱۵ھ میں فتح بیت المقدس کے لیے جب تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ (البدایہ ج۷ ص۵۵)

(۳)۔ ۱۷ھ میں جب حضرت عمرؓ سفر پر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ (البدایہ ج۷ ص۵۵)

غور فرمایئے...... ! اگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا حضرت عمرؓ کی خلافت کو برحق نہ سمجھتے اور ظلم و غصب سے بھرپور حکومت خیال کرتے تو کیا انہوں نے آپ کی نیابت اختیار نہیں کی تھی؟ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک سیدنا حضرت عمرؓ کی خلافت برحق تھی اور آپ کی تائید و حمایت ان کے شامل حال رہتی تھی۔

حضرت عمرؓ کی سفارت

سیدنا حضرت عمرؓ نے جب سیدنا حضرت علیؓ نجران کا والی اور حاکم بنا کر بھیجا تو ساتھ ہی یہ خط بھی تحریر فرما دیا کہ............:

"میں علیؓ بن ابی طالب کو آپ کی طرف خاص وصیت کرتا ہوں (اور حکم دیتا ہوں

Scanned with CamScanner

کہ) جو شخص تم میں سے اسلام لائے اس کے ساتھ بہتر وخوش تر معاملہ کیا جائے۔" (کنز العمال ج ۲ ص ۳۱۲)

اس معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا حضرت عمرؓ کی خلافت کو برحق سمجھتے تھے اور آپ کی طرف سے مختلف مقامات پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ غور کیجئے......! دنیا میں اگر کوئی کسی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا تو نہ اس کی مدد ونصرت کرتا ہے نہ اس کی طرف سے والی اور حاکم عہدہ قبول کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس حکومت کو ہی برحق نہیں سمجھتا۔ جب ایک عام شخص کا یہ حال ہے تو کیا شیر خدا، اسد اللہ الجبار کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے غصب کی ہوئی خلافت کو ہی برحق سمجھ لیا تھا؟ جب یہ نہیں ہو سکتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہی ہوگا کہ آپ کے نزدیک سیدنا حضرت عمرؓ برحق، عادل اور آپ کی خلافت خلافت راشدہ اور علیٰ منہاج النبوۃ تھی، اسی لئے تو آپ نے نجران کا والی اور حاکم بننا قبول کیا تھا۔

اخراج یہود میں سیدنا عمرؓ کی موافقت

سیدنا حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں نجران کے یہودیوں کو ارض حجاز سے جلاوطن کر دیا تھا۔ آپ کا یہ ردعمل رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے تحت تھا کہ:

"میں پورے جزیرہ عرب سے یہود ونصاریٰ کو نکال دوں گا اور اس میں مسلمانوں کے سوا کسی کو رہنے نہ دوں گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۹۴ عن جابرؓ)

آپ ﷺ نے مرض وفات میں جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی ......! "مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو"! ۔ (بخاری ج ۴ ص ۸۵)

سیدنا حضرت عمرؓ کا یہ عمل عین منشاء رسالت تھا، یہی وجہ ہے کہ یہود ونصاریٰ اور ان کے پیروکار (روافض) سیدنا حضرت عمرؓ سے خاص عداوت رکھتے ہیں اور ان کی ساری کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدنا حضرت عمرؓ کو بدنام وبدکام بتلایا جائے۔ لیکن جب سیدنا حضرت

علی المرتضیٰؓ کا دور مبارک آیا اور آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ سے ان اعدائے اسلام نے درخواست کی کہ ہمیں واپس بلا لیا جائے...... سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان کی اس درخواست کو شدت سے مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ...... "عمرؓ کا فیصلہ صحیح تھا اور اس سے زیادہ صحیح الرائے کون ہو سکتا ہے؟"۔ (کتاب الخراج ص ۴۷)

یعنی جو کام سیدنا عمرؓ نے کیا ہے چوں کہ وہ عین منشائے رسالت مآب ﷺ تھا اس لئے میری کیا مجال کہ میں اس کو ختم کر دوں۔ (اللہ اکبر)

غور فرمایئے......! سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے روافض کے عقیدے کی کس قدر صراحت کے ساتھ تردید کر دی۔ (فللہ الحمد)

(۲) اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ایک مسئلہ پر فرمایا ......: جو گرہ عمرؓ نے لگا دی ہے میں اس کو نہیں کھولوں گا۔ (کتاب الخراج)

مراد یہ ہے کہ جو کام سیدنا حضرت عمرؓ نے شروع کر دیئے ہیں ان میں تبدیلی نہیں کروں گا۔

(۳) عبد خیر کہتا ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ......:

"عمرؓ بن الخطاب (کان موفقاً) بہتر توفیق دیئے گئے تھے۔ (رشیداً فی الامر) امور (خلافت) میں درست فیصلہ کرنے والے اور صحیح معاملہ فہم تھے، اللہ کی قسم جو کام عمرؓ نے کر دیئے ہیں ان کو میں تبدیل نہیں کروں گا۔"

(تاریخ کبیر۔ بخاری جلد نمبر ۲ ص ۱۴۵)

(۴) سیدنا حضرت حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت علیؓ جب مدینہ سے کوفہ تشریف لائے تو مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے عمرؓ بن الخطاب کی مخالفت کی ہو یا ان کے کسی کام میں تغیر پیدا کر دیا ہو"۔ (ریاض النضرہ لمحب الطبری ج ۲ ص ۶۵۔ رحماء بینھم ص ۱۴۱)

اس قسم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے دور میں بھی سیدنا حضرت عمرؓ کے کئے ہوئے فیصلوں کی توثیق وتائید کی اور انہیں اسی مقام پر بحال رکھا جس مقام پر سیدنا عمرؓ نے رکھا تھا اگر بالفرض سیدنا عمرؓ کے سارے کام غلط در غلط تھے تو کیا سیدنا علی المرتضیٰؓ اپنے دور خلافت میں ان کو بحال رکھتے۔ سوچیں اور فیصلہ کریں۔

باہمی مشاورت

مشورے دیتے وقت عمرؓ کے پورے دور خلافت میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے مشیر خاص کی حیثیت سے اپنے فرائض میں کبھی کوتاہی نہیں فرمائی اور سیدنا حضرت عمرؓ بھی آپ کے مشوروں کو اکثر وبیشتر ترجیح دیا کرتے تھے۔

مشہور مورخ بلاذری (۲۲۷ھ) لکھتے ہیں کہ......:

"حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کے دیگر اکابر حضرت عمرؓ کے مشیران خاص تھے"۔ (فتوح البلدان)

مشہور شیعی مجتہد طوسی (۴۶۰ھ) نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ (امالی طوسی ج ۲ ص ۲۵۶)

معلوم ہوا کہ یہ دونوں اکابر یک جان دو قالب تھے اور ان کے تعلقات بہت ہی محبانہ تھے اور ہر ہر موڑ پر ایک دوسرے کے رفیق ومعاون تھے۔ کعبۃ اللہ کے زیورات کا مسئلہ آیا تو بھی آپ نے مشورہ دیا۔

مشہور شیعہ مجتہد آئمہ جزائری مؤلف ابوتراب لکھتے ہیں کہ......:

"حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر آیا۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو اتار کر مجاہدین کے انتظام پر صرف کیا جائے تو ثواب ہوگا، بھلا کعبہ کو زیورات کی کیا ضرورت؟ لیکن سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ جس وقت قرآن محمد مصطفیٰ ؐ پر نازل ہوا تھا تو اس میں اموال کی چار قسمیں تھیں ان میں

زیورات کعبہ کا ذکر نہیں۔ یہ اس زمانہ میں بھی تھے اور اللہ نے ان کو وہیں رکھا، اللہ کا ان زیورات کو چھوڑ دینا نہ سہواً، نہ نسیان کی وجہ سے تھا اور نہ یہ اس وقت اس کی نظر سے پوشیدہ تھے۔ لہٰذا ان کو اسی جگہ پر رہنے دیا جہاں اللہ اور رسول نے ان کو رکھا۔ یہ سن کر خلیفہ (یعنی حضرت عمرؓ) نے زیورات کو وہیں رہنے دیا"۔

خلفائے ثلاثہؓ کے دور میں حضرت علیؓ کی خدمات

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ خلفاء ثلاثہ کے دور خلافت میں ان کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے ان کی طرف سے دیئے گئے عہدہ کو قبول فرماتے تھے۔ ان کی تعریف فرماتے تھے اور ان ادوار مبارکہ میں ہمیشہ آپ نے اہل اسلام کی ہر ممکن خدمت فرمائی۔ خلفائے ثلاثہ بھی ان کے ساتھ ویسا ہی محبانہ سلوک فرماتے تھے۔

حضرت امام باقرؒ (۱۱۴ھ) کی شہادت ملاحظہ فرمائیں......!

"بے شک ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ نے حدود کے فیصلے حضرت علیؓ کے سپرد کر رکھے تھے۔"

(جعفریات مطبوعہ تہران ص ۱۳۳)

شیعہ حضرات کی کتابوں میں یہ حقیقت بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے دور خلافت میں یہ اعلان کر رکھا تھا کہ: "کوئی شخص مسجد میں حضرت علیؓ کی موجودگی میں فتوٰی وفیصلہ نہ دے"۔

(حق الیقین ج ۱ ص ۱۷۴۔ سید اکبر عبداللہ بحوالہ شان فاروقی از علامہ تونسویؒ)

بتلانا یہ کہ ان حضرات کے درمیان کسی قسم کی کوئی چپقلش نہ تھی نہ ہی ایک دوسرے کے دشمن تھے نہ ہی آپس میں نفرت وعداوت، بغض موجود تھا، بلکہ کتب اہل سنت ہوں یا کتب شیعہ اس کے شاہد ہیں کہ ان کے ادوار مبارکہ میں محبت ومودت، اخوت والفت کے چہار سو پھول ہی پھول کھلے ہوئے تھے اور پوری دنیا ان پھولوں کی خوشبوؤں سے معطر ہو رہی تھی۔

Scanned with CamScanner

سیدنا حضرت حسینؓ کی شادی اور سیدنا فاروق اعظمؓ

غور کیجئے......! اگر ان حضرات کے درمیان ذرہ بھر نفرت وعداوت ہوتی تو حضرت سیدنا حسینؓ کو شادی کے لئے جو خاتون عطیہ میں ملی وہ حاصل کرتے ؟ کیا مال غنیمت قبول کرتے ؟ ہرگز نہیں۔ (دروغ برگردن راوی) حاصل یہ کہ......:

''امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ یزدجر بادشاہ کی لڑکی جب عمرؓ بن الخطاب کی خدمت میں مدینہ پہنچی تو اس کا حسن وجمال دیکھنے لے لئے مدینہ کی عورتیں مکانوں کے اوپر چڑھ گئیں اور مدینہ کی مسجد اس کی روشنی سے منور ہوگئی۔ علی المرتضیٰؓ نے عمرؓ بن الخطاب کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ اس لڑکی کو مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کو پسند کرنے کا اختیار دے دیں اس کے بعد اس شخص کے حصہ غنیمت میں اس کو شمار کرنا۔ عمرؓ بن الخطاب نے اسی طرح کرتے ہوئے لڑکی کو حسب مشاء پسندیدگی کا اختیار دے دیا۔ لڑکی نے آ کر حسین بن علیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا (چنانچہ حضرت سیدنا حسینؓ کے حصہ میں دے دی گئی) پھر علی المرتضیٰؓ نے اس لڑکی کا نام دریافت کی اس نے کہا مجھے شاہ جہاں کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تیرا نام ''شیر بانو'' تجویز ہے۔

(کتاب الصافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ جزء سوم حصہ دوم ص ۲۰۵ لکھنو از ملا خلیل قزوینی شیعی)

شیعی مجتہدین وعلماء کی تحقیق کے موافق سیدنا حسینؓ کو ایک باندھی اسلامی فتوحات میں سے فاروق اعظمؓ نے عطا فرمائی تھی اور انہوں نے بخوشی قبول کیا تھا۔ اس واقعہ کے ذریعہ ثابت ہوا کہ خلافت فاروقیؓ برحق تھی، غاصبانہ نہ تھی اور اس کے فوجی تصرفات سب درست تھے اور اس کے غنائم (مال غنیمت) کو اخذ کرنا (لینا) شرعاً صحیح تھا۔ حضرت علیؓ اور ان کے صاحبزادے فاروق اعظمؓ سے اپنے تمام مالی حقوق وصول فرماتے تھے اور ان حضرات کو کوئی سیاسی ودینی

اختلاف نہ تھا۔ یہ تاریخی واقعات ان گزارشات کے عدل ہیں۔ (رحماء بینھم حصہ دوم ص ۲۷۱)

حضرت علیؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی باہمی رشتہ داری

سیدنا حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے خسر تھے

پھر اس حقیقت سے بھی ہرکوئی آگاہ ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکرؓ صدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ رسول اکرم ﷺ کے خسر تھے اور سیدنا عثمان غنیؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ رسول پاک ﷺ کے داماد۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات ہوگئی تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس سے حضرت علیؓ نے نکاح فرمالیا۔ حضرت محمد بن ابی بکر (جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے فرزند تھے) کی کفالت سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاں ہی ہوئی

نکاح ام کلثومؓ پر اہل سنت اور کتب شیعہ کے دلائل

(۱)۔ اس طرح یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی ایک دختر نیک جو حضرت فاطمہؓ الزہراء کے بطن مبارک سے تھیں، کا نکاح سیدنا حضرت عمرؓ کے ساتھ فرمادیا تھا۔ کتب اہل سنت سے قطع نظر شیعوں کے مشہور ومعروف قاضی نوراللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں...... ''نبی دختر بہ عثمان داد و علی دختر بہ عمر فرستاد''۔ نبی نے اپنی بیٹی عثمانؓ کو دی اور علی نے اپنی بیٹی عمر کو دی۔ (مجالس المومنین ص ۸۹)

۱۔ شیعہ جماعت کا جو عقیدہ ونظریہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف اور صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام فاطمہؓ تھا، اس کے علاوہ کوئی بیٹی نہ تھی، یہ عقیدہ باطل ہوجاتا ہے۔ اس عبارت نے یہ بات کھول کر رکھ دی ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے سوا بھی بیٹیاں تھیں، جو عثما

Scanned with CamScanner

نؓ کے نکاح میں بھی آئی۔آج کل کے شیعی مجتہدوں کا غوغا کرنا اور ''قول رسول فی اثبات وحدۃ بنت رسولؐ'' نامی کتابچہ لکھ کر شائع کرنا نہ صرف حقائق کا منہ چڑاتا ہے بلکہ قاضی نوراللہ اور اس جیسے کئی شیعی مجتہدوں پر ایک زناٹے دار طمانچہ بھی رسید کرنا ہے۔مذہبی خودکشی کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال اور کیا ہوگی......؟ فاعتبروا یااولی الابصار

ب۔ دوسری حقیقت یہ واضح ہوجاتی ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی ایک دختر نیک حضرت ام کلثومؓ کا نکاح سیدنا حضرت عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا تھا۔اگر آپ مسلمان ہی نہ تھے (بقول خمینی) یا آپ ہامان کی طرح تھے (بقول ملاباقر مجلسی حق الیقین) تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اپنی لخت جگر کا ان کے ساتھ نکاح فرماتے؟ ہائے! اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

(۲)۔شیعہ کی مشہور معتبر و مستند مجموعہ حدیث ''فروع کافی'' از علامہ محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) نے تو اس موضوع پر ایک مستقل باب باندھا ہے،عنوان یہ ہے...... ''باب فی تزویج ام کلثوم'' (یہ باب سیدہ ام کلثوم کے نکاح کے بیان میں)،اس باب کے تحت ملا کلینی نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے دو روایتیں نقل کی ہیں،جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح سیدنا حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔(دیکھئے! فروع کافی جلد ۲ ص ۱۴۱)۔ ان دونوں روایتوں کے بارے میں شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ دونوں روایتیں حسن ہیں یعنی ضعیف نہیں۔(دیکھئے! مراۃ العقول ص ۴۴۸)

علاوہ ازیں اسی فروع کافی میں ص ۳۱۱ کے تحت بھی دو روایتیں درج ہیں،جن سے بھی اس امر کا اثبات ہوجاتا ہے۔

(۳)۔شیعہ حضرات کی مشہور کتاب ''الاستبصار'' مصنفہ شیخ ابوجعفر محمد بن حسن الطوسی (۴۶۰ھ) کے جزء ثالث ص ۱۸۵،۱۸۶ ''ابواب العدۃ'' میں بھی دو روایت سے اس کا اقرار

(۴)۔شیعہ گروہ کی مشہور کتاب ''تہذیب الاحکام'' مصنفہ شیخ طوسی (۴۶۰ھ) طبع ایران کتاب المیراث میں بھی اس کا اقرار ہے۔

(۵)۔شیعوں کے مشہور مجتہد سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (۴۰۶ھ) نے بھی کتاب الشافی ص ۱۱۶ طبع ایران اور کتاب تزیہ الانبیاء ص ۱۳۸،۱۴۱ طبع ایران میں اس کا اقرار موجود ہے۔

(۶)۔شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی شیعی (۴۵۶ھ) نے بھی شرح جلد ۴ ص ۵۷۶ طبع بیروت میں ایک واقعہ کے ذریعہ اس کا اثبات کیا ہے۔

(۷)۔شیعہ کے مشہور محقق الحلی (۶۷۶ھ) نے بھی اپنی کتاب ''شرح الاسلام'' میں ایک مسئلہ بیان کیا کہ آیا ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟،اس عبارت میں گویا انہوں نے کھل کر بات کی۔لیکن ان کا مافی الضمیر اس مسئلہ سے کھل جاتا ہے۔بہر حال اس کتاب کی شیعوں کے دوسرے بزرگ زین الدین احمد العاملی المعروف الشہید (۹۶۴ھ) نے شرح لکھی،جس میں اس عبارت کے تحت موصوف نے شرح کی ہے،جس سے اصل عبارت کا مقصد متعین ہوجاتا ہے انہوں نے کھل کر اس کا اقرار کیا کہ نکاح ہوا تھا۔

(مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد ج ا طبع ایران)

(۸)۔قاضی نوراللہ شوستری کا ایک حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔علاوہ ازیں اس نے اسی کتاب میں کئی مقامات پر اس کا اقرار کیا ہے۔دیکھئے ص ۷۶ تذکرہ عباس بن عبدالمطلب ص ۱۶۵،تذکرہ مقداد بن اسود۔موصوف کی دوسری کتاب ''مصائب النواصب'' ہے اس کا ترجمہ فارسی میں ہوا ہے،اس کے ص ۲۵۶۵ پر بھی اس کا اقرار موجود ہے۔

(۹)۔تیرہویں صدی کے مشہور شیعہ مؤرخ مرزا عباس علی قلی خان نے اپنی تصنیف ''تاریخ طراز مذہب'' میں ایک مستقل باب (حکایت تزویج ام کلثوم باعمرؓ بن الخطاب) تحریر کیا ہے۔

(۱۰)۔ چودھویں صدی کے مشہور شیعی مجتہد شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) نے بھی اپنی تصنیف ''منتہی الامال'' کی جلد اول فصل ششم ص ۱۸۶ اور ذکر اولاد امیر المومنینؓ میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ: یعنی حضرت ام کلثومؓ کا حضرت عمرؓ کے ساتھ شادی ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

ان روایات کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی نیک دختر کا نکاح سیدنا حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا۔ اور آپ کی اولاد بھی ہوئی تھی۔ یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت عمرؓ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان، نیک، متقی اور بہتر سمجھتے ہوں، کیا شیر خدا اسد الجبار کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جاسکتا ہے کہ معاذ اللہ ان کی اخلاقی حالت اس قدر گر چکی تھی یا وہ اس قدر بزدل بن گئے تھے کہ اپنی بیٹی ایک کافر و ظالم (استغفر اللہ) کو دے دی اور انکی آنکھوں میں غیرت کی جھلک کوئی دکھائی نہ دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (رحماء بینھم ج ۳)

بعض شیعوں کی مضحکہ خیز افسوس ناک تاویلات

مندرجہ بالا روایات کتب اہل سنت سے نہیں بلکہ شیعوں کی مشہور و معروف کتابوں میں موجود ہیں، جن میں نکاح ہونا کہا گیا ہے۔ مگر افسوس ان چند شیعی مجتہدوں پر جنہوں نے روایات کی موجودگی کے باوجود، نکاح، شادی اور اولاد کے اعتراف کے باوجود، اس نکاح کے بارے میں من گھرت تاویلات کیں۔ اس کی وجہ کیوں پیش آئی......؟ جواب ظاہر ہے کہ اگر یہ نکاح تسلیم کرلیا جائے تو سیدنا حضرت عمرؓ کے مرتبہ و عظمت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے انہوں نے گرگٹ کی طرح ہزاروں رنگ بدلے اور ہر مرتبہ نکاح کو ماننے کے باوجود اپنے سابق مجتہدوں کی مختلف تاویلات سے غیر مطمئن ہوکر نئی تاویلات کا سہارا لیا۔ مگر افسوس کہ بات جہاں تھی وہیں رہی۔ تفصیل میں جائے بغیر ان کی مضحکہ خیز، افسوس ناک تاویلات نمبروار

ملاحظہ فرمایئے......!

۱۔ ایسا واقعہ کبھی رونما ہوا تھا نہ ہی کبھی اس قسم کی باتیں ہوئیں۔

۲۔ نکاح تو ہوا مگر ام کلثوم بنت علیؓ کے ساتھ نہیں بلکہ بنت ابی بکر کے ساتھ۔

۳۔ نکاح تو ام کلثوم بنت علیؓ کے ساتھ ہوا مگر ان سے متمتع نہ ہوسکا۔

۴۔ نکاح ضرور ہوا مگر حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے زور کرامت سے ام کلثومؓ کے بجائے ایک جنیہ کو بھیج دیا۔

۵۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اس نکاح پر ہرگز راضی نہ تھے مگر حضرت عمرؓ نے ڈرا دھمکا کر یہ نکاح کرلیا۔

۶۔ اس نکاح پر بہت جھگڑا ہوا تھا، آخرش مجبور ہوکر حضرت علی المرتضیٰؓ کو زیر ہونا پڑا۔

۷۔ چونکہ حضرت عمرؓ ظاہری طور پر کلمہ پڑھتے تھے اس لئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے نکاح کردیا۔

۸۔ چونکہ علی المرتضیٰؓ نے نکاح کردیا اس میں ان کی پالیسی یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کی اصلاح کی جائے۔

۹۔ اس نکاح کا انکار نہیں مگر اصل جواب یہ ہے کہ بطور تقیہ اور لاچاری کے کیا گیا تھا۔

۱۰۔ اہل بیت کی یہ پہلے شرمگاہ تھی جو ہم سے حضرت عمرؓ نے چھینی ہے۔ (استغفر اللہ۔ استغفر اللہ)

مندرجہ بالا تاویلات آپ کے سامنے ہیں۔ اگر ان تاویلات کو تھوڑی دیر کے لئے بھی تسلیم کرلیا جائے تو بتلایئے ......! سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی ذات عفت مآب پر کتنا بڑا حملہ ہوگا......؟ پھر شیعوں کی ساری مجموعہ احادیث بالکل جھوٹ کا پلندہ بن جائیں گی۔ (اور ہے تو یہ صحیح کہ یہ نری جھوٹ اور دروغ گوئی پر مبنی ہیں) (رحماء بینھم ج ۲)

سو شیعہ مجتہدوں کو لازم ہے کہ خواہ مخواہ تاویلات کا سہارا لینے کے بجائے اس نکاح کا اعتراف کرلیں اور سیدنا حضرت عمرؓ کی عزت وعظمت کا اعتراف کریں اس لئے کہ وہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے داماد تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ع اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں۔

''مصنف طراز مذہب مظفری'' نے بھی یہی بات کہی ہے۔

''شیعوں کو اس قدر تاویلات گھڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ارے جب ان کے نزدیک ام کلثومؓ کی خواستگاری غصب خلافت سے بڑھ کر ہے جس کا فتنہ قیامت تک باقی ہے۔ شریعت کے برخلاف نہیں۔ امام صادق کی حدیث بھی ہے کہ پہلی فرج (شرمگاہ) ہے جو ہم سے چھینی گئی۔ اس حدیث کے بعد اب کسی شیعہ کو جائز نہیں کہ ام کلثومؓ (کے نکاح) کے متعلق کوئی تاویل کرے۔'' (طراز مذہب مظفری ص ۳۶۳ بحوالہ عقدام کلثوم ص ۵۴)

موصوف نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

عن ابی عبداللہ علیه السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالک فرج غضباہ (فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱)

''حضرت جعفر صادقؒ سے ام کلثومؓ کے نکاح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شرم گاہ تھی جو ہم سے چھینی گئی۔''

مسلمان ان حیاء سوز الفاظ پر غور کریں اور شیعہ مجتہدوں کی ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔

الغرض شیعہ کتب کی روشنی میں یہ بات محقق ہوگئی کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی لخت جگر حضرت سیدہ ام کلثومؓ بنت فاطمہ الزہراءؓ کا نکاح سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا تھا۔ پھر سے سنئے! اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں۔

محقق عصر مولانا محمد نافع کی مزید تصریحات ملاحظہ ہوں۔

فاروقی رشتے

اس نکاح سے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا رشتہ اور تعلق کن کن کے ساتھ کس کس طرح ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے!

۱۔ حضرت فاروق اعظمؓ سیدنا علیؓ کے داماد ہیں۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے سسر ہیں۔

۳۔ حضرت فاطمہ الزہراءؓ حضرت عمرؓ کی خوش دامن (ساس) ہیں۔

۴۔ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ حضرت عمر فاروقؓ کے سالے ہیں۔

۵۔ حضرت عمرؓ حسنینؓ شریفین کے بہنوی ہیں۔

۶۔ حضرت زینب بنت علیؓ حضرت عمرؓ کی سالی ہیں۔

۷۔ زید پسر عمر فاروقؓ دختر عمر فاروقؓ (جو سیدہ ام کلثومؓ کے بطن مبارک سے ہیں) حضرت علی المرتضیٰؓ کے نواسے ہیں۔

۸۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ و امام محمد بن حنفیہؒ کے لئے زید ورقیہ بھانجے ہیں۔

۹۔ حضرات حسنین شریفینؓ، زید بن عمرؓ اور رقیہؓ بنت عمرؓ کے ماموں ہیں۔

۱۰۔ سرور دو عالم آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بنت البنت (نواسی) حضرت عمرؓ بن الخطاب کے نکاح میں ہے۔ (از رحماء بینھم ج ۲ ص ۲۵۴)

حضرت عمرؓ کے بارے میں حضرت علیؓ کی نصیحت

''جب صالحین کا ذکر ہو تو عمرؓ کو نہ بھول جانا''

(حلیۃ الدویں ص ۱۵۲۔ صواعق محرکہ ص ۹۸۔ بحوالہ رحماء بینھم ج ۲)

خمینی صاحب نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' حضرت عمرؓ کو کافر لکھ ڈالا...... آہ......! کہ انہیں

کم ازکم حضرت علیؓ ہی کی نصیحت کا خیال ہوتا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کی بیعت

اس سلسلے میں بھی ہم پاکستان کے مشہور محقق اور نامور صاحب قلم حضرت مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب ''رحماء بینھم'' جلد دوم سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت حسنؓ وحسینؓ:

۱۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لیے ۵۰،۵۰ ہزار درہم ان کے والد اور بدری صحابہ کرامؓ کے برابر مقرر کیا۔ (شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۱۸۱)

۲۔ حضرت عمرؓ نے فتوحات مدائن میں شہنشاہ ایران کی ایک لڑکی شاہ جہاں جو بعد میں شہر بانو کہلائی، حضرت حسنؓ کو عطیہ میں دی اور ان سے بعد میں حضرت زین العابدینؒ پیدا ہوئے۔

۳۔ اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا تو اس میں حضرت حسینؓ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپؓ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف دو آدمی روانہ فرمائے وہاں سے مناسب لباس آیا حضرت حسینؓ نے اسے زیب تن کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا............: اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔

(کنز العمال ص ۶۱۰ ج ۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆

چودھواں باب

حضرت عثمانؓ اور خاندان نبوت

حضرت عثمانؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور حضرت علیؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ آپ کے ددھیال، ننھیال از ازواج اولاد میں ہر طرف سے خاندان نبوت کے قرابت دار تھے۔ آپؓ کے بارے میں ایک طرف حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بیشمار احادیث ہیں تو دوسری طرف آپؓ حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کے والہانہ محبت و پیار کے بندھن میں بندھے ہوئے تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے لے کر خاندان نبوت کے تمام افراد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ رشتہ داری اور باہمی یگانگت اور صلہ رحمی مسلمہ حقیقت کے طور پر تاریخ کے قرطاس پر زیب عنوان ہے، جس طرح اس دور میں رشتوں کا لین دین باہمی محبت کی علامت ہے اسی طرح عہد اولیٰ میں بھی ان رشتوں کو حقیقی قربت کا درجہ حاصل تھا۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی رشتہ داری

شیعہ مورخ شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید نے بنی امیہ اور بنی عباس یعنی بنی عبدالشمس اور بنی ہاشم کے چھ عدد رشتے نقل کیے ہیں۔

۱۔ حضرت عثمان غنیؓ کی والدہ اروی بنت کریز ہیں جو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی حقیقی پھوپھی حضرت ام حکیمؓ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں۔

۲۔ حضرت عثمانؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن کے شوہر ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۶۶۔ انساب الاشراف ج ۵ ص ۱)

حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیمؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ اور حضرت علیؓ کی پھوپھی ہیں یہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے والد حضرت عبداللہؓ یعنی حضرت علیؓ کے چچا کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ اس رشتہ کو شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے بھی منتہی الامال ج اول میں نقل کیا ہے۔

۲۔ حضرت علیؓ کے والد حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کے دادا ابوطالب حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں ہیں اور حضرت عثمانؓ کی والدہ ان کی بھانجی ہے۔

۳۔ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی والدہ کے ماموں زاد بھائی ہیں اسی طرح حضرت عقیلؓ، حضرت جعفر طیارؓ بھی حضرت عثمانؓ کی والدہ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

۴۔ حضرت عثمانؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ کی بھانجی کے بیٹے ہیں۔

۵۔ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں، جس کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ (کنزالعمال ص ۳۷۱ ج ۶۔ تاریخ الخلفاء سیوطیؒ)

۶۔ حضرت رقیہؓ سے آپؓ کا لڑکا عبداللہ پیدا ہوا چھ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ عاصم کا قول ہے کہ اسی سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔ (بحوالہ رحماء بینھم)

حضرت رقیہؓ اور حضرت امّ کلثومؓ کے فضائل

جب حضرت عثمانؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت رقیہؓ نے بھی ساتھ ہجرت کی، جنگ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ بیمار تھیں، اس لئے آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو ان کے پاس رہنے اور بیماری میں خبر گیری کی ہدایت فرمائی۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ بدر ہی میں تھے کہ حضرت رقیہؓ فوت ہوگئیں، آپؐ جب مدینہ منورہ پہنچے تو لوگ حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۳۶ ج ۸)

حضرت رقیہؓ کی وجہ سے حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے تاہم حضرت خاتم

المرسلین ﷺ نے بدر کے شرکاء میں آپ کو شامل کیا، آپؐ نے غنائم میں آپ کو بھی حصہ عطاء فرمایا، حضرت عثمانؓ نے عرض کیا، اجر و ثواب کا کیا ہوا؟، آپ ﷺ نے فرمایا......: اجر و ثواب بھی شامل ہے۔ (رحماء بینھم ج ۳ ص ۳۵)

حضرت عثمانؓ کا بدر میں پیچھے رہ جانا چونکہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے فرمان کی وجہ سے تھا اس لیے اس اسلام کی کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں پائی گئی، یہاں شیعہ کا اعتراض بے بنیاد ہے ورنہ جنگ تبوک میں جب حضرت علیؓ حضور ﷺ کے حکم سے شریک نہ ہوئے تو اسے بھی اسلام کی خلاف ورزی قرار دیا جائے۔

کنزالعمال ج ۶، تاریخ کبیر ج ۲ میں ہے......: حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا......: میں نے آسمانی وحی کی بناء پر ہی اپنی بیٹی ام کلثومؓ عثمان بن عفانؓ کے نکاح میں دی۔

حضرت ام کلثومؓ جب ۹ ھ میں فوت ہوئیں تو آپ کا جنازہ خود حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے پڑھایا۔ اور حضرت علیؓ (اپنی سالی کے) دفن کے لیے قبر میں اترے، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے پورے احترام کے ساتھ آخری آرامگاہ تک پہنچایا۔

ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر پہلے اپنے چچازاد بھائی حضرت قاسم بن محمد بن جعفر کے نکاح میں تھیں ان کا دوسرا نکاح حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے سے ہوا۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت حسینؓ کی رشتہ داری

سیدنا حسین بن علی المرتضیٰؓ کی صاحبزادی حضرت سکینہؓ بنت حسینؓ حضرت عثمانؓ کے پوتے زیدؓ بن عمروؓ بن عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۴۹)

کتاب نسب قریش کے مطابق حضرت سکینہؓ کی پہلی شادی مصعب بن زبیرؓ بن عوام سے ہوئی، مصعبؒ سے ان کے ہاں ایک بچی فاطمہ پیدا ہوئیں، مصعبؒ کے انتقال کے بعد سکینہ کا نکاح عبداللہؒ بن حکیم بن حزام سے ہوا۔ عبداللہ کی وفات کے بعد یہ زیدؒ بن عمرؓ بن عثمانؓ کے نکاح

Scanned with CamScanner

میں آئیں۔(بحوالہ رحماء بینھم ص۵۵ ج۳)

حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ کی ایک اور رشتہ داری حسب ذیل ہے۔

فاطمہؒ بنت حسینؓ بن علیؓ کی ساتھ ان کے چچازاد بھائی حضرت حسنؒ بن حسن مثنیٰ نے نکاح کیا اس سے عبداللہؒ، ابراہیم اور زینب پیدا ہوئے، پھر حسن بن حسن فوت ہوئے، اس کے بعد ان کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ سے ہوا۔ فاطمہؒ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعے نکاح کی اجازت دی، عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ سے ایک لڑکی رقیہ اور دو لڑکے قاسم اور محمد دیباج پیدا ہوئے۔

ملاحظہ ہو کہ فاطمہؒ بنت حسینؓ کی والدہ کا نام اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ تھا۔

اس رشتہ کو بھی شیعہ مورخ ابوالخراج اصفہانی نے تسلیم کیا ہے۔

(طبقات ابن سعد ص۳۴۷ ج۶۔ معارف ابن ابی قتیبہ ص۳۹۔ بحوالہ رحماء بینھم ص۸۶ ج۳)

حضرت عثمانؓ اور حضرت حسنؓ کے مابین قرابت داری

سیدنا حضرت حسنؓ کی پوتی ام القاسم بنت الحسن کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان کے ساتھ ہوا ان سے ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔

مروان کے بعد ام القاسم کا نکاح حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب سے ہوا ان سے کوئی اولاد نہ تھی۔ ام القاسم حسین بن عبداللہ کے یہاں فوت ہوئیں۔ (کتاب انساب قریش ص۵۳۔ بحوالہ رحماء بینھم ص۵۸ ج۳)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت عثمانؓ کی حضرت خاتم المرسلین ﷺ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ میں سے ہر ایک کے ساتھ کس قدر گہری رشتہ داری ہے، اس کے بعد یہ بات سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی کہ خلیفہ سوم خاندانی شرافت کے طور پر کس قدر اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ خود حضرت عثمانؓ خاندان بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپ کی سب سے زیادہ

رشتہ داری بنی ہاشم کے ساتھ تھی، خود اور بچوں، بچیوں کے ساتھ اس قدر رشتوں کے لین دین کے بعد قارئین واقف ہو گئے ہوں گے کہ اگر شیعہ نقطہ نظر کے مطابق حضرت عثمانؓ کو کافر، منافق، بقول خمینی بدقماش (العیاذ باللہ) تسلیم کر لیا جائے تو خود خاندان نبوت سے محبت کے دعوؤں میں وہ کس کھاتے میں شمار ہوں گے، کیا کافر یا العیاذ باللہ منافق یا بدقماش انسان کو اللہ کا رسولؐ اپنی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں دے سکتا ہے۔ جب کہ قرآن میں واضح طور پر کافروں کو لڑکیاں دینے کی ممانعت آ چکی تھی۔ ولاتنکحوا المشرکین حتی یومنوا.
"کافروں کے ساتھ نہ نکاح کرو جب تک وہ مومن نہ بن جائیں۔"

حضرت عثمانؓ کا خاندان نبوت میں نکاح ہی ان کے ایمان کی قوی دلیل ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث کے بیشتر مقامات بھی اس پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں حضرت علیؓ کا نقطہ نظر

۱۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ تھا ان کی جماعت کے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ آپ کے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا خیالات ہیں تو میں کیا جواب دوں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا............:

اخبرھم ان قولی فی عثمانؓ احسن القول انّ عثمان کان من الّذین امنوا وعملوا الصّلحت ثمّ اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنو واللہ یحب المحسنین .

"ان کو بتادو......! کہ عثمانؓ کے بارے میں میرا خیال بہت عمدہ ہے، یقیناً عثمانؓ ان لوگوں میں ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا......:

"وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے پھر پرہیزگاری کی اور یقین کیا پھر

Scanned with CamScanner

تقویٰ اختیار کیا اور نیکوکاری کی اور اللہ نیکوکاری کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
(الاستیعاب ج۳ ص۷۷۔ کنز العمال ج۶ ص۳۷۹)

۲۔ مشہور مفسر اور مورخ حافظ عماد الدین ابن کثیر البدایہ میں رقم طراز ہیں۔

''حضرت علیؓ نے فرمایا: عثمانؓ بن عفان ہم میں سے بہترین شخص تھے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے اور زیادہ حیادار اور پاکیزہ تھے اللہ سے بہت زیادہ خوف کرنے والے تھے۔ (البدایہ ج۷ ص۱۹۴)

۳۔ الاستعیاب اور الاصابہ اور تاریخ الخفاء میں علامہ سیوطیؒ کا قول ملاحظہ ہو۔''

تنزل بن سرہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ عثمانؓ بن عفان کے مقام کے بارے میں بیان فرمائیں، تو آپ نے فرمایا: عثمانؓ وہ شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے داماد ہیں، آپؐ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ (کنز العمال ج۶ ص۳۷۹)

۴۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰؓ سے بعض آدمیوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ بہترین شخص تھے، چوتھے آسمان پر آپ کا نام ''ذوالنورین'' تحریر کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ کردے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے۔ عثمانؓ نے وہ مکان خرید کر وقف کردیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جیش العسرہ غزوہ تبوک میں لشکر کی تیاری کا سامان

جو شخص پیش کرے گا وہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے۔ تو عثمانؓ نے پالان کی رسی تک لشکر کا سامان تیار کیا۔

حضرت عثمانؓ کی شان میں حضرت علیؓ کا یادگار خطبہ

علامہ ابوبکر بجستانی نے کتاب المصاحف میں بروایت عبد خیر حضرت علیؓ کا ایک طویل خطبہ نقل کیا۔ جس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو.........!

''نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن الخطاب ہیں، اگر میں تیسرے شخص کا نام لوں تو لے سکتا ہوں۔

عبد خیر کہتا ہے: میں نے خیال کیا تیسرا شخص کون ہوگا؟ یہ چیز میں نے حضرت حسینؓ بن علیؓ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہ بات گزری تھی، میں نے امیر المومنین علیؓ سے خود دریافت کیا آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص تھا، جسے لوگوں نے ایسے ذبح کرڈالا جیسے گائے ذبح کی جاتی ہے، یعنی افضلیت میں تیسرے شخص حضرت عثمانؓ ہیں جن کو باغیوں نے دہشت ناک کیفیت سے شہید کیا۔

حضرت علیؓ کا تاریخی اعلان

ابن عبداللہ الاستیعاب میں نقل کیا ہے۔

قال علیّ من تبرّا من دین عثمان فقد تبرّا من الایمان

یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا: کہ جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے دین سے تبرا اور بیزاری اختیار کی وہ یقیناً ایمان و دین سے بری ہوگا۔ (ایضاً ص۶۷ ج۳)

انساب الاشراف میں علامہ بلاذری نے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

''اللہ کی قسم میں اسی نقش قدم پر چل رہا ہوں جس پر عثمانؓ آرہے تھے، اللہ کے

Scanned with CamScanner

دین کے معاملے میں خیرات وحسنات میں سبقتیں حاصل ہیں، جن کے بعد اللہ ان کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ کی فضیلت

عہد صدیقیؓ میں مدینہ منورہ میں قحط رونما ہوا، بارش نہ ہوئی لوگ مجتمع ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں آئے اور بارش کی دعا چاہی آپ نے فرمایا: شام تک خدا کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک شام میں سے غلہ سے لدا ہوا ۱۰۰ اونٹوں پر مشتمل قافلہ مدینہ منورہ پہنچا، تحقیق پر معلوم ہوا یہ سارا قافلہ حضرت عثمانؓ کا ہے۔ آپ نے اگلے ہی روز سارا غلہ فقراء مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں : میں نے اسی رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ایک عمدہ ترکی گھوڑے پر سوار ہیں نورانی لباس زیب تن ہے جلدی تشریف لے جانے کی سعی فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کا دیدار کا بہت شوق تھا، گفتگو کرنے کی تمنا بھی، کہاں عجلت فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! عثمانؓ بن عفان نے خدا کے راستے میں اتنی بڑی خیرات کی ہے کہ اللہ نے اس کو قبولیت بخشی ہے، اس سلسلے میں جنت میں اجتماعی خوشنودی ہو رہی ہے، مجھے شمولیت کے لیے بلایا گیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں حضرت حسنؓ کا بیان

(طوالت کی وجہ سے پورا واقعہ چھوڑ کر آخری پیراگراف نقل کیا جاتا ہے۔)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں: حضرت عثمانؓ کی شہادت پر آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو پرنالے بہا دیئے گئے ہیں کہا گیا، یہ خون عثمانؓ ہے، اس خون کا بدلہ ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۹۷)

حضرت سیدنا زین العابدینؒ کا بیان

حضرت زین العابدینؒ کے سامنے عراق کے کچھ آدمیوں نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر طعن کیا تو آپ نے فرمایا:

"تم جن کے بارے میں طعن کرتے ہو وہ تو مہاجرین میں سے ہیں اور اس کا تم بھی اقرار کر رہے ہو کہ تم ان میں سے نہیں ہو، تم ہمارے یہاں سے نکل جاؤ، اللہ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔"

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی ج ۳ ص ۱۳۷)

سیدنا جعفر صادقؒ کی طرف سے حضرت عثمانؓ کو خراج تحسین

"حضرت عثمانؓ کی ہستی مسائل دینیہ میں ایک معیار اور کسوٹی ہے آپ کا کردار مقبول اور لائق تحسین اور قابل اتباع ہے۔" (تلخیص مضمون، رحماء بینھم ج ۳ ص ۱۰۷)

حضرت عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب ہے

قال الصادق ینادی منادی السماء اول النّهار الا ان علیاً صلوٰت الله علیه وشبعته هم الفائزون قال وینادی منادِ آخر النّهار الا ان عثمان وشیعة هم الفائزون . (فروع کافی ج ۳ ص ۱۴۰)

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں: (امام مہدی کے دور میں) اول دن میں آسمان سے آواز سنائی دے گی کہ اچھی طرح سن لو! علی اور ان کی جماعت کامیاب ہے اور آخر دن میں یہ ندا آئے گی کہ گوش وہوش سے سنو! عثمان اور انکی جماعت کامیاب ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پندرہواں باب

صحابہ کرامؓ کا عشق رسول ﷺ

اسلامی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ جس آدمی کے دل میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے عشق ومحبت اس درجہ تک نہ ہو کہ اپنے والدین، اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہستی خدا کے بعد صرف اور صرف حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ذات گرامی کو سمجھتا ہو، اس وقت تک اسکا ایمان کامل نہیں ہوسکتا، خود اسلام اور شارع اسلام کا یہی تقاضا ہے اور چودہ سو سال سے امت محمدیہ کے ہاں اس اصول میں دو راہیں نہیں ہوئیں۔ اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے باوجود اس اصل میں کوئی تبدیلی نہیں، کوئی تاویل کوئی نرمی، کوئی چشم پوشی کوئی مدافعت نہیں برتی گئی۔ اسلام کی بنیاد ہی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ گہری عقیدت اور بے پناہ محبت پر رکھی گئی ہے، اسلام میں جو شخص محبت رسول میں جتنا غرق ہوگا وہ اسی قدر برگزیدہ اور ولی کہلائے گا۔ پھر عشق رسولؐ کا مفہوم صرف زبانی دعوے یا نعرے ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر عمل اور حیات مستعار کے ہر زاویے میں عاشق حضرت خاتم المرسلینؐ کے مقدس اسوہ حسنہ سے رہنمائی حاصل کرتا ہو۔

قرآن عظیم کا بیان ہے: قُل اِن کُنتم تُحِبّون الله فاتّبعونی ط

ترجمہ: کہہ دو اگر اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لایومِن احدکم حتّٰی یکون هواهُ تبعاً لما جئت به

ہرگز وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس نے اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی چیز (سنت رسولؐ) کے تابع نہ بنایا۔ (مشکوٰۃ)

۲. لایومن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیه من وّالده وولده والناس اجمعین (بخاری شریف)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے والدین، اولاد اور تمام دنیا سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

۳. ترکت فیکم امرین کتاب الله وسنّتی عضوا علیها باالنّواجذ لن تضلوا بعدی

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑ دی ہیں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت اور ان کو ڈاڑھوں سے مضبوطی سے تھام لو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔

قرآن عظیم اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں دنیا میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ عشق ومحبت اور الفت و پیار میں صحابہ کرامؓ ہی سب سے ممتاز نظر آتے ہیں، صحابہ کرامؓ کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی ان کا ایک طبقہ غربت وافلاس کے پھیپھڑوں میں معاشی تنگ دستی سے دوچار تھا، دوسرا طبقہ اعلیٰ طرز زندگی اور خوشحالی سے عبارت تھا، وہ تاجر بھی تھے، زمیں دار اور حرفت پیشہ بھی، دکاندار بھی تھے اور مزدور بھی، کاروباری مسابقت بھی رکھتے تھے اور فقر ودرویشی کے آلام کے سزاوار بھی تھے، تاہم جہاں بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات مستودہ صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کا سوال آیا، انہوں نے زندگی کی ہر چیز حتیٰ کہ اولاد، ازواج، مال ودولت سب کچھ اپنے رسولؐ کے اشارہ ابرو پر لٹادیا، بڑی بڑی حویلیاں، کاروبار، مال واسباب چھوڑ کر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی۔

ان کے یہاں سب سے قیمتی متاع حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی برگزیدہ ہستی اور آپ کے احکام کی تعمیل تھی، خود قرآن شاہد ہے۔ رِجالٌ لاتلهیهم تجارةٌ ولابیعٌ عن ذکر الله

ایسے مرد (صحابہ کرامؓ) کہ انہیں انکی تجارت اللہ کے ذکر یعنی دین اسلام پر عمل کرنے سے نہیں روکتی۔

ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی قریش کی جانب سے شرائط صلح پر گفتگو کے لئے آتا ہے۔ اس نے جن الفاظ سے صحابہ کرامؓ کی وفاداری کا نقشہ خود قریش کے سامنے کھینچا ہے، اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک کافر کے دل پر صحابہ کرامؓ کے عشق رسول ﷺ کا کتنا گہرا اثر تھا۔ عروہ کا بیان ہے۔

"میں نے قیصر وکسریٰ کے دربار دیکھے ہیں۔ لیکن جو والہانہ عقیدت کا منظر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پیروکاروں میں دیکھا وہ کہیں نظر نہیں آتا، جب محمد (ﷺ) بات کرتے ہیں تو گردنیں جھک جاتی ہیں۔ اور محفل پر سکون طاری ہوجاتا ہے۔ نظر بھر کر انکی طرف کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا، آپ کے وضو کا پانی، آپ کا بلغم زمیں پر گرنے نہیں پاتا کہ وہ اسے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں۔

(ترجمان السنہ ج ا ص ۸۵)

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے عشق ومحبت سے معمور تھیں، ان کا ہر طرز عمل آپ کے مشابہ ہوتا تھا، فرائض وواجبات سے لے کر نوافل اور سنن تک ہر جگہ انہوں نے آپ کی پیروی کی، انفرادی عبادات اور حقوق اللہ کے ساتھ انہوں نے حقوق العباد میں بھی ہر جگہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھا۔

صحابہ کرامؓ جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے حکم پر کارزار میں نکلتے یا شمشیروں کے سائے میں معرکہ زن ہوتے تو انہیں سب سے زیادہ حسرت اس بات کی ہوتی کہ وہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ذات کی حفاظت، یا آپؐ کے دین کی سربلندی کے لیے جان کا نذرانہ پیش

کردیں۔ اس کی سینکڑوں مثالیں صفحہ قرطاس پر مرقوم ہیں، کہ صحابہ کرام نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی قیادت میں جنگوں کے موقع پر ایسے ایسے والہانہ طریقوں سے جانوں کے نذرانے پیش کیئے کہ دنیائے مذاہب کی کوئی تاریخ اس کی نظیر پیش نہ کرسکی

صحابہ کرامؓ کے قلب ودماغ میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی محبت کا دیپ کس طرح روشن تھا آپ کے قلوب کی چنگاری عشق مصطفیٰ میں کیسے سلگتی تھی، ان کے دلوں کا آئینہ شفاف کس انداز سے محمدی الفت سے جگمگ کرتا تھا، آپؐ کی خوشی کو خوشی اور آپ کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر کس طرح انہوںؓ نے وطن کے وطن اور گھروں کے گھر چھوڑ دیئے تھے۔ وہ اپنی اولاد، مال اور جانوں کو کس اعلیٰ انداز سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی چوکھٹ پر قربان کرتے تھے، ان کی مثالوں سے تاریخ اسلام روشن ہے، احادیث کے ہزاروں گلدستے ان عطر بیز کہانیوں سے مشام جان کو معطر کررہے ہیں، ہم یہاں صرف چند واقعات کو نقل کرکے ناظرین کے سامنے عشق ومحبت اور الفت وعقیدت کا نیا باب کھولنا چاہتے ہیں۔ امید ہے ان سچے اور ایمان افروز واقعات سے صحابہ کرامؓ کی درخشندہ تاریخ کے نابغہ روزگار ایام اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ گہرے تعلقات کے بارے میں ان کا عالی کردار نئی نسلوں کے لئے نشان راہ کا کام دیتا رہے گا۔

(ا) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نعرہ حق اور عشق رسولؐ

ا۔ جب سیدنا صدیق اکبرؓ نے اسلام قبول فرمایا اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل کیا تو آپؓ نے سب سے پہلے توحید باری تعالیٰ پر ایک بلیغ خطبہ دیا۔ کفار ومشرکین ان کلمات حق سے مانوس نہ تھے اور یہ آواز ان کے باپ دادوں کے عقائد کے بھی خلاف تھی۔ سنتے ہی آپؓ پر ٹوٹ پڑے اور آپؓ اس قدر زدوکوب کیا کہ دیکھنے والوں کو آپ کی موت کا یقین ہوگیا آپ کے قبیلہ بنی تمیم کے لوگوں نے آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اٹھا کر گھر لے

Scanned with CamScanner

گئے شام کے قریب جب آپؓ کو ہوش آیا اور حواس بحال ہوئے تو بجائے اس کے کہ اپنی تکالیف بیان کریں آنکھ کھلتے ہی اپنے محبوب ﷺ کا حال پوچھا۔ قبیلہ کے لوگوں نے آپ سے قطع تعلق کرلیا، ہاایں ہمہ بس اسی ایک محبوب نام کی رٹ لگی رہی (اسدالغابہ)

اخر کار لوگوں نے انہیں رسول ﷺ تک پہنچادیا۔ آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو بڑی رقت پیدا ہوئی اور آپؓ کے اوپر گر کر آپ کا بوسہ لیا۔

(۲) رسول کریم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو صدیق اکبرؓ رفیق سفر تھے۔ رات کی تاریکی میں دونوں برابر جارہے تھے پیچھے سے کفار ومشرکین کے تعاقب کا خطرہ تھا۔ مگر مکہ مکرمہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ ثور تھا۔ جہاں راستہ بے حد دشوار گزار تھا۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک زخمی ہوئے جاتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے آپ ﷺ کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی۔ آپ نے رحمتہ للعالمین ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ اخر ایک غار تک پہنچے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کو باہر ٹھہرایا اور خود اندر جا کر غار کو صاف کیا تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کئے، ایک سوراخ بند نہ ہوسکا۔ اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے بند کر کے بیٹھ گئے اور حضور ﷺ آپ کے زانوں پر سر رکھ کر محو استراحت ہو گئے۔ اتفاق کی بات کہ اس سوراخ میں کوئی سانپ تھا۔ اس نے صدیق اکبرؓ کے انگوٹھے ڈس لیا اور آپ درد کے مارے بے تاب ہو گئے مگر اف تک نہ کی۔ ایک آنسو کا قطرہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور پر گرا۔ جس سے آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کھل گئی حضور ﷺ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اپنا لعاب دہن آپ کے زخم پر لگا دیا جس سے زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

(۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب (صدیق اکبرؓ کے والد) حضرت ابوقحافہؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ حضور ﷺ سے بیعت اسلام کریں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ رو پڑے، آپ ﷺ نے پوچھا کیوں روتے ہو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ، قسم ہے اس خدا کی

جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یقیناً ابوطالب کا اسلام میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈک اور روشنی پہنچاتا بہ نسبت (میرے والد) ان کے اسلام کے، اس لئے کہ ابوطالب کے اسلام سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی۔

(مدارج النبوۃ اصابہ)

قرب نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہے جس کو آج بھی گنبد خضری شہادت دے رہا ہے۔

ارفع و اعلی ہے انسانوں میں بعد از انبیاء
مرحبا صد مرحبا صدیق اکبرؓ باصفا

(۲) حضرت عمر فاروقؓ کی والہانہ عقیدت

سیدنا عمرؓ بن الخطاب نبی کریم ﷺ کے عم محترم حضرت عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ تمہارا اسلام لانا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو تمہارے اسلام لانے سے جس قدر خوشی ہوئی ہے بس میرے لئے وہ خوشی ہے۔ میں اپنی خوشی کو نبی کریم ﷺ کی خوشی پر قربان کر دیتا ہوں۔ (مدارج النبوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: کہ یہ اس لئے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کو یہ بات پسند ہے کہ تم اسلام میں سبقت کرو۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کو نبی کریم ﷺ سے اتنی محبت بڑھی کہ آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو رسول پاک ﷺ کا زمانہ یاد آجاتا تو آپ رونے لگتے اور روتے روتے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ آپ رات کو حفاظتی گشت فرمارہے تھے، ایک گھر میں چراغ کی روشنی محسوس ہوئی اور ایک بڑھیا کی آواز کان میں پڑھی جو اون کو دھنتی ہوئی چند اشعار پڑھ رہی تھی، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

نبی ﷺ پر نیکیوں کا درود پہنچے اور پاک وصاف لوگوں کی طرف سے جو برگزیدہ ہوں، ان

کا درود پہنچے، بے شک رسول اللہ ﷺ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور آخیر راتوں کو رونے والے تھے، کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں اور میرا محبوب کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اس لئے کہ موت مختلف حالتوں میں آتی ہے، نہ معلوم میری موت کس حالت میں آئے اور حضور ﷺ سے مرنے کے بعد ملنا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ حضرت عمرؓ ان اشعار کو سن کر رونے بیٹھ گئے۔

حضرت عمرؓ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کی ایک ادنیٰ سی جھلک یہ بھی دیکھئے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور ﷺ کی وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے۔ سخت حیرانی و پریشانی کے عالم میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور ﷺ کے انتقال کی جھوٹی خبر اڑا رہے ہیں۔ جب صدیق اکبرؓ نے اس وقت نہایت ہی استقلال کا ثبوت دیتے ہوئے بات واضح فرمائی تو حضرت عمرؓ لرز گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لاتے ہیں۔ اور آپ کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے بے ہوشی کی حالت ہوتی ہے اور گویا یوں فرمایا......

نَـعَـم سَـرىٰ طيفُ مَـن اهـوىٰ فـارَّقـنـى
والـحـب يـعـتـرض الـلّذات بـالالـم
ہاں مجھے محبوب کا آیا خیال آنکھیں ہیں تر
عشق لذت پر الم کا ڈال دیتا ہے اثر

(۳) حضرت عثمانؓ غنی کا عشق رسول ﷺ

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے پاس کسی کو پیغام دے کر بھیجا کہ وہ غزوہ تبوک میں جانے والوں کی امداد کریں۔ حضرت عثمانؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں اسی وقت دس ہزار اشرفیاں بھیج دیں۔ قاصد نے لا کر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ اپنے دست مبارک سے انہیں اوپر نیچے کرتے رہے اور حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا کرتے رہے۔ اے عثمانؓ! اللہ تیری مغفرت فرمائے۔ اللہ تیرے ان گناہوں کو جو تو نے چھپ کر کئے یا اعلانیہ کئے یا جن کو تو نے مخفی رکھا اور وہ گناہ جو آئندہ تجھ سے قیامت تک سرزد ہوں، سب کو معاف فرمائے۔

۲۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ کون شخص ہے جو مسلمانوں کے لئے بیر رومہ خرید کر عام مسلمانوں کو اس سے نفع حاصل کرنے کی اجازت دے دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں قیامت میں اس کو سیراب فرمائیں گے۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ بن عفان نے اس کو ۳۵ ہزار درہم میں خرید لیا اور عام مسلمانوں پر وقف فرما لیا۔

یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب محبوب کی محبت لوح قلب میں راسخ ہو، حضرت عثمانؓ کے قلب میں چونکہ حضور پرنور ﷺ کی محبت رچی بسی تھی اس لئے آپ نے اپنے محبوب کی محبت میں اس کو خرید لیا اور درہم و دینار آپ کی خدمت میں پیش کر کے محبوب کی رضا حاصل کی۔

کیا بیر معونہ وقف تو نے ساری ملت پر
یہ تھی اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانی

۳۔ حضرت عثمانؓ بن عفان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی رحلت پر صحابہ کرامؓ کو اتنا شدید رنج ہوا کہ بعض صحابہ کرامؓ کا تو یہ حال تھا کہ جیسے وسوسہ اور جنون ہو گیا ہو۔ میں بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ ایک روز میں مدینہ منورہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکرؓ صدیق سے لوگ بیعت کر رہے تھے۔ میرے پاس سے حضرت عمرؓ گزرے اور سلام کیا، مجھے اس بات کی قطعاً خبر نہ ہوئی اس لئے کہ مجھے آپ کی رحلت کا انتہائی رنج تھا۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۴۸)

Scanned with CamScanner

ایک روایت میں ہے کہ آپ رحلت نبوی پر بالکل گم سم تھے کہ دوسرے دن تک بالکل آواز نہیں نکلی۔ چلتے پھرتے تھے مگر بولا نہیں جاتا تھا۔ (حکایات صحابہ کرامؓ)

یہ محبت شدید ہی کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کی رحلت پر اتنے مدہوش ہو گئے کہ حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرنے کی بھی خبر نہ رہی۔ ساری توجہ اور سارا دھیان نبی کریم ﷺ پر ہی رہ گیا تھا۔

سلام اے فخر محبوب پیمبر شان رحمانی
سلام اے صہر احمد آشنائے رمز سبحانی

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت شدید، ملاحظہ کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ احبُّ الینا من اموالنا و اولادنا و اٰباء نا و امھاتنا ومن الماء البارد علی الظماء (مدارج النبوۃ، فتح الملہم ج ا ص ۲۳۱)

''یعنی جب آپؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو حضور ﷺ سے کتنی محبت ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: خدائے پاک کی قسم! حضور ﷺ ہم لوگوں کے نزدیک اپنے اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب تھے۔

جب نبی کریم ﷺ کی رحلت کا سانحہ پیش آیا تو آپ ایسے چپ چاپ بیٹھے رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی۔ بس ایک حالت تھی جو آپ پر گزر رہی تھی اور کیوں نہ ہوتی، اس لئے کہ یہ حضرات کامل الایمان اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نشہ عشق میں مخمور تھے۔ آپ ہی کی ذات گرامی محور و مرکز، عقیدت و الفت تھی۔

(۵) حضرت بلال حبشیؓ کا عشق

پروانہ رسولؐ سیدنا حضرت بلال حبشیؓ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ جب آپؓ کو کفر پر مجبور کرنے کے لئے گرم پتھر پر لٹا کر سخت سے سخت تکلیف دی گئی تو آپؓ اس وقت بھی ''اَحَد اَحَد'' ہی کہتے رہے۔

ایک مرتبہ امیہ بن خلف نے آپ کو دھمکی دی کہ اگر تم باز نہ آئے تو ذلت کے ساتھ مارے جاؤ گے۔ اس کے جواب میں بلال حبشیؓ نے ارشاد فرمایا......:

''میرے جسم پر تمہارا زور چل سکتا ہے لیکن میں اپنا دل اور اپنی جان محمد (ﷺ) اور محمدؐ کے خدا کے پاس رہن رکھ چکا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ اس ظالم نے حضرت بلالؓ پر جور و ستم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کو رات دن بھوکا پیاسا رکھا جاتا اور ہر طرح ظلم و ستم کی چکی میں پیسا جاتا رہا۔ مگر آپ ہر ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے۔ کیونکہ ان مصیبتوں کی تلخیاں حلاوت ایمان اور محبت رسولؐ کے سامنے ہیچ ہو گئیں تھیں۔ آپ حلاوۃ الایمان اور محبت رسول کی چاشنی میں ایسے مست تھے کہ مصائب و شدائد کی تلخی محسوس ہی نہ ہوئی۔

۱۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب بیت المقدس کی تسخیر ہوگئی تو آپ نے مسلمانوں کے سامنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا، اس کے بعد حضرت بلالؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ آج اس مبارک موقع پر آپ اذان دیں۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا امیر المومنین، میں نے عہد کر لیا تھا کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا۔ لیکن آپ کے ارشاد کی تعمیل میں اذان دیتا ہوں۔

چنانچہ آپ نے اذان دی۔ جب آپ کے منہ سے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کے الفاظ نکلے تو صحابہ کرامؓ پر رقت طاری ہوگئی، انہیں وہ دور یاد آگیا جب حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے

Scanned with CamScanner

اذان دیا کرتے تھے۔ جب حضرت بلالؓ ''اشھدان محمداً رسول لله'' پر پہنچے تو صحابہ کرامؓ روتے روتے نڈھال ہوگئے۔ حضرت بلالؓ کے ساتھ ساتھ سیدنا عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہ کرام بھی رو رہے تھے، ان سب کو فراق رسولؐ نے تڑپا ہی دیا تھا۔

اسی طرح جب آپ کے انتقال کا وقت آیا تو آپ کی اہلیہ محترمہ اور دیگر عزیز واقارب گریہ وزاری کرنے لگے اور واکرباہ (ہائے مصیبت) کہنے لگے۔ اس پر حضرت بلالؓ فرماتے ہیں: واطرباہ (ہائے کیا خوشی کا مقام ہے) اور فرما رہے ہیں کہ کتنی خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ میں کل اپنے محبوب ﷺ سے ملوں گا اور آپ کی جماعت سے ملاقات کروں گا۔ (بحر النفوس)

دیکھئے موت کی شدت اور تلخی بھی حلاوت لقاء رسول اللہ ﷺ میں فناء ہوگئی۔ اس لئے آپ موت کے وقت بھی خوش تھے کہ کل اپنے محبوب کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

درغربت مرگ بیم تنہائی نیست
یاران عزیراں طرب بیشتر اندا
زندگی بھر تو رہا پروانہ شمع رسول تیرے دم سے دین قیم کے ہوئے زندہ اصول
پاگئے جب سرور کونینؐ دنیا سے وصال
تیرے دل کو اس قدر اس کا ہوا حزن وملال

(۶) حضرت انسؓ بن نضر کی وارفتگی

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب بظاہر شکست ہو رہی تھی تو کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضور اکرم ﷺ بھی شہید ہوگئے۔ اس وحشت ناک خبر سے صحابہ کرامؓ پر جو اثر ہونا تھا وہ ظاہر ہے، اس وجہ سے اور بھی زیادہ غمگین اور پریشان ہوگئے۔ حضرت انسؓ بن نضر چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں حضرت عمرؓ اور حضرت طلحہؓ پر نظر پڑی کہ سب کے سب

پریشان حال تھے۔ حضرت انسؓ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان سے نظر آرہے ہیں۔ ان حضرات کہا کہ افسوس حضور ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ حضور ﷺ کے بعد پھر زندہ رہ کر کیا کروگے۔ تلوار ہاتھ میں لو اور چل کر شہید ہوجاؤ۔ چنانچہ حضرت انسؓ نے کہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لی اور کفار کے نرغے میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش فرما کر حیات جاودانی حاصل کرلی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۴)

حضرت انسؓ کی محبت اور آپ ﷺ کے ساتھ تعلق پر غور فرمادیں کہ جس ذات گرامی ﷺ کے دیدار کے لئے جینا تھا جب وہ ہی نہیں رہے تو اس فانی زندگی میں کیا دھرا ہے۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ شہادت کا درجہ حاصل کر کے فوراً محبوب کے قدموں میں چلے جاؤ تا کہ محبوب کی زیارت تو ہوا کرے۔ واقعی یہ وہ مقدس حضرات ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے نبھائے اور اپنی جان خدا کے سپرد کر کے کامیاب ہوگئے۔

(۷) حضرت ثوبانؓ کا پیار

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ جنہیں اپنے محبوب رحمۃ للعالمین سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کو اپنے گھر میں بھی جا کر سکون نہ ملتا تھا۔ یہاں تک کہ واپس الٹے پاؤں بارگاہ نبوت میں آ کر جمال مبارک کی زیارت نہ کرلیتے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں آئے کہ آپ کا رنگ روپ اڑا ہوا تھا۔ حالت شکستہ و پراگندہ تھی، چہرے سے غم واندوہ نمایاں تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابیؓ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ ثوبانؓ! تم نے یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے؟، کس لئے تمہارا رنگ فق ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! مجھے نہ تو کوئی مرض ہے اور نہ کسی قسم کا جنون، بجز اس کے کہ میں جب جمال جہاں آراء کو نہیں دیکھتا تو متوحش اور پریشان ہوجاتا ہوں اور شدید وحشت طاری ہوجاتی ہے۔ جب تک کہ میں بارگاہ میں

Scanned with CamScanner

حاضر ہو کر جمال مبارک کی زیارت سے فیض یاب نہیں ہو جاتا سکون نہیں پاتا۔ میں آخرت کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ آخرت میں آپ کو تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ سب سے اعلیٰ مقام پر لے جایا جائے گا، میں وہاں آپ کی زیارت کیسے کر سکوں گا، ظاہر ہے کہ میں آپ کا درجہ تو نہیں پا سکتا، پھر میں اپنی آنکھوں کو کیسے منور کر سکوں گا.........الخ (کتب تفاسیر)

ملاحظہ فرمایئے! کہ دنیا میں آپ ﷺ کے دیدار سے لذت حاصل کرنے کے باوجود آخرت کا غم لگا ہوا ہے کہ کائنات کی یہ عظیم اور بابرکت ہستی صرف اس قابل نہیں کہ دنیا میں ہی ان سے محبت کی جائے اور ان کے دیدار سے سکون دل حاصل کیا جائے، بلکہ آپ ﷺ کی ہستی مبارک تو اتنی عظیم ہے کہ دنیا و آخرت دونوں میں آپؐ کے دیدار سے لذت حاصل کریں اور آپ ﷺ کے نور سے دونوں جہاں میں اپنی آنکھوں کو منور کیا کریں اور اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

(۸) حضرت ابوطلحہؓ کا عشق

غزوہ احد میں ابتلاء نے حضرات صحابہ کرامؓ کو منہزم کر دیا تھا، اس کے باوجود حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی محبت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ وہ اس طرح حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر فدا ہوتے تھے جس طرح دیگر غزوات و مجاہدات میں فدا ہوتے تھے، چنانچہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے جب ایک موقع پر گردن اٹھا کر کفار کی جمعیت کو دیکھنا چاہا تو حضرت ابوطلحہؓ جوش محبت میں بے اختیار پکار اٹھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سر اٹھا کر نہ دیکھئے کہیں ایسا نہ ہو کو آپ کو کوئی تیر لگ جائے۔ ابھی تو میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے لئے سپر ہے۔

آپ کی زبان پر اس وقت یہ شعر تھا ؎

نفسی لنفسک الفداء   ووجھی لوجھک الوقاء

میری جان آپ کی جان پر قربان   میرا چہرہ آپ کے چہرہ کی ڈھال ہو

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ: ''حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی حفاظت فرماتے فرماتے آپ کا

ایک ہاتھ شل ہو گیا مگر آپ نے اف تک نہ کی۔'' (بخاری ج ۲ ص ۵۸۱)

(ف) یاد رکھئے ایسے الفاظ اس وقت زبان سے ادا ہوتے ہیں جب قلب محبت رسول کے جذبے سے سرشار ہو، اگر قلب ہی محبت سے خالی ہو تو پھر ہرگز ہرگز زبان سے ایسے الفاظ نہیں ادا ہوتے۔ حضرت ابوطلحہؓ کے قلب میں چونکہ محبت رسولؐ عروج پر تھی، اسلئے آپ نے فرمایا کہ ابھی تو میرا سینہ خالی ہے۔ عشق رسولؐ کی اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل چاہئے! حضرت ابوطلحہؓ قرآن کریم کی آیت کریمہ ''ولا یرغبوا بانفُسِہم عن نفسہ'' (ترجمہ: اپنی جان کو رسولؐ کی جان سے زیادہ نہ چاہیں) پر عمل کر کے مسلمانوں کے لئے ایک ابدی پیغام چھوڑ گئے کہ نبی کریم ﷺ کی محبت کے مقابلے میں قیمتی سے قیمتی چیز بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی

(۹) حضرت زیادؓ بن سکن کا حیران انگیز عشق

جنگ احد ہی کا واقعہ ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر ایک شخص زخموں سے چور ہو کر کراہ رہا ہے۔ آپ نے اس کے پاس پہنچیں، پانی پلایا، سانس اکھڑ رہی تھی، لیکن ام المومنینؓ نے دیکھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے، اس نے کہا اللہ کے رسول ﷺ ......ان پر خدا کی رحمتیں ہوں...... کاش! ان کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ ان کا غلام زیاد دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔

ام المومنینؓ بارگاہ رسالتؐ میں پہنچیں۔ حضرت زیادؓ کا پیغام دیا۔ آپ ﷺ بے قرار ہو کر تشریف لائے۔ آتے ہی فرمایا: زیاد آنکھیں کھولو! دیکھو میں آ گیا ہوں! حضرت زیادؓ نے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے پوچھا: زیادؓ کوئی آخری تمنا! حضرت زیادؓ نے عرض کی: حضورؐ صرف ایک تمنا ہے۔ اور انہوں نے اپنے جسم کو آگے گھسیٹ کر اپنا سر حضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا اور ان کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اور

یہ آواز آ رہی تھی:

رَضیتُ باللہ رباً وباسلام دیناً وبمحمدٍ نبیاً

''اللہ تعالیٰ سے رب ہونے کے باعث اور اسلام سے دین ہونے کے طور پر اور محمد رسول اللہ ﷺ سے نبی ہونے کی حیثیت سے راضی ہوں''۔

پھر آپ نے آخری ہچکی لی اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

(۱۰) حضرت عمارہؓ کی لازوال محبت

اسی طرح کا واقعہ حضرت عمارہؓ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ آپ زخموں سے چور جان کنی کی حالت میں تھے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ سرہانے پہنچ گئے۔ فرمایا: کوئی آرزو ہو تو کہہ دو! حضرت عمارہؓ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اور زیادہ قریب کر لیا اور سر آپؐ کے قدموں پر رکھ دیا کہ اگر کوئی آرزو ہو سکتی ہے تو یہی ہے، اسی طرح ان کا انتقال ہو گیا۔

منم وہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردم
بہ رخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

(۱۱) حضرت خبیب بن عدیؓ کی قربانی

قریش مکہ نے حضرت خبیبؓ کو چند روز قید و بند میں بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد صلیب کے نیچے لے جا کر کھڑا کر دیا اور پوچھا کوئی آخری آرزو ہو تو بتاؤ! آپؓ نے فرمایا: کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ آپؓ کو مہلت دی گئی، آپ نے دوگانہ نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد پوچھا کہ اب بھی اسلام سے دستبردار ہو جاؤ تو تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر اسلام کی دولت پاس نہ رہی تو جان بچا کر کیا کروں گا۔ چنانچہ ایک شقی القلب نے آپ کو نیزہ مارا اور پوچھا کہ اب تو تم بھی پسند کرو گے کہ محمد (ﷺ) کو تمہاری جگہ

قتل کر دیں اور تم کو چھوڑ دیں، حضرت خبیبؓ نے پرجوش لہجے میں کہا......: واللہ العظیم! خدا تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے اور آپ ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے اور آپ نے دعا فرمائی:

اللھم بلغنا رسالۃ رسولک فبلغہ ما یصنع بی

''اے اللہ! ہماری اس حالت کی خبر اپنے رسول ﷺ کو پہنچا دے اور آپ ﷺ کو اس حالت سے بھی باخبر فرما دے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے''۔

اس دعا کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو گئے اور کفار و مشرکین نے نیزوں کی بارش سے حضرت خبیبؓ کے جسم اطہر کو چھلنی کر دیا اور زمین اس پروانہ رسول کے خون سے لالہ زار ہو گئی۔ اس وقت آپ کی زبان پر یہ عاشقانہ ترانہ جاری تھا کہ......

فَلَستُ اُبالی حینَ اُقتلُ مسلماً   علیٰ ایّ شقٍّ کان للہ مصرعی
وَذٰلک فی ذاتِ الالٰہ وَانْ یشاء   یُبارک علیٰ اوصالِ شلوٍ ممزّعِ

ترجمہ: ''سو میں پروا نہیں کرتا جب کہ اسلام کی حالت میں مارا جاؤں اور جس کروٹ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے گرنا ہو...... اور یہ سب کچھ محض اللہ کی رضا کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء پر بھی حرکت کر دے''۔

اور حضرت خبیبؓ بزبان حال گویا یوں کہہ رہے تھے۔

تو نے کی اچھی نصیحت کب مگر سنتا ہوں میں
ناصحوں سے جیسے عاشق ہوتے ہیں بہرا ہوں میں

(۱۲) حضرت ابوایوب انصاریؓ کی خدمت

رحمۃ للعالمین ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں ہر ایک کی تمنا تھی کہ آپ ﷺ کی مہمانی کا شرف مجھے حاصل ہو۔ بالآخر یہ شرف حضرت ابوایوب انصاریؓ کے

Scanned with CamScanner

حصے میں آیا۔حضور ﷺ نے مکان کے نچلے حصے میں قیام کرنا پسند فرمایا۔ایک دن اتفاقاً چھت پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا ٹوٹ گیا چھت چونکہ پختہ نہ تھی ۔حضرت ابوایوب انصاریؓ کو خیال آیا کہ مبادا چھت ٹپکے اور پانی نیچے پہنچے تو حضور ﷺ کو تکلیف ہو۔آپ کے پاس ایک ہی لحاف تھا جس سے میاں بیوی گزارہ کرتے تھے،آپ نے فوراً اس لحاف کو بہتے ہوئے پانی پر ڈال دیا،تاکہ پانی اس میں جذب ہوجائے ،اس کے بعد آپ نے گھر کے ایک کونے میں دبک کر ساری رات بسر کی۔ صبح حضرت ابوایوب انصاریؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور رات کا سارا واقعہ بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ اوپر کے حصہ میں تشریف لے آئیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا ۔اور اوپر ٹھہرنا منظور فرمالیا۔

۲۔حضرت ابوایوب انصاریؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ کھانے میں جہاں رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک کے نشانات ہوتے تھے تبرک اور اتباع کے پیش نظر انہی پر اپنی انگلیاں رکھ کر تناول فرماتے۔

۳۔اسی طرح ایک مرتبہ کھانا جوں کا توں واپس آگیا۔حضرت ابوایوب انصاریؓ پریشان ہوگئے ۔حاضر خدمت ہوکر وجہ پوچھی۔آپ نے ارشاد فرمایا: کہ آج کھانے میں لہسن تھا اور مجھے لہسن مرغوب نہیں۔حضرت ابوایوب انصاریؓ نے یہ سن کر عرض کی ،یارسول اللہ ﷺ جو آپ کو پسند نہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

یاد رہے کہ لہسن شریعت میں حرام نہیں ،مگر عشق رسولؐ دیکھئے کہ ہر اس چیز سے کراہت ہوجاتی ہے جسے محبوب بھی پسند نہ فرمادیں۔

(۱۳) حضرت سعد بن عبادہؓ کی گہری عقیدت

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ابوسفیانؓ نے بدر کی طرف پیش قدمی کی ہے

تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا،انصار میں سے حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی،یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے

وَالّذی نفس بیده لو امرنا ان نخیضها البحر لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اکبادها الی برک الغماد لفعلنا

”خدائے پاک کی قسم !اگر آپ ﷺ کا فرمان ہوجائے تو ہم دریا میں اسی طرح گھس پڑیں اور اگر آپ کا حکم ہو تو ہم اپنے سینوں کو تلواروں کی میان سے ٹکرادیں۔ (مسلم شریف جلد۲ ص۱۰۲)

سبحان اللہ! جان دینا اسی وقت گوارا ہوتا ہے جب محبوب کی خوشی معلوم ہوجائے۔محبوب کی خاطر ہر شخص وہ سب کچھ کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے جو تقاضائے عشق ہے۔حضرت سعد بن عبادہؓ نے بھی یہی عرض کیا کہ اگر آپ فرمادیں تو ہمیں نہ اہل وعیال سے غرض،نہ کوئی مقصود،نہ عزیز وطن کی پرواہ،نہ جان کی فکر،ہمیں تو آپ کی خوشی مطلوب ہے۔اگر آپ ہم سے خوش ہوجائیں تو ہمارے لئے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ایک جان کیا ہزاروں جانیں بھی آپ کی ذات گرامی پر قربان ہوجائیں،پھر بھی یہ کہا جائے گا ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(۱۴) حضرت زید بن حارثہؓ محبوب کے دولت کدے میں

حضرت زید بن حارثہؓ جو عالم طفولیت میں ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں آگئے تھے اور آپ ﷺ کی محبت کا اثر یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک مرتبہ ان کے والد نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ ﷺ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ یہ تمہارے والد ہیں اور میرے حال سے بھی تم واقف ہو،تمہیں اختیار ہے،میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو اور اگر ان کے ساتھ جانا چاہو تو میری طرف سے پوری اجازت ہے۔

عاشق رسول ﷺ کا جواب سنئے اور ان حضرات کی محبت کا اندازہ فرمائیے زید بن حارثہؓ نے

کہا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کے مقابل میں بھلا کس کو محبوب رکھ سکتا ہوں۔ آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔:

باپ اور چچا نے کہا زیدؓ تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور باپ اور چچا سب گھر والوں کے مقابلے میں غلامی کو پسند کرتے ہو۔ زیدؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں ان میں (رسول ﷺ) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرتا۔

تھام کر دامن سرکار ﷺ کو آخر یہ کہ
لاکھ آزادیاں ایک تیری غلامی پر نثار

اندازہ فرمائیں! یہ کیسی محبت ہے جو حضرت زیدؓ کے قلب میں اپنا گھر بنا چکی ہے۔ کیا محبت کے ایسے عجیب وغریب مناظر کوئی دکھلا سکتا ہے، حضرت زیدؓ کے اس جواب نے یہ بھی واضح کر دیا کہ تمام لوگوں کی محبتیں دیکھ لی ہیں اب تو میں اپنے محبوب ﷺ کی محبت کا ہی دیوانہ رہوں گا چاہے اس کے لئے فقر وفاقہ ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔

ما اگر قلاش وگر دیوانہ ایم　　　مست آں ساقی وآں پیمانہ ایم

ترجمہ: اگر ہم مفلس اور دیوانہ ہیں تو کیا غم ہے۔ محبوب حقیقی اور اس کی محبت ہی کے تو متوالے ہیں۔

(۱۵) حضرت ابوخثیمہؓ کی جانثاری

غزوہ تبوک کے زمانہ میں سخت گرمی کا موسم تھا۔ حضرت ابوخثیمہؓ کسی وجہ سے اس غزوہ میں شرکت نہ فرما سکے۔ ایک دن آپ گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کے اہلیہ نے ٹھنڈا پانی تیار کر رکھا ہے اور کھانا بھی عمدہ بنایا ہوا ہے اور بالا خانے پر چھڑکاؤ کے آثار بھی نظر آرہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے؟ عرض کیا کہ آپ کی راحت وآرام کے لئے میں نے ایسا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے محبوب رسول ﷺ تو اس لو اور شدت کی گرمی میں کھلے میدان

میں ہوں اور میں سرد پانی اور عمدہ غذا سے لطف اندوز ہوں، خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ میں ہرگز بالا خانے پر نہ جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت زادِ راہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہوگئے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۹۱)

(۱۶) حضرت سعد بن الربیعؓ کا عشق اور حضرت خاتم المرسلینؐ کی دعا

جنگ احد میں حضرت سعد بن الربیعؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور انتقال فرما رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ کوئی وصیت کرنی ہو تو کردو۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور فرمایا: میری طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کو سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قوم سے سلام کہہ دینا کہ اگر تم سے کوئی ایک بھی زندہ رہا اور تمہاری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک میں کانٹا بھی لگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا کچھ عذر مسموع نہ ہوگا۔ ہم نے لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ ﷺ پر فداء ہونے کا حلف اٹھایا تھا۔ اس کے بعد کہا کہ میرے عیش میں تم زیادہ خلل مت ہو، میرا اسلام لو اور یہ کہہ کر آنکھ بند کر لی۔ (موطا امام مالک۔ سیرۃ ابن ہشام)

حضرت سعد کے اس پیغام کو شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے۔

دشمن نہ آنے پائے رسول خدا کے پاس
روز حساب ہوگا ہر ایک عذر در نہ رد

جب حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے حضرت سعدؓ کا یہ پیغام سنا تو ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ سعدؓ کو اپنے دامن میں جگہ دے، زندگی اور موت دونوں اللہ اور اس کے رسول کے ہی خواہ ہے۔"

ملاحظہ کریں! ان حضرات کی محبت کہ دشمنوں کی تیغ وسناں سے چور، میدان میں دم توڑ رہے ہیں لیکن دل کس قدر شادمنیوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی محبت کس قدر

Scanned with CamScanner

قلب میں داخل ہو چکی تھی اور اسی عشق میں ان حضرات نے میدان جنگ میں اپنی جانیں اس اطمیں ان سے اور سکون کے ساتھ دی ہیں کہ جو کسی عیش ونشاط کے بستروں پر بھی نہ دی ہوں گے۔

(۱۷) حضرت زید بن دثنہؓ کی عزیمت

حضرت زید بن دثنہؓ کو جب تختہ دار پر چڑھایا گیا تو آپؓ سے ابوسفیان نے سوال کیا کہ اے زیدؓ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ......:

اتحب ان محمداً عندنا الأن فی مکانک نضرب عنقه وانک فی اهلک

ترجمہ: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ اس وقت ہمارے قبضے میں محمد (ﷺ) ہوں اور ہم ان کی گردن تلوار سے اڑا دیں اور تم اپنے اہل وعیال میں ہی رہو''۔؟

حضرت زید بن دثنہؓ نے جو فرمایا...... عشق ومحبت اور عزیمت واستقلال کی دنیا میں ان کا یہ جواب ہمیشہ رہے گا۔............آپؓ نے فرمایا......:

وَاللہ ماحب ان محمداً الأن فی مکانه الّذی هو فیه تصیبه شوکة تؤذیه وانی جالسٌ فی اهلی ۔ (فتح الملہم ج ا ص ۲۲۱)

ترجمہ: ''خدا کی قسم! میں یہ بات کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ محمد ﷺ اس جگہ جہاں آپ اس وقت ہیں، اذیت وتکلیف کا ایک کانٹا بھی چبھے۔''

اللہ اکبر! تاریخ اقوام کو اٹھایئے اور بتلایئے کہ ہے کوئی مائی کا لال جو حضرت زید بن دثنہؓ کی اس بے مثال محبت اور لاجواب جرات پیش کر سکے اور اپنے آقا کے ساتھ اس قسم کی محبت کی نظیر دکھلا سکے۔ ھَاتو ا بُرھانکم ان کنتم صٰدقین ۔

اسی عشق ومحبت کو دیکھ کر ابوسفیان بے اختیار پکار اٹھے تھے:

ما رأیتُ احداً من النّاس یحب احداً کحب اصحاب محمداً محمداً

ترجمہ: ''میں نے (دنیا میں ایسا شخص اپنی نظروں سے کبھی) نہیں دیکھا کہ وہ کسی بات سے اس طرح محبت کرتا ہو جس طرح کہ محمد ﷺ کے صحابہ کرامؓ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ا ص ۲۲۱)

(۱۸) حضرت ابوذر غفاریؓ ایک عاشق زار

ایک مرتبہ سیدنا ابوذر غفاریؓ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی بعض ہستیوں سے محبت رکھتا ہے مگر ان کے اعمال کو اپنانے کی طاقت نہیں رکھ سکتا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جن کیساتھ محبت رکھتا ہے انہیں کے ساتھ ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! میں صرف آپؐ سے اور اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا: تم یقیناً اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد جب کبھی آپ کا ذکر آجاتا تو سیدنا حضرت ابوذر غفاریؓ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ اور شدت جذبات کی بناء پر آواز برابر نہ نکلتی تھی۔

محبت رسول تو وہ چیز ہے کہ واللہ العظیم، اگر حضور ﷺ کے محبت آمیز عتاب کا بھی ذکر ہو تو صحابہ کرامؓ اسے مزے لے لے کر ذکر فرمایا کرتے تھے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ راز محبت اور رمز عشق سے آشنا تھے۔ اور محبت کی یہ اعلیٰ ترین دولت ان حضرات کو نصیب ہوئی تھی۔ صحابی رسولؐ حضرت ابوذر غفاریؓ ایک حدیث نبی کریم ﷺ کے بار بار بیان فرمانے پر (بطور تعجب) ایک ہی سوال عرض کرتے تھے۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: **وَان لاغم علی انف ابی ذر** (مشکوٰۃ شریف)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: اے ابوذرؓ! تیرا جی چاہے یا نہ چاہے (یہ ہو کر رہے گا)''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ جب اس حدیث کی روایت فرماتے تو ساتھ ہی وہ مبارک الفاظ بھی دہراتے جو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے۔

یاد رکھیے ! حضرت ابوذرؓ کی اس عرض پر ان کو ملامت کا نشان نہیں بنایا جاسکتا، یہ تو ایک عاشقانہ ادا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔۔

گفتگوئے عاشقاں در کار رب جوشش عشق است نے ترک ادب

رموز محبت اور ادائے عاشقی کو سمجھے بغیر طعن و تشنیع کے گولے نہ برساؤ یہ تو ایک عاشق کا جوش ہے، بے ادبی ہرگز نہیں۔

(۱۹) ایک صحابیؓ کی عجیب عقیدت

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں کسی مقام پر تشریف لے گئے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک مکان قبہ دار اور جدید طرز کا تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا: کس کا مکان ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی: فلاں (صحابیؓ) کا۔ آپ سُن کر خاموش رہے۔ دوسرے وقت جب صاحب مکان حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کی۔ آپ ﷺ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ آخر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے وجہ دریافت کی کہ آج میرا محبوب مجھ سے کیوں ناراض ہے؟ آخر کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اور وجہ تو ہمیں معلوم نہیں، البتہ اتنا معلوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تمہارے مکان کو دیکھا تھا۔ بس اس گمان کے جگہ پانے پر فوراً جا کر تمام مکان گرا دیا اور گویا بزبان حال یہ کہہ رہے تھے۔۔

ہرچہ از دوست دامانی چہ کفر آں حرف وچہ ایمان
ہرچہ از یار دور افتی چہ زشت آں نفس وچہ زیبا

یعنی جو چیز مجھے محبوب سے دور کرنے والی ہے، اسے میں کیسے پسند کرسکتا ہوں۔

سبحان اللہ! یہ ہے عشق اور محبت، کہ جب صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوجاتا ہے کہ میرے آقا اور محبوب ﷺ کو فلاں کام پسند نہیں تو اس فعل سے کوسوں دور بھاگتے تھے، نہ اس بات کی تحقیق تفتیش کرتے کہ یہ زیادہ ناپسند ہے یا کم؟ عاشقوں کا اتنا جان لینا کسی کام سے روکنے کیلئے کافی ہے کہ بس یہ چیز میرے محبوب کو پسند نہیں، وہ کبھی یہ تفتیش نہ کرتا کہ کیوں ناپسند ہے، کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ؟ مکروہ ہے یا مباح، وغیرہ وغیرہ۔ دیکھئے اس صحابیؓ کی محبت کو کہ نہ آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ، کیا آپ کو میرا مکان دیکھنے سے تکلیف ہوئی ہے۔ یا یہ کہ مکان کتنا بڑا جائز ہے؟ اس بحث میں نہ پڑے۔ پس اتنا معلوم ہوگیا کہ میرے محبوب کو ایسا کرنا پسند نہیں تو اس پر اپنی بھی ناپسندیدگی کا اظہار عملاً پیش کردیا۔

(۲۰) حضرت اسید بن حضیرؓ کی نیازمندی

حضرت اسید بن حضیرؓ بڑے خوش طبع اور شگفتہ مزاج صحابیؓ تھے۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھوئی، انہوں نے آپؐ سے اس کا بدلہ چاہا۔ آپ ﷺ نے اسلامی مساوات کے پیش نظر اس کے لئے راضی ہوگئے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ جس طرح چھڑی چبھوتے وقت میرا جسم برہنہ تھا آپؐ کے جسم پر بھی قمیص نہیں ہونی چاہئے۔ آپ ﷺ نے قمیص اوپر اٹھا دی۔ قمیص کا اٹھنا تھا کہ وہ بے تابانہ آپ ﷺ سے لپٹ گئے۔ پہلوؤں کو بوسہ دیا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرا مقصود اصلی یہی تھا۔ ورنہ میں اور آپؐ سے انتقام لینے کی جرات؟

اسی طرح ایک صحابیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جوش محبت سے بے تاب ہوگئے۔ آگے بڑھے اور آپ کی قمیص کو جو آپؐ نے زیب تن کر رکھی تھی ہاتھ سے الٹ دیا اور خود اس کے اندر گھس گئے اور جسم اطہر کو خوب چوما۔ (ابوداؤد ج ۱)

Scanned with CamScanner

(۲۱) حضرت زاہرؓ کی محبت

حضرت زاہرؓ کو بھی نبی کریم ﷺ سے بے حد محبت تھی، اور آپ ﷺ کی خدمت میں اکثر ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے سودا بیچ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے ازراہ شفقت پیچھے سے آکر گود میں لے لیا۔ انہوں نے کہا کون؟ مجھے چھوڑ دو۔ جب معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو اپنی پشت کا بار بار حضور ﷺ کی پشت سے لپٹاتے تھے اور پھر بھی سیرابی نہیں ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی ص۲٦۲)

(۲۲) حضرت ابوہریرہؓ کا اُنس

حضرت ابوہریرہؓ کو تو حضور اکرم ﷺ کی مفارقت ایک پل کے لئے بھی گوارا نہ تھی۔ آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھنا ہی آپ کا سکون ہوتا تھا۔ آپ ﷺ سے ہزاروں احادیث سن سن کرامت محمدیہ ﷺ تک پہنچائیں اور اس سلسلے میں بھوک پیاس کی شدت بھی برداشت فرمائی۔ اور آستانہ نبوت سے وابستگی کیلئے مال ومتاع کی بڑی بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا۔ دشمنوں کی طرف سے خطرات کی پیش نظر آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل ہوجاتے تو آپ کو بے حد پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپؐ کسی ضرورت سے اٹھے، پلٹنے میں زیادہ دیر ہوگئی تو صحابہ کرامؓ گھبرا گئے، حضرت ابوہریرہؓ کو آپ کی سب سے زیادہ فکر تھی، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ آپ کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ انصار کے باغ میں پہنچے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ ملا، دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا اس میں سے آپؓ گھس کر اندر پہنچے وہاں حضور ﷺ کو دیکھ کر اطمینان ہوا اور آپ ﷺ سے صحابہ کرامؓ کی پریشانی اور اضطراب کا حال بیان کیا (آپؐ نے پوچھا کیا بات ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ ایسی بات ہوئی اور میں وہ پہلا آدمی ہوں جس نے یہ

گھبراہٹ محسوس کی اور میں باغ تک آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اس میں داخل ہوا)۔

(۳۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اتباع سنت

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے بول اٹھے، جمعرات کا ن، جمعرات کا دن، اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے پوچھا: جمعرات کے دن کا کیا مطلب؟ کہنے لگے اس دن حضور ﷺ کے مرض الموت نے شدت اختیار کی تھی۔

(مسلم شریف جلد۲ ص۴۲)

(۴۲/۲۵) قوم موسیٰ علیہ السلام اور اصحاب مصطفیٰ ﷺ

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں بزدلی اور پست ہمتی نہ دکھاؤ بلکہ جہاد کے لئے تیار ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فاتحانہ حیثیت سے اس شہر میں داخل کرے گا، تو آپ کو آپ کی قوم نے یہ جواب دیا۔

یاموسیٰ انّالن ندخلھاابداً مادامو ا فیھا فاذھب انتَ وربُّک فقاتِلا انّا ھٰھنا قاعدون. (پ ٦ المائدہ ع ۴)

ترجمہ: اے موسیٰؑ ! ہم ہرگز ساری عمر اس میں نہ جائیں گے۔ سو تو اور تیرا رب (دونوں) جاؤ اور تم دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں۔

لیکن جب رحمۃ للعالمیں خاتم النبیین ﷺ کا عہد مبارک آتا ہے اور آپؐ ایک غزوہ کے لئے اپنے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہیں، تو صحابہ کرامؓ آپؐ کے محبت کے جذبے سے سرشار ہوکر وہ جواب دیتے ہیں جو شائد اس سے پہلے نہ فلک نے سنے تھے اور نہ آئندہ سن سکے گا۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں: یارسول اللہ ﷺ !

لاتقول کما قال قوم موسیٰ اذھب انت وربک فقاتلا ،ولکنا نقاتل عن یمینک وعن شمالک وبین یدیک وخلفک

”آپ ﷺ ! ہم آپ کو ہرگز وہ جواب نہ دیں گے جو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے آپؑ کو دیا تھا کہ تم خدا کے ساتھ جاؤ اور لڑو۔ بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے، غرضیکہ ہر طرف سے جمع ہو کر قدم بہ قدم لڑیں گے۔ (آپؐ پر ذرہ بھر آنچ نہ آنے دیں گے اور ہم اپنی جانوں کو آپؐ پر قربان کر دیں گے۔) (بخاری شریف جلد ص ۵۶۴)

(۲۶) رضینا یا رسول اللہ ﷺ

تاریخ اسلام میں جنگ حنین پہلی جنگ ہے جس میں بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا جو بیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی کا ذکر روایات میں ملتا ہے۔ یہ وقت تھا کہ سابقون الاولون کو مال و دولت سے حصہ وافر ملتا ہے، لیکن حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ان باشندگان مکہ کو ترجیح دی جو فتح مکہ کے بعد نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور انصار مدینہ کے حصہ میں کچھ نہ آیا۔ یہ حالت دیکھ کر بعض کو خیال ہوا کہ ہم کیوں محروم ہیں۔ آج انہیں مال غنیمت کا حصہ مل رہا ہے۔ یہ بات حضرت خاتم المرسلین ﷺ تک پہنچی تو آپؐ نے انصار کو جمع کیا اور فرمایا......: الا ترضون ان یذھب الناس بالشاۃ والبعیر وترھبون بالنبی الیٰ رحالکم

”کیا تمہاری خوشنودی کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ لوگ یہاں سے مال غنیمت کے حصے لے کر جائیں اور تم اللہ کے نبی کو اپنے ساتھ لے جاؤ انصار بے اختیار پکار اٹھے۔ رضینا یا رسول اللہ رضینا۔ ہم خوش ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم خوش ہیں۔ (صحیحین)

(۲۷) ایک نابینا صحابیؓ کی محبت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی ایک یہودی لونڈی حضور ﷺ کو برائی سے یاد کرتی تھی۔ وہ اس کو بار بار سختی سے منع کرتے لیکن وہ اس حرکت سے باز نہ آتی اس کے ساتھ ان صحابی کے جس قسم کے تعلقات تھے انہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دو بچے موتی کی طرح تھے اور میری ہمدم بھی تھی۔ لیکن ایک بار رات کو جب اس نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی شان میں گستاخی کی، انہوں نے سن لیا اور دفعتاً تمام تعلقات بھول گئے، کلہاڑی اٹھائی اور اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۳)

غور فرمایئے! اپنی بیوی سے کسے محبت نہیں ہوتی؟ لیکن خدا اور رسولؐ کی محبت نے اس نابینا صحابیؓ کو ایسی محبوب چیز کو بھی انتہائی مبغوض بنا دیا تھا۔ وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے۔ اور اگر کوئی یہ حرکت کرتا خواہ وہ بیوی ہو یا ماں، بیٹا ہو یا بیٹی۔ یہ تمام تعلقات اسی لمحے ختم ہو جاتے تھے اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی محبت سب پر غالب آجایا کرتی تھی۔ اللہ کرے کہ ہم میں بھی یہ جذبہ بیدار ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت سب پر غالب آجائے۔

(۲۸) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا پہرہ

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو اس وقت دشمنان اسلام نے اپنی سرگرمیاں بھی تیز کر دی تھیں۔ کفار کے علاوہ اب منافقین اور یہودی بھی دشمن بن گئے تھے اور آپ کی جان کے درپے ہو گئے تھے۔ حضرات صحابہ کرامؓ اس قسم کے خطرات کے پیش نظر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی حفاظت کیلئے ہر وقت اپنے آپ کو تیا

Scanned with CamScanner

رر کھتے تھے۔ابتدائے اسلام میں آپ ایک شب بیدار ہوئے تو ارشاد فرمایا: کاش! آج رات کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہتھیار کی جھنجناہٹ کی آواز آئی۔آپ نے آواز سن کر فرمایا: کون؟ جواب ملا،سعدؓ بن ابی وقاص۔فرمایا: کیوں آئے؟ عرض کی: میرے دل میں آپ کی نسبت خوف پیدا ہوا،اس لئے آپ کی حفاظت کے لئے حاظر ہوگیا۔یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ (جامع ترمذی ص۲۱۷)

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے اس ایمانی جذبہ کو غور سے پڑھیئے ! واضح ہوجائے گا کہ ان حضرات مقدس کو رسول اللہ ﷺ کی جان سب سے زیادہ عزیز تھی اور یہ محبت اتنی سچی اور صاف تھی کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی !

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ذات گرامی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے،لیکن آپؐ کی شریعت اور آپ کی پاک سنتیں قیامت تک ہمارے لئے راہنمائی کا کام دیں گی۔اگر ہم اپنے دعویٰ عشق میں سچے ہیں تو ہمیں بھی حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی سنتیں اور آپؐ کے مبارک اقوال وافعال کی حفاظت کرنی چاہئے اور انہیں زندگی کے ہر موڑ پر اپنا رہبر بنانا چاہئے۔

(۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن حرام،تمنائے شہادت

حضرت جابرؓ کے والد محترم حضرت عبداللہ جب غزوہ احد میں شرکت کے لئے روانہ ہوگئے تو اپنے بیٹے کو بلایا اور فرمایا کہ میں غزوہ میں جارہا ہوں اور میں (اللہ نے چاہا تو) ضرور شہید ہوں گا (دیکھو بیٹے !) رسول اللہ ﷺ کے سوا مجھ کو تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے،تم میرا قرض ادا کردینا اور بھائیوں سے حسن سلوک کرنا۔(اسد الغابہ)

غور فرمایئے ! حضرت عبداللہؓ کتنی وضاحت کے ساتھ اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے فرمارہے ہیں کہ......'' اے میرے بیٹے ! تم میرے لخت جگر ہو۔لیکن میرے دل میں تمہاری محبت کا دوسرا نمبر ہے۔اس دل میں اگر کوئی اپنا مقام بناچکا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔''

حضرت عبداللہؓ کے اس طرز عمل نے واضح کردیا کہ مومن کا ایمان اسوقت تک کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی محبت کو ساری دنیا کی محبت پر غالب نہ کردے۔اور جب کسی کو یہ دولت نصیب ہوجاتی ہے تو پھر وہ ایمان کا مزہ پالیتا ہے۔

(۳۰) حضرت شماس بن عثمانؓ کی فدائیت

غزوۂ بدر میں شماس بن عثمانؓ کی محبت وفدائیت کا یہ حال تھا کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ جس جانب نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے،حضرت شماسؓ کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی۔اسی دوران حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر غشی طاری ہوئی،حضرت شماسؓ نے اپنے آپ کو آپ کے لئے ڈھال بنادیا تیر آتے رہے حضرت شماسؓ کے بدن کو زخمی اور چھلنی کرتے رہے،مگر آپ نے اف تک نہ کی یہاں تک کہ اسی حالت میں شہید ہوگئے۔(طبقات ابن سعد)

حضرت شماسؓ نے اپنے بدن کا چھلنی ہونا گوارا کرلیا،لیکن حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے جسم مبارک پر خراش تک نہ آنے دی،اور بزبان حال یہ کہتے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئے کہ۔

نکل جائے دم ترے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت اور یہی آرزو ہے

(۳۱) حضرت سفینہؓ کی عقیدت

حضرت سفینہؓ حضرت سلمہؓ کے غلام تھے۔انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کردے،یہ شرط سن کر حضرت سفینہؓ نے کہا......'' اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تا نفس واپسیں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت سے ہرگز علیحدہ نہ ہوتا۔'' (ابوداؤد ج۳ص۳۱۳)

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت عالیہ سے دور ہونا کس کو گوارا ہوسکتا ہے؟ پھر یہ حضرات

وخواتین تو جمال جہاں آرا کا نظارہ کرنے والے تھے۔ یہاں کوئی شرط کے ساتھ نہیں، دلوں کی سچائی کے ساتھ آتا تھا اور کامیابیوں کا پروانہ لے کر دنیا سے رخصت ہوتا تھا۔

(۳۲) ایک انصاری عورت کا عشق رسولؐ

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اذیت بھی پہنچی اور کچھ شہید بھی ہوئے۔ مدینہ منورہ میں یہ وحشت اثر خبر پہنچی تو ایک انصاری عورت نے مجمع کو دیکھا تو بے تابانہ پوچھا کہ حضور ﷺ کیسے ہیں؟ مجمع میں سے کسی نے کہا کہ تمہارے والد شہید ہو گئے، انہوں نے اناللہ پڑھا اور پھر بے قراری سے حضور ﷺ کی خیریت دریافت کی۔ اتنے میں کسی نے خاوند کی شہادت کی خبر سنائی اور کسی نے بیٹے کی اور کسی نے بھائی کی۔ انصاری عورت نے پوچھا کہ میں کسی اور کا نہیں پوچھ رہی ہوں، مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کہاں اور کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ بفضلہٖ بخیر وعافیت ہیں۔ صحابیہؓ نے کہا ذرا مجھے بتاؤ کس جگہ ہیں؟ لوگوں نے اشارے سے جگہ بتلادی، دوڑتی ہوئی گئیں اور اپنی آنکھوں کو حضور پر نور ﷺ کی زیارت سے ٹھنڈا کر کے عرض کرنے لگی: یارسول اللہ ﷺ! ''کلُّ مصیبۃ بعدک جلل'' آپؐ کی زیارت اور آپ کی صحیح وسالم دیکھنے کے بعد تو ہر مصیبت ہلکی اور آسان ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج۴ ص۴۷۔ ابن ہشام ۹۹۴)

غور فرمائیں! ایک عورت کے لیے باپ، شوہر، بیٹا ہی تو دنیوی سہارا ہوا کرتے ہیں۔ مگر قربان جائیں صحابیہؓ کی اس عظیم اور لافانی محبت پر کہ رسول اللہ کی محبت اور آپ کے عشق کے سامنے تمام عزیز ترین اشخاص کی محبتیں بھی دب کر رہ گئیں۔ کیا کوئی عورت اس طرح کی مثال پیش کر سکتی ہے۔؟ عورت تو درکنار مرد بھی ایسے نمونے پیش کرنے سے قاصر ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ مرحوم نے اس واقعہ پر یہ شعر فرمایا ہے ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برخوردار بھی فدا
اے شہ دیںؐ تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

سولھواں باب

صحابہ کرامؓ کے تبلیغی کارنامے

صحابہ کرامؓ کی قرآنی خدمات

ارشاد نبوی ﷺ ہے...... قرآن چار آدمیوں سے سیکھو!۔

(۱) عبداللہ بن مسعودؓ (۲) سالم بن معقلؓ (۳) معاذ بن جبلؓ (۴) ابی بن کعب، یعنی قرأت قرآن سے پہلے دو مہاجرین اور آخر الذکر دونوں انصاری ہیں۔

بیر معونہ کی جانب ۶۷ صحابہ کرامؓ قرآنی تعلیم کے معلم بن کر گئے تھے، مگر وہ بے دردی سے ذبح کردیئے گئے۔

جامع القرآن

☆ابوالدرداءؓ ☆ابوزیدؓ ☆زید بن ثابتؓ ☆معاذ بن جبلؓ ☆عبادہ بن صامتؓ ☆ابوایوب انصاریؓ ☆ام ورقہ بنت عبداللہ المعروف (شہیدہ)

کاتبین القرآن

☆سیدنا عثمانؓ بن عفان ☆امیر معاویہؓ ☆ابوموسیٰ اشعریؓ کل تعداد تیرہ ہے۔

قراء صحابہ کرامؓ: خلفاء اربعہؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ زبیرؓ۔ ابن مسعودؓ۔ سالمؓ۔ ابوہریرہؓ۔ عبداللہ بن السائبؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ عبادہ بن الصامتؓ۔ ابوحلیمہؓ۔ معاذ تمیم داریؓ۔ عقبہ بن عامرؓ۔ ان صحابہ کرامؓ سے سینکڑوں اور ہزاروں تابعین دولت قرآن سے مالا مال ہوئے۔ علاوہ ازیں ۶۷ شہید بیر معونہ اور ۷۰۰ قراء جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

Scanned with CamScanner

سترہواں باب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا پہلا مدرسہ اور اس کے طلبہ صحابہ کرامؓ

اصحاب صفہ رضی اللہ عنھم

عیاض بن غنمؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے چیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت افرادوہ ہیں کہ جن کے متعلق مجھ کو ملاء اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کر کے ہنستے اور دل ہی دل میں خداوند الجلال کے عذاب وعتاب کی شدت کے خوف سے روتے رہتے ہیں۔ صبح وشام خدا کے پاکیزہ اور پاک گھروں یعنی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

زبانوں سے خدا کو رغبت اور رہبت (امید اور خوف) کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں اور دلوں سے اس کی لقاء کے مشتاق ہیں۔ لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر وہ نہایت بھاری اور گراں۔ زمیں پر پاپیادہ نہایت آہستگی اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں، اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے، چیونٹی کی چال چلتے ہیں، یعنی ان کی رفتار سے تواضع اور مسکنت ٹپکتی ہوئی ہوتی ہے۔

قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور پرانے بوسیدہ کپڑے پہنتے ہیں۔ ہر وقت خداوند ذوالجلال کے زیر نگاہ رہتے ہیں۔ خدا کی آنکھ ہر وقت ان کی حفاظت کرتی ہے۔ روحیں ان کی دنیا میں ہیں اور دل ان کے آخرت میں۔ آخرت کے سوا ان کو کہیں کا فکر نہیں ہر وقت آخرت اور قبر کی تیاری میں ہیں۔

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ باش　　　ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

بعد ازاں رسول کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی......:

ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْد۔ یہ (وعدہ) اس شخص کے لئے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری دھمکی سے ڈرے۔

اسماء اصحاب صفہؓ

اصحاب صفہؓ کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی۔ عارف سہروردیؒ نے عوارف میں لکھا ہے کہ اصحاب صفہؓ کی تعداد چار سو تک بھی پہنچی ہے۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی اور ابن اعرابی اور حاکم نے ان کے اسماء واحوال جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سب کو جمع کر دیا اور زہاد صحابہ کرامؓ اور اصحاب صفہؓ مفصل تذکرہ لکھا ہے۔

(دیکھو! فتح الباری ج ۱۱ ص ۲۴۵۔ باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ کرام وتخلیھم عن الدنیا)

جن میں بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱	ابو عبیدہ عامر بن الجراحؓ	۲	عمار بن یاسر ابو الیقظانؓ
۳	عبداللہ بن مسعودؓ	۴	مقداد بن عمروؓ
۵	خباب ابن ارتؓ	۶	بلال بن رباحؓ
۷	صہیب بن سنانؓ	۸	زید بن الخطابؓ برادر حضرت عمر فاروقؓ
۹	ابو مرثد کناز بن حصین عدیؓ	۱۰	ابو کبشہؓ "مولیٰ رسول اللہ"
۱۱	صفوان بن بیضاءؓ	۱۲	ابو عبس بن جبرؓ
۱۳	سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ	۱۴	مسطح بن اثاثہؓ

۱۵	عکاشہ بن محصنؓ	۱۶	مسعود بن ربیعؓ
۱۷	عمیر بن عوفؓ	۱۸	عویم بن ساعدہؓ
۱۹	ابولبابہؓ	۲۰	سالم بن عمیرؓ
۲۱	ابو بشر کعب بن عمروؓ	۲۲	خبیب بن سیافؓ
۲۳	عبداللہ بن سیافؓ	۲۴	جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ
۲۵	عتبہ بن مسعود ہذلیؓ	۲۶	عبداللہ بن عمرؓ
۲۷	سلمان فارسیؓ	۲۸	حذیفہ بن الیمانؓ
۲۹	ابولدرداء عویم بن عامرؓ	۳۰	عبداللہ بن زید جہنیؓ
۳۱	معاذ بن الحارثؓ	۳۲	سائب بن خلادؓ
۳۳	ثابت ودیعہؓ	۳۴	حجاج عمرو اسلمیؓ
۳۵	ابوہریرہؓ دوسی	۳۶	ثوبان مولی رسول اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اٹھارہواں باب

شہداء غزوہ بدر

مہجعؓ بن صالح

آپؓ سیدنا عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپؓ کا تعلق قوم عک سے تھا۔ آپؓ کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا،

یہ اسلام ہی کی انسانیت نوازی ہے کہ ایک غلام کو سید الشہدا کا خطاب عطا فرمایا۔ آپؓ جنگ بدر کے سب سے پہلے شہید ہیں۔

عبید بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصیؓ

آپ قرشی المطلبی اور ابوالحارث یا ابومعاویہ کنیت رکھتے تھے۔ سب سے اولین سریہ اسلامی کے سردار یہی بنائے گئے تھے۔ غزوہ بدر میں جب سرور عالم ﷺ نے اپنے گھر کے تین سرداروں کو جنگ میں جانے کا حکم دیا تو امیر حمزہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تیسرے بزرگ یہی تھے۔

عمیر بن ابو وقاص (مالک) بن صہیب بن عبد منافؓ

آپؓ قرشی الزہری ہیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص (العشرہ المبشرہ) فاتح ایران کے چھوٹے بھائی ہیں جنگ بدر میں شرکت کے وقت آپؓ کی عمر ۱۶ سال تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے انہی کو بوجہ صغر سنی واپس کرنا چاہا تو یہ رو پڑے، تب اجازت مل گئی آپؓ بڑی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ دشمنوں سے لڑے اور جام شہادت نوش فرما گئے۔

عاقل بن بکیر عبد یالیلؓ

آپؓ کا لقب ذوالشمالین اور کنیت ابو محمد تھی۔ آپؓ قبیلہ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔

عوف یا عوذ بن عفراءؓ= آپؓ انصاری نجاری تھے۔عفراء ان کی والدہ کا نام ہے۔اس اقبال بلند خاتون کے ساتوں فرزند غزوہ بدر میں شریک تھے آپؓ کے والد کا نام حارث ہے۔

حارثؓ (یا حارثہ بن سراقہ بن حارث)=

انصاری صحابی ہیں ان کی والدہ حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔جنگ میں آپؓ کے حلق میں تیر لگا اور شہید ہو گئے۔

یزید بن حارثہ یا حارث بن قیس بن مالکؓ

نجاری انصاری صحابی ہیں۔عمیر بن عمیر نقلہ کے دینی بھائی تھے۔

رافع بن معلے بن لوذانؓ= انصاری صحابی ہیں۔

معوذ بن عصراءؓ= انصاری صحابی تھے۔والد کا نام حارث اور والدہ کا نام عفراء تھا۔عوفؓ کے سگے بھائی تھے۔

عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرامؓ=

انصاری اسلمی مواخات میں حضرت عبیدہ مہاجر کے دینی بھائی ہیں۔دونوں زندگی میں بھی اکھٹے رہے اور بہشت بریں میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے رونق افروز خلد ہیں۔

عمار بن زیاد بن سکن بن رافعؓ= آپؓ انصاری الاشہلی ہیں۔آپؓ کے بھائی عمارہ بن زیاد اور ان کے چچا یزید بن سکن غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔

سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسیؓ= آپ کی کنیت ابو عبداللہ لقب سعد الخیر اور نقیب محمدی تھے۔باپ نے کہا تم ٹھہرو، میں جنگ بدر میں جاتا ہوں انہوں نے کہا، ابا جی مجھے جنت میں جانے سے نہ روکو۔ان کے والد خیثمہؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔پس شہید بن شہید اور صحابی

بن صحابی ہیں۔

بشیر بن عبدالمنذر بن زبی بن زید= آپؓ انصاری اولاوسی صحابی ہیں۔

درج بالا چودہ شہداء بدر ہیں جیسے ارشاد ہے۔

استشهد يوم بدر من المسلمين اربعة رجلاً (زرقانی)

بعض نے شہداء بدر کی تعداد ۲۲ بتلائی ہے۔ہمیں بروایت بعض تین نام اور ملے ہیں۔ (۱) سعد بن حولیؓ (۲) صفوان بن بیضاء فہریؓ (۳) عبداللہ سعید بن عاص امویؓ۔۔ اس طرح فہرست ہذا میں ۱۷ نام شامل کئے جا سکتے ہیں۔

شہدائے بدر کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے ہمراہ آپ پر پیش آنے والے معرکوں کی شہداء کی تفصیل......:

جنگ بدر	۱۴	بنی لحیان	۱۰
جنگ احد	۷۰	جنگ موتہ	۲۰
جنگ خندق	۱۳	سفر طائف	۳
جنگ حنین	۱۹	سفر صلح حدیبیہ	۴
جنگ خیبر	۱۸	فتح مکہ	۷
بیر معونہ	۶۷	متفرق	۷
غزوہ بنی مصطلق	۳	کل شہداء عہد نبیؐ	۲۵۶

☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

انیسواں باب

خلفاء ثلاثہ کے ناموں پر بارہ اماموں کی اولاد کے نام

حضرت علیؓ اوران کی اولاد کا خلفاء ثلاثہ سے محبت کا ایک مظاہرہ

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اورآپ کی والدہ اپنے اپنے بچوں کے نام حضرات خلفاء ثلاثہ (سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان) کے نام نامی پر رکھے تھے۔ محبت ومودت، عقیدت وعظمت کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی نے یہ دیکھا ہے کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں اور کافروں کے نام پر اپنے محبوب بچوں کے نام رکھے ہوں؟ کی کسی نے اپنے بچوں کے نام ابلیس، فرعون، ہامان، نمرود، شداد، ابوجہل اور ابولہب رکھے ہیں؟ کیوں؟ اس لئے کہ وہ خدا کے دشمن اور اس کے پیغمبر ﷺ کے دشمن تھے، ان کا نام رکھنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں اور اگر کسی نے کہہ بھی دیا تو پھر دیکھئے کتنی صلواتیں سناتے ہیں؟ اسی طرح معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرات خلفاء ثلاثہ وازواج مطہرات خدا اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوتے تو کیا خاندان نبوت کے یہ اکابرین کبھی ان کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام نامی رکھتے؟ سوچئے اور تقیہ کی نقاب الٹا کر دیکھئے! آپ کو حقیقت کا چہرہ روشن نظر آئے گا اور تمام شکوک وشبہات یکدم رفع ہوجائیں گے ۔ کوئی صاحب یہ نہ سوچیں کہ یہ سب فرضی قصے ہیں، نام کہیں نہیں تو لیجئے شیعہ حضرات کی مشہور اور معتبر کتابوں سے ان کا نام سلسلہ وار تحریر ہے۔

۱۔ اولاد علی المرتضیٰؓ:

حسنؓ، حسینؓ، عباسؓ، محمدؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، بلالؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، میمونہؓ وغیرہ

(تاریخ الائمہ ص ۴۳۔ کشف الغمہ اربلی (۶۸۷ھ) ص ۱۲۲۔ جلاء العیون (علامہ مجلسی ۱۱۱۱ھ) ص ۱۹۳۔ منتہی الامال (قمی ۱۳۵۹ھ) ص ۱۳۶)

۲۔ فرزندان حضرت حسنؓ:

...م، عبداللہ، حسن مثنیٰ، زید، عبدالرحمٰن، ابوبکر، عمر، اسمٰعیل وغیرہ

(تاریخ الائمہ ص ۶۳۔ کشف الغمہ ۱۷۱۔ جلاء العیون ص ۳۰۲)

۳۔ فرزندان حضرت حسینؓ:

عابد، علی اکبر، علی اصغر، زید، ابراہیم، محمد حمزہ، ابوبکر، جعفر، عمر وغیرہ (تاریخ الائمہ ص ۸۳)

۴۔ حضرت زین العابدینؒ نے اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ (تاریخ الائمہ ص ۹۹۔ کشف الغمہ ص ۳۰۔ جلاء العیون ص ۱۰۷)

۵۔ حضرت موسیٰ کاظم: نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر اور ابوبکر رکھا تھا۔ اور اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔ (تاریخ الائمہ ص ۶۳۔ کشف الغمہ ج ۳ ص ۱۰۔)

۶۔ حضرت علی رضاؒ: نے بھی اپنی لڑکی کا نام عائشہ رکھا۔

(کتاب الارشاد وکشف الغمہ ج ۳ ص ۸۶)

یہ وہ حوالے ہیں جو کتب شیعہ میں درج ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ یہاں تو تقیہ کی سیاہ چادر سے بھی تاریکی نہیں آسکتی۔ جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ ان حضرات گرامی قدر کے مابین عداوت ونفرت کے جو جو قصے اور حکایتیں وضع کی گئی ہیں وہ سب غلط اور جھوٹی ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ حضرات ...... آپس میں ایک دوسرے کے رفیق وشفیق، محب وناصح دوست ویار، ہمدرد وغم گسار اور قرآنی ارشاد رحماء بینھم کے کامل مصداق تھے۔ (از کتاب رحماء بینھم)

☆☆☆☆☆☆☆☆

بیسوں باب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے آزاد کردہ غلام صحابہ کرامؓ

☆ **حضرت ثوبانؓ:** یہ یمن کے باشندے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے خود خرید کر آزاد کر دیا، آپ نے آزادی کے بعد فرمایا، اگر اپنے خاندان میں جانا چاہتے ہے تو اختیار ہے اگر یہاں رہو گے تو میرے اہل بیت میں شامل ہوں گے، آپ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پاس رہنا ہی پسند فرمایا، حضرت ثوبانؓ کو پھر یہ شرف بھی ملا کہ آپ آخر تک جلوت اور خلوت میں آپ کے ساتھ رہے۔

☆ **حضرت بلالؓ بن رباح:** کنیت ابوعبداللہ، نام بلالؓ، والد کا نام رباح، والدہ کا نام حمامہ۔ اصل کے اعتبار سے حبشی تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے، امیہ بن خلف کے غلام تھے، آپ اسلام قبول کرنے والے پہلے سات آدمیوں میں سے تھے۔ اس طرح آپ سابقون الاولون میں شامل ہوئے۔ آپ نے قبول اسلام کے جرم میں بے شمار مصائب اٹھائے۔ آپ کی آواز شیریں تھی، مدینہ منورہ میں آپ کو مسجد نبوی کا موذن مقرر کیا گیا، معراج شریف کے بعد ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا: بلال میں نے تیرے قدموں کی آواز جنت میں سنی ہے۔

☆ **حضرت صہیبؓ بن سنان:** نام: صہیب، کنیت: ابو یحییٰ تھی، والد کا نام سنان، والدہ کا نام سلمٰی بنت قعید تھا۔ ان کے چچا فارس کی طرف سے مقام ابلہ میں حاکم تھے، لب دجلہ پر شب خون مارا، حضرت صہیب کو جو اس وقت کم سن تھے، پکڑ لیا، قبیلہ کلب کے لوگ ان کو خرید کر مکہ لے آئے، عبداللہ بن جدعان نے انکو خرید کر آزاد کر دیا۔ عبداللہ نے ان سے مواخذات کر لی تھی، آخر تک یہ ان کے ساتھ رہے۔ حضرت عمارؓ کے ساتھ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، یہ حضرت علیؓ کی معیت میں ہجرت کر کے

مدینہ تشریف لائے۔

انہیں صحابیؓ کی عظیم قربانی پر قرآنی آیت ''ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ'' نازل ہوئی۔

☆ **حضرت ابوفکیہہؓ:** نام بیسار، قبیلہ ازد یا صفوان بن امیہ کے غلام تھے، حضرت بلالؓ او صہیبؓ بن سنانؓ کی طرح آپ پر بھی مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، آتش خیز دوپہر میں تپتی ہوئی ریت پر منہ کے بل لٹا کر بھاری پتھر آپ پر رکھ دیا جاتا، آپ ظلم کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو جاتے۔

☆ **حضرت سلمان فارسیؓ:** اسلام سے پہلے آپ مجوسی الاصل تھے، آپ کے والد ایران کے شہر اصفہان کے باشندے تھے، والد کا نام یوذخشان بن مورسلان تھا۔ آپؓ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بعثت کی خبر پا کر عرب روانہ ہوئے، آپ کے ایمان لانے کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے، قبول اسلام کے بعد خندق سے لے کر آخر غزوات تک ہر جنگ میں آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں آپ گورنر مدائن تھے۔ درویشی اور فقیری آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی، آپ گورنر رہتے ہوئے بھی صرف ایک لباس رکھتے تھے، ایک بڑی عبا یا ہر وقت ساتھ رہتی تھی، رات کو نصف نیچے بچھاتے اور نصف اوڑھ لیتے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: سلمان علم سے پر ہے، آپؐ نے ان کو سلمان الخیر کا لقب عطا فرمایا تھا، آپ کی ۸۰ برس کی عمر میں وفات ہوئی۔ اصابہ میں آپ کی عمر ڈھائی سو برس لکھی ہے۔

☆ **حضرت زیدؓ بن حارثہ:** والد کا نام حارثہ، والدہ قبیلہ طے کی ایک شاخ بنو معن سے، ان کے مخالفین کی جنگ ہو گئی، آپ اس کشمکش میں گرفتار ہو کر مکہ کے بازار میں فروخت کر دیئے

گئے، حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہؓ بنت خویلد کی خدمت کے لئے انہیں ۴۰۰ درہم میں خرید لیا۔

سعادت مندی اور نصیبہ وری ملاحظہ ہو کہ آپ کو حضرت خدیجہؓ کی وساطت سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خدمت کا شرف عطا ہوا، اس وقت حضرت زیدؓ کی عمر آٹھ برس تھی، آپؐ نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنالیا، آپ واحد صحابیؓ ہیں جن کا نام قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت زید کے والد کو آپ کی گمشدگی کا بڑا صدمہ تھا، قیام مکہ مکرمہ میں ان کے خاندان کو خبر ملی کہ آخرالزمان پیغمبرؐ کے خدام سے ہیں، سب لوگ جمع ہو کر مدینہ آئے، والدہ، چچا اور بھائیوں نے آپ کو لیجانا چاہا مگر عشق ومحبت اور الفت محمدی کا ایسا منظر بھی دنیا نے دیکھا کہ حضرت زیدؓ نے رسول اللہ کو چھوڑ کر والدین کیساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ جب کہ اسدالغابہ کے مطابق اپنے بیٹے کی یاد میں یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے۔ ترجمہ: ''آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو اس کی یاد دلاتا ہے اور جب ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کی یاد کی ہوائیں چلتی ہیں، اور اس کی یاد بھڑکاتی ہیں، آہ میرا غم کتنا طویل، مرا خوف کتنا دراز ہے۔''
آپ کی شہادت جنگ موتہ میں ہوئی، آپ کے دولڑکے اسامہ بن زیدؓ، زید بن زید، ایک لڑکی رقیہ بنت زید پیدا ہوئے۔

☆ **حضرت عمار بن یاسرؓ**: نام عمار، کنیت ابوالیقظان، والد کا نام یاسر، والدہ کا نام سمیہؓ، آپ قحطانی النسل تھے، یمن اصل وطن تھا، یاسر اپنے دو بھائی حارث، اور مالک کے ساتھ ایک تیسرے گمشدہ بھائی کی تلاش میں مکہ پہنچے، وہ دونوں تو واپس چلے گئے، آپ نے بنومخزوم کے حلیف ہو کر ایک شخص ابوحذیفہ بن المغیرہ کی لونڈی سمیہ سے شادی کر لی، ان کے بطن سے عمار پیدا ہوئے، ماں کی وجہ سے یہ بھی غلام سمجھے جاتے تھے۔ ابوحذیفہ نے بچپن ہی سے ان کو آزاد کر دیا تھا، اسی بناء پر آپ بنومخزوم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

آپ کا شمار سابقون الاولون میں ہوتا ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، آپ نے چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عمارؓ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے حکم پر حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی، آپ کی والدہ حضرت سمیہؓ کو اذیت ناک مصائب کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ حضرت عمارؓ نے اسلام کے تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپ کے فضائل اور حالات زندگی پر کئی کتابیں موجود ہیں۔

☆ **حضرت سالمؓ**: کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام عبید بن ربیعہ، ایرانی النسل ہیں، یہ حضرت حذیفہ کی بیوی شبینہ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے، انہوں نے آزاد کر دیا تو حضرت ابوحذیفہ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا اور اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے ان کا نکاح کر دیا، اسی وجہ سے آپ مولی ابی حذیفہؓ بن عتبہ کے لقب سے مشہور ہوئے، ابتداء میں لوگ ان کو سالم بن حذیفہ بھی کہتے تھے۔
حضرت سالمؓ نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پورے دور میں اسلام کی بے مثال خدمات سرانجام دیں، جنگ یمامہ میں آپ ابوحذیفہؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔

☆ **حضرت ابورافعؓ**: آپ کا نام اسلمؓ تھا، کنیت ابورافع تھی، ابتداء میں آپ حضرت عباس کے غلام تھے، انہوں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کو ہبہ کر دیا، بعد میں آپ نے ان کو حضرت عباس کے ایمان لانے کی خوشی میں آزاد کر دیا۔ ان کا نکاح بھی حضرت خاتم المرسلین ﷺ ہی نے سلمٰی لونڈی سے کر دیا۔ جو صاحبزادہ ابراہیم کی آیا تھیں اور حضرت علیؓ کے ابتدائی عہد میں آپکا انتقال ہوا۔

☆ **حضرت شقران صالحؓ**: نام صالح، لقب شقران، آپ حبشی النسل تھے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے غلام تھے۔ انہوں نے حضرت خاتم المرسلینؐ کی خدمت میں بطور ہبہ

ہدیہ پیش کر دیا۔ حضرت خاتم المرسلین آپ کی اعلیٰ خدمات سے بہت خوش تھے۔

☆ حضرت خبابؓ بن ارت: نام خباب، کنیت ابوعبداللہ، قبیلہ بنوتمیم سے تعلق رکھتے تھے، عہد جاہلیت میں غلام بن کر مکہ میں فروخت کئے گئے۔ آپ عتبہ بن غزوان کے غلام تھے۔ آپ سابقون الاولون میں سے تھے، آپ نے اسلام کے لیے بے پناہ مصائب اٹھائے۔

☆ حضرت عتبہؓ بن غزوان: عتبہ بن نوفل کے غلام تھے، غزوہ بدر سمیت دو جنگوں میں آپ کے ساتھ شریک رہے، حضرت عمرؓ کے دور میں انتقال کیا اور خلیفہ دومؓ نے آپ کا نماز جنازہ پڑھائی۔

☆ حضرت ابو کبشہؓ: نام سلیم، کنیت ابو کبشہ، وطن اور نسب کے اعتبار سے آپ فارسی تھے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے خود خرید کر آزاد کر دیا۔

☆ حضرت زید بن مولیٰ: یہ حضرت خاتم المرسلین کے آزاد کردہ غلام تھے، حبشی النسل تھے۔

☆ حضرت عکرمؓ: کنیت ابوعبداللہ، بربر قوم سے تعلق رکھتے تھے، حصین بن الخیر العنبری کے غلام تھے، حصین نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ہبتہً آزاد کر دیا تھا۔ آپ نے چالیس برس تک حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اکیسواں باب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے نامور جرنیل اور سپہ سالار صحابہ کرامؓ

☆ حضرت ابوعبیدہ عامرؓ بن عبداللہ الجراح: آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے مل جاتا ہے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو آپ کی عمر ۲۷ سال تھی، آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمانؓ بن مظعون کی بیعت میں دار ارقم میں اسلام قبول فرمایا۔

آپ نے قریش مکہ کے مصائب سے تنگ آکر دو مرتبہ ہجرت فرمائی، آپ نے جنگ بدر میں اپنے باپ کو جو قبول اسلام کی وجہ سے آپ کے سخت دشمن تھے، کئی مرتبہ آپ پر حملہ کر چکے تھے، حمیت اسلامی کی وجہ سے ایک ہی وار میں ان کا کام تمام کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے تمام بڑی جنگوں میں اسلام کے ہراول دستہ میں شامل ہو کر حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی قیادت میں داد شجاعت دی، کئی سرایا میں آپ کو حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے مختلف علاقوں کی طرف مہمات پر روانہ فرمایا۔

عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں ابوعبیدہ نے شام کے کئی معرکوں میں تاریخی کارنامے سرانجام دیئے، عہد فاروقی میں آپ نے خراسان، اور فارس و روم کے بڑے بڑے معرکوں میں حیرت انگیز کردار ادا کیا، آپ کی بہادری کے کارناموں سے اسلامی تاریخ درخشندہ ہے، حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو جب ۱۷ھ میں معزول کیا تو آپ ہی اسلامی عساکر کا کمانڈان چیف مقرر کیا۔

آپ کا شمار عشرہ مبشرہ کے خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں ہوتا تھا، آپ کو رسالت مآب کی طرف سے امین الامتؓ کا لقب ملا تھا، حضرت عمرؓ کے دور میں ایک جنگ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ: کنیت ابواسحٰق، والد کا نام مالک، والدہ کا نام حمنہ، آپ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

فاتح مصر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ کے خوش نصیب صحابیؓ ہیں، انہوں نے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی رفاقت میں بڑی بڑی جنگوں میں قابل فخر کارنامے انجام دیئے۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی ایک ایسی خوشخبری اور مژدہ جانفزا آپ کو فرمایا کہ ہر انسان اس پر فخر کرسکتا ہے۔ آپ ایک نامور تیرانداز تھے، جنگ احد میں ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ''یاسعد ارم فداک ابی وامی ''اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ فتح مکہ سمیت تمام جنگوں میں آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے، عہد فاروقی میں روم وفارس کے ایک درجن سے زائد معرکوں میں آپ نے بہادری کے اعلیٰ نقوش چھوڑے، حضرت علیؓ کے آخر دور میں آپ نے مدینہ منورہ سے دس میل دور مقام عقیق پر ایک مکان میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ آپ کی مختلف بیویوں سے سترہ لڑکے اور سولہ لڑکیاں تھیں، آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ کئی جنگوں میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے پہرہ دار رہے، حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے کئی مرتبہ آپ کو دعاؤں سے نوازا۔

☆ حضرت خالدؓ بن ولید: کنیت ابوسلیمان، لقب سیف اللہ، والدہ لبابہ بنت حارث جو ام المومنین حضرت میمونہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ آپ بنومخزوم کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، ظہور اسلام کے وقت آپ کی عمر ۲۷ سال تھی، قبول اسلام کے بعد آپ نے سب سے پہلے جنگ موتہ میں شرکت کی، عین جنگ کے موقع پر آپ نے حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کے بعد جس طرح لشکر کی قیادت کی اور جس انداز سے آپ نے دشمن کو زیروزبر کیا اس سے پوری مسلم برادری حیرت زدہ ہوگئی۔
اس کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے اخری عہد تک اور آپ کے بعد عہد صدیقی اور عہد

فاروقی میں سینکڑوں معرکہ جات میں آپ نے تاریخ ساز کارنامے سرانجام دیئے، آپ نے ۱۲۵ لڑائیوں میں شرکت کی، ایک لڑائی میں بھی شکست نہ کھائی، آپ کے بارے میں عرب میں مشہور ہوگیا تھا...... '' عجزت النساء ان یلدن مثل خالد'' عرب کی عورتیں خالد جیسا بیٹا پیدا کرنے سے عاجز آگئی ہیں۔

☆ فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ: نام عمرو، کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام عاص اور والدہ کا نام نائلہ تھا۔ آپ نے غزوہ خندق کے بعد اسلام قبول کیا، فتح مکہ کے بعد غیر مسلم حکمرانوں کے نام خطوط اور تبلیغی مہمیں روانہ کرنے کی ذمہ داری حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے آپ کے سپرد کی تھی، آپ کی کاوش سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ میدان جنگ کے شہسوار ہی نہیں تھے بلکہ ایک اعلیٰ مدبر سیاست دان، صاحب عقل ودانش تھے۔ مسلیمہ کذاب اور طلحہ اسدی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف آپ کی کوشش قابل تعریف ہیں آپؓ نے قیصر وکسریٰ کے خاتمے، مصر، شام، اور افریقہ کے بے شمار معرکوں میں تاریخ ساز کردار ادا کیا، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے ادوار خلافت میں آپ کی جنگی خدمات قابل تحسین ہیں، روم کے خلاف لڑی جانے والی جنگ جس میں ایک لاکھ رومی قتل ہوئے، آپ ہی اس کے ایک حصے کے سپہ سالار تھے، آپ نے مصر اور شام کی فتوحات میں تاریخی کارنامے سرانجام دیئے۔

صحابہ کرامؓ کے اقوال وخطبات......علمی کشکول

☆ جنت کے درجوں کی تعداد قرآن کی آیت کے برابر ہے۔ (سیدہ عائشہؓ)

☆ اس آدمی کے لئے کیا فخر جو مٹی سے پیدا کیا گیا اور مٹی کی طرف لوٹ جائے گا اور پھر اسے کیڑے کھائیں گے۔

☆ تم روزمرہ اطاعت اسلام پر لگے رہو، مظلوم کی آہ سے بچو۔

Scanned with CamScanner

☆تم اپنے آپ کو اتباع خواہشات سے بچاؤ، جو خواہشات سے بچ گیا وہ فلاح پا گیا۔

☆تم خود بچو گے تو تمہیں بچایا جائے گا، سمجھو گے تو تمہیں سمجھایا جائے گا۔

☆عورتوں کا مہر زیادہ نہ باندھو، تقویٰ اختیار کرتے رہو۔

☆اگر تم قرآن سیکھو گے تو قرآن والے ہو جاؤ گے اس سے بہتر کوئی ہدایت نہیں۔

☆تمام کاموں سے بدتر بدعت ہے اور تمام کاموں سے بہتر حضور ؐ کی سنت ہے۔

☆جہاں ہو دین کے کسی شعبہ میں کام کرتے رہو۔

☆اپنے باطن کی اصلاح کر لو تو تمہارا ظاہر خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔

☆حضور ؐ نے عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننے سے منع کر دیا ہے۔

☆میں ایک مسلمان آدمی اور کمزور بندہ ہوں مگر میرا خدا میری امداد کرے۔

☆اے لوگو! اپنا ٹھکانہ پاک رکھو، اپنے کاموں کی اصلاح کر لو اپنی عورتوں کو ململ کے کپڑے نہ پہناؤ۔

☆شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔

☆تم اہل زمیں پر غالب آنے والے ہو، ہاں مگر مسلمان رہو۔

☆وہ آدمی فلاح پا گیا جو غصہ اور لالچ سے محفوظ رہا۔

☆جس نے رحم نہیں کیا اس پر رحم نہیں کیا جاتا، جس نے معاف نہیں کیا اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔ (عمر فاروقؓ)

☆لالچ فقیری ہے اور ناامید دولت۔

☆ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو گزر گئے ہیں اس کے بعد کوشش کرو اور غفلت نہ برتو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بائیسواں باب

نامور صحابیاتؓ کا مختصر تعارف

حضرت صفیہؓ ....: صحابہ کرامؓ احد میں جزوی ہزیمت کے بعد مدینہ آئے تو تہدید آمیز لہجے میں کہنے لگیں: تمہیں کیا ہو گیا حضور ؐ کے دانت شہید ہو گئے۔ بھائی حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکرے دیکھ کر صرف انا للہ پڑھا اور کھڑے ہو کر مغفرت کی دعا مانگی...... غزوہ احد میں نمایاں خدمات سرانجام دیں...... غزوہ خندق میں ہمت اور استقلال کی انتہا کر دی کہ ایک یہودی کو نہایت ہمت سے جہنم رسید کیا، وجہ صرف یہ تھی کہ وہ مسلم فوجوں کے داؤ معلوم کر رہا تھا اور انہیں اس کا نہایت قلق تھا۔

☆ام ایمنؓ ....: یہ حضور ؐ کی خادمہ تھیں۔ حضرت زید بن حارث سے نکاح ہوا۔ حبشہ کی طرف مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں زخمیوں کی خدمت کی۔ غزوہ خیبر میں بھی قابل ذکر خدمات سرانجام دیں۔ عمرؓ کی وفات پر رو رو کر کہنے لگی: اب اسلام کمزور پڑا ہے۔ عہد عثمانؓ میں وفات پائی۔ حضور ؐ سے چند روایتیں نقل فرمائیں۔ آپ ؐ فرماتے: ام ایمن میری ماں ہیں۔ ام ایمن کو حضور ؐ کی پرورش کرنے پر ناز تھا۔

☆فاطمہ بنت اسدؓ ....: حضور ؐ کے دادا کی بھتیجی تھیں، حضرت علیؓ کی والدہ، اسلام کا سب سے زیادہ ساتھ دینے والی عورت تھیں۔ مسلمانوں کیساتھ مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ نہایت خوش اخلاق تھیں، حضور ؐ آپ کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ (اسوہ الصحابیات ص ۱۱۱)

☆ام الفضلؓ ....: ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں، حضور ؐ کے چچا سے نکاح ہوا۔ حضرت عباس کی اکثر اولاد انہی کے بطن سے ہے۔ حضرت خاتم المرسلینؐ سے ۳۰ حدیثیں

روایت فرمائی ہیں۔

☆ام رومانؓ ....:ابوبکر صدیقؓ کی بیوی اور حضرت عائشہؓ کی والدہ تھیں۔ بہت زیادہ سخی دل اور صاحب فضل وکمال تھیں۔

☆حضرت سمیہؓ ....:عمار بن یاسر کی والدہ، اور اسلام کی سب سے مظلوم عورت تھیں، یہ پورا خاندان معتوب مشرکین تھا۔ جلتی ریت پر انہیں لٹایا جاتا، بالآخر نہایت بے دردی سے ابوجہل نے انہیں دو ٹکرے کردیا تھا۔ مگر جذبہ ایمانی میں سرمو فرق نہیں تھا۔

☆ام سلیمؓ ....:حضور اکرمؐ کی خالہ محترمہ، سلمٰی بن زید کی پوتی تھیں، یہ عبدالمطلب ثانی کی والدہ تھیں۔ ۱۴ احادیث ان سے مروی ہیں۔ حضرت خاتم المرسلینؐ نے ان کو جنت کی خوشخبری دی تھی۔

☆ام عمارہؓ..........:زید بن عاصم کی بیوی، غزوہ احد میں بڑی بامردی سے لڑیں۔ ایک کافر کو قتل کیا، ابن قیمہ نے روکا بعد میں بیعت رضوان، فتح مکہ اور خیبر میں شریک ہوئیں۔ عہد صدیقی میں جہاد کے لیے اپنے بیٹے کو لے کر اپنی خالہؓ کے ساتھ روانہ کردیا تھا۔

☆ام عطیہؓ..........:ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ سات معرکوں میں حصہ لیا، وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتی تھیں، ان کے سامان کی حفاظت کرتی تھیں۔ مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت خاتم المرسلینؐ کی بی[illegible] کو آپ نے غسل دیا۔ آپ نے نہلانے کی ترکیب سکھلائیں۔

☆فاطمہ بنت قیسؓ ....:ابتدائی دور کی مسلم عورت اور ہجرت سے مشرف تھیں۔ ابوعمرؓ بن حفصؓ کے بعد آپ کا دوسرا نکاح اسامہؓ سے حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ۲۳ھ میں اسلام کی مرکزی مشاورتی کونسل کا اجلاس آپ کے مکان پر ہوتا تھا۔ آپ نہایت عقیل اور جمیل عورت

تھیں، فاطمہؓ سے گیارہ احادیث منقول ہوئی ہیں۔

☆شفاء بنت عبداللہؓ ....: آپ کا نکاح ابوحثمہ بن حذیفہؓ سے ہوا۔ قبل از ہجرت مسلمان ہوئیں، آپ کے تبرکات محفوظ رکھنے کا شوق رکھتی تھیں، ۱۲۲ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

☆زینب بنت معاویہؓ ....:ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہوا، خود دستکاری کے کام میں ماہر تھیں، ابوعبیدہ محدث کبیر انہیں کے صاحبزادے تھے۔ ۴ احادیث کی راوی ہیں۔

☆اسماء بنت یزیدؓ ....:حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت کو ہر حال میں شوہر کی مرضی پر چلنا چاہیے، سونے کے کنگن جن کی زکوٰۃ نہ دی جائے، اس کی جگہ قیامت کو آگ کے کنگن پہنائے جائیں گے، ...... میں عورت سے مصافحہ نہیں کرتا۔ یہ روایات حضرت اسماءؓ سے مروی ہیں۔ یرموک کی لڑائی میں حضرت اسماء نے ۹ عیسائیوں کو قتل کیا۔

☆ام الدرداءؓ......: نام خیرہ ہے، حضرت ابوذرؓ کے عقد میں آئیں۔ (حافظ ابن عراب کے مطابق) وہ بڑی عالی فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں، چند روایات کی راوی تھیں۔

☆ام کلیمؓ ......: خالد بن ولیدؓ کی بھانجی، ان کے چچازاد بھائی عکرمہ بن ابوجہل سے نکاح ہوا، احد میں کفار کے ساتھ تھیں، مگر فتح مکہ میں کلمہ پڑھ گئیں، شوہر ان کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ معرکہ اخباردین میں حضرت عکرمہ کی شہادت کے خالد بن سعید العاص کے نکاح میں آئیں۔ مرج الصفر میں عیسائیوں کو بڑی دلیری سے قتل کیا تھا۔

☆ربیع بنت معوذؓ ....: ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ غزوات میں بھی شریک تھیں، زخمیوں کی تیمارداری کرتیں، اور مقتولین کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔ بیعت رضوان اور غزوہ حدیبیہ

میں شریک تھیں، ۲۱ روایات مروی ہیں۔

☆ ام ہانیؓ ....: نام فاختہ، علیؓ، جعفر طیارؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ ۴۶ روایات میں یہ فقیہ میں بھی مامور تھیں۔ (مرج ج ۳ ص ۳۳۱)

☆ فاطمہؓ بنت خطاب ....: حضرت عمرؓ کی بہن اور لائمی اسلام تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہی سے کلمہ پڑھا تھا۔

☆ اسماء بنت عمیسؓ ....: حضرت جعفر طیارؓ کی بیوی، حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، قوموں کی تبلیغ سے واپس آئیں، حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد غزوہ حنین کے موقع پر ہزر سے نکاح ہوا۔ ۶۰ احادیث ان سے مروی ہیں۔ حضرت عمرؓ ان سے اکثر خواب کی تعبیر پوچھتے۔

☆ اسماء بنت ابی بکرؓ ....: زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن زبیر کی والدہ تھیں۔ بیٹے کی شہادت پر ان جیسا صبر تاریخ میں کم ملتا ہے، نہایت متقی، جرات مند، صاحب استقامت اور صاحب کمال تھیں، حضرت خاتم المرسلین کی ۵۶ روایات ان سے مروی ہیں۔

☆ حضرت خنساءؓ ....: بڑھاپے میں پہنچ کر مدینہ میں مسلمان ہوئیں، عہد فاروقی میں قادسیہ کی لڑائی میں اپنے چاروں بیٹوں کو لیکر میدان کارزار میں پہنچی اور مندرجہ ذیل ایمان افروز کلمات فرمائے ....: ۱۔ پیارے بیٹو! تم نے اسلام کی خاطر یہاں ہجرت کی ہے۔ ورنہ تمہارا ملک اچھی جگہ تھی ......۲۔ تمہارے ملک میں قحط نہ تھا، تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ ......۳۔ خدا کی قسم تم ایک ماں اور ایک باپ کے بیٹے ہو، میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ چنانچہ بیٹے توحید سے مست ہو کر دشمن لشکر میں ایک ساتھ گھسے اور شہید ہوئے۔ خنساءؓ کو علم ہوا تو اللہ کا شکر ادا کیا۔ ان کی شہادت کے بعد لڑکوں کو مقرر کردہ وظیفہ ۲۰۰ درہم خنساء کو ملتا رہا۔ آپ کا دیوان نہایت ضخیم ہے

آپ بہت صاحب کمال شاعرہ تھیں۔

☆ ام حرامؓ ......: عمرو بن قیس انصاری کی بیوی تھیں، احد میں ان کی شہادت کے بعد عبادہ بن صامت سے نکاح ہوا۔ حضور اکرم ﷺ سے آپ نے فرمایا تھا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ امت کے لوگ اسلام کے لیے سمندر میں اتر رہے ہیں۔ ام حرام نے فرمایا: دعا فرمائیں، میں بھی ان میں شریک ہوں، چنانچہ امیر معاویہؓ کی فوجیں بحری لڑائیوں کے لیے جب فتح کرنے نکلیں، تو یہ ساتھ تھیں، اور اسی سفر میں انتقال ہو گیا۔ آپ سے چند حدیثیں مروی ہیں۔

☆ ام ورقہؓ ......: گھر کی عورتوں کی امام تھیں، رات کو قرآن پڑھا کرتی تھیں، اور تعلیم قرآن میں خاص شغف رکھتی تھیں۔ خلافت فاروقیؓ میں ان کے غلام نے شہید کر دیا۔

☆ ہندہؓ ......: حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی اور حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔ حضرت حمزہؓ کی دردناک شہادت کی ذمہ دار تھیں۔ اس دیدہ دلیری کے باوجود حضرت خاتم المرسلینؐ نے درگزر فرمایا۔ ہندہؓ نے جب کلمہ پڑھا تو جاتے ہی بت توڑ ڈالا۔ اور کہا ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔ یرموک کے بعد شام کی لڑائی میں فاروقیؓ فوجوں کے شانہ بہ شانہ اپنے شوہر ابوسفیان کے ساتھ شریک ہوئیں۔

☆ ام کلثومؓ بنت عقبہ ......: آپ عقبہ بن محیط کی بیٹی تھی، صلح حدیبیہ میں آپ نے مدینہ کی طرف سفر کیا، آپ کی ہجرت پر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

یایھا الّذین اٰمنوا اِذا جاءَ کم المومنٰت مھٰجراتٍ فامتحِنوھنّ.

☆ زینب بنت ابی سلمہؓ ......: ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ جب ام المومنین کا نکاح حضورؐ سے ہوا اور مدینہ میں شادی ہوئی، ایک ابوعبیدہ اور دوسرا لڑکا ان سے پیدا ہوئے، یہ بڑی فقیہ تھیں۔ ان سے بڑے بڑے ائمہ نے احادیث نقل کیں۔

Scanned with CamScanner

☆ام ابی ہریرہؓ......: اپنے صاحبزادے کے بعد حضورؐ کی دعا سے مسلمان ہوئیں۔

☆خولہ بنت حکیمؓ......: آنحضرتؐ کی خالہ ہے، عثمان مظعون سے نکاح ہوا، مسلمان ہو کر مدینہ ہجرت فرمائی، آپ سے ۱۵ احادیث منقول ہیں، وہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔ (مسند احمد)

☆حمنہؓ بنت جحش......: ام المومنین حضرت زینب کی بہن اور حضرت خاتم المرسلینؐ کی سالی تھیں، جلیل القدر صحابیؓ حضرت مصعبؓ کی بہن عمرؓ سے آپ کا نکاح ہوا، غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلاتیں اور بیماروں کی تیمارداری کرتیں، حضرت مصعبؓ کی شہادت کے بعد حضرت طلحہؓ سے نکاح ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیئسواں باب

وہ صحابہ کرامؓ جو برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے

حضرت خاتم المرسلین ﷺ نے ہر میدان میں اپنے رفقاء کو اعلیٰ تربیت سے نوازا تھا، آپ کے فیضِ صحبت سے جہاں وہ معلم اخلاق، معلم امت ریفارمر، اور مربی قرار پائے تھے وہاں وہ اولوالعزم شمشیر آزما اور جرات و شجاعت میں منفرد مقام کے حامل بن گئے تھے۔

صحابہ کرامؓ نے تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ کے باب میں حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی نیابت کا حق ادا کر دیا تھا، ان کی زندگیوں کا جہاز موسموں کے تھپیڑوں اور دھوور ومن کے اندھیروں میں اٹھکیلیاں کھاتا رہا تاہم جب وہ ساحل مراد پر لنگر انداز ہوا تو قوموں کی قومیں اور ملک کے ملک ان کے قدموں تلے آسودہ خواب ہو گئے۔ اہل خانہ اور کاروبار کو بالائے طاق رکھ کر صحابہ کرامؓ دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے۔

برصغیر میں صحابہ کرامؓ کی آمد کا باعث وہ وفد بنا جو سراندیپ سے حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر چلا مگر مدینہ پہنچنے سے پہلے آپؐ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے

چنانچہ چوتھی صدی کے مشہور سیاح اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر کیا ہے، سیاح کا نام بزرگ بن شہریار ناخدا رامہرمزی ہے۔

"جب جزیرہ سراندیپ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی جماعت میں دو سمجھدار آدمی روانہ کئے کہ وہ جا کر آپ کی دعوت کی خبر لائیں، مگر چند رکاوٹوں کے بعد جب وہ مدینہ پہنچے تو حضرت خاتم المرسلینؐ اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلافت کی مسند پر براجمان ہو چکے تھے۔ (خلافت راشدہ اور ہندوستان ص ۳۲ قاضی اطہر مبارکپوری)

Scanned with CamScanner

برصغیر کے مسلمانوں کا حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے پہلا رابطہ

مستدرک حاکم میں حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے……:

''ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مٹی کے گھڑے میں زنجبیل کا ہدیہ بھیجا جسے آپ نے ٹکرے ٹکرے کر کے صحابہ کرامؓ کو کھلایا'' (مستدرک ج ۴ ص ۳۵)

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی منشاء اور خواہش کے مطابق صحابہ کرامؓ کے قافلے اسلام کی سربلندی کے لیے برصغیر پہنچے۔ اس وقت فارس بھی ہند میں شامل تھا۔ ۱۶ھ میں جنگ فارس کے دوران اہل ہند سے بہت سے افراد نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔

ہند پر فوج کشی

ہند میں فوج کشی کا آغاز ۱۵ھ کو حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی وفات کے ۴ سال بعد حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہوا۔ عہد فاروقیؓ میں عثمان بن ابوالعاص ثقفی کو بحرین اور عمان کا گورنر بنایا گیا، گورنر بحرین نے اپنے بھائی حکیم بن ابی العاصؓ کو بمبئی کی بندرگاہ جس کا نام ''تھانہ'' تھا روانہ کیا۔ دوسری روایت کے مطابق حکیم بن ابی العاصؓ نے گجرات کاٹھیاوار بھروچ اور دیبل بلاد ھند پر سب سے پہلے اسلام کا پرچم لہرانے کی سعی کی۔

ہند، سندھ اور برصغیر کے دیگر علاقوں میں آنے والے صحابہ کرامؓ کے نام

۱۔ مغیرہ بن ابی العاصؓ……: (کمانڈر اسلامی فوج) سب سے پہلے دیبل کے قریب سندھ کے شہر ٹھٹھہ پر حملہ کر کے اسے اسلام میں داخل کیا، یہاں اسلامی اصلاحات نافذ کیں۔

۲۔ ربیع بن حارثؓ……: کرمان اور مکران کے علاقوں میں جہاد کیا۔

۳۔ حکم بن عمرو ثعلبی غفاریؓ……: مکران کے جہاد میں شریک ہوئے۔

۴۔ عبداللہ بن عبداللہ عتبان انصاریؓ……: مکران کے جہاد میں شریک ہوئے۔

۵۔ سہل بن عدی مالک خزرجی انصاریؓ……: جنگ مکران میں شریک ہوئے۔

۶۔ شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمیؓ……: جنگ مکران میں شریک ہوئے۔

۷۔ صحار بن عبداللہ عبدیؓ……: جنگ مکران میں شریک ہوئے۔

۸۔ عاصم بن عمرو تمیمیؓ……: اندرون سندھ اور بحستان کے علاقے فتح کیے۔

۹۔ عبداللہ بن عمیر اشجعیؓ……: بعض بلاد سندھ کے فاتح۔

۱۰۔ نسرین ولیسم بن تواعجلیؓ……: بلوچستان کا کچھ حصہ انہوں نے فتح کیا۔

۱۱۔ حکیم بن جبلہ اسدیؓ……: عہد عثمانیؓ میں برصغیر میں تبلیغ کا دین اور علاقائی معلومات کے لیے آئے۔

۱۲۔ عبیداللہ بن معمر بن عثمان قریشی تمیمیؓ……: فتح مکران کے بعد گورنر ہوئے۔

۱۳۔ عمیر بن سعدؓ……: فتح مکران میں نمایاں حصہ لیا بعد میں کچھ عرصہ تک گورنر مکران بھی رہے۔

۱۴۔ مجاشع بن مسعود بن ثعلبی سلمیؓ……: فتح مکران میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۵۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشیؓ……: بحستان اور کابل کی اسلامی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔

۱۶۔ خریت بن راشد تمیمی شقریؓ……: عہد علوی سندھ کے معرکوں میں شرکت کی

۱۷۔ عبداللہ بن سوید تمیمی شقریؓ……: عہد علوی سندھ کے معرکوں میں شرکت کی

۱۸۔ کلیب بن ابووائلؓ……: انہوں نے بھی حضرت علیؓ کے دور میں ارض ہند کے بعض علاقوں پر اسلامی پرچم لہرائے۔

Scanned with CamScanner

پشاور اور کابل کو فتح کرنے والے صحابہ کرامؓ

۱۹۔ مہلب بن ابوصفرا ازدیؓ۔ ۲۰۔ یاسر بن سوار بن ام عبدیؓ۔ ۲۱۔ عبداللہ بن سوار بن ام عبدیؓ۔ ۲۲۔ سنان بن سلمہ معذنیؓ ...... یہ چاروں صحابیؓ حضرت معاویہؓ کے عہد میں ۴۲ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ آئے، اس لشکر نے قلات اور سندھ کے بعض علاقوں کے علاوہ شہر بدھ اور کوہاٹ، بنوں، پشاور، کابل کو فتح کیا۔ حضرت سنان بن سلمہؓ کی قبر آج بھی اصحاب بابا کے نام سے علاقہ پشاور میں معروف ہے۔

(فتوح البلدان بلاذری)

۲۳۔ منذر بن جاوردی عبدیؓ......: بوقان اور قلات کی جنگوں میں شرکت فرمائی، اسی علاقے میں وفات پائی۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اہل رائے کے مشورے سے آپؓ خلیفہ بنائے گئے۔ آپؓ نے ۱۲ دن کم ۱۲ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض رقبے پر اسلامی خلافت قائم کی۔ آپؓ کے دور خلافت میں خلافت فاروقی کی بقیات اور اسکندریہ، آذربائیجان، افریقی ممالک، جزیرہ قبرص اور بڑی بڑی کئی سلطنتیں اسلام کے ظل عاطفت میں آگئیں۔ خراسان، طوس نیشاپور، ہرات، شیراز اور دیگر ایران کے باقی ماندہ علاقے بھی آپؓ ہی کے عہد میں فتح ہوئے۔

چوبیسواں باب

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے موذن صحابہ کرامؓ

اسلام کے فریضہ کے لیے لوگوں کو بلانے کے شرعی طریقہ کا نام ”اذان“ ہے۔ اسلام کا یہ حکم ایک انتہائی خوبصورت انداز کے طور پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے ہاں رائج ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اذان دینے والے کے لئے بڑی خوشخبری دی ہیں۔ جہاں جہاں تک موذن کی آواز جاتی ہے، قیامت کے دن یہ ساری جگہ اس پانچ وقتی اعلان کی گواہی دے گی۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دور میں جن صحابہ کرامؓ کو اذان دینے کا شرف ملا، ان میں درج ذیل اسماء قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباحؓ

۲۔ حضرت عبداللہ بن ام کلثوم قرشی عامریؓ

۳۔ حضرت سعد القرظؓ

۴۔ حضرت ابومحذورہؓ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچیسواں باب

صحابہ کرامؓ وخلفاء راشدین کی تعمیر کردہ مساجد ومکاتب

مسجد نبوی......۔اس کی تعمیر عہد عثمانی میں ہوئی۔

مسجد جمعہ......:حضرت خاتم المرسلینؐ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا تھا۔ (مدینہ)

مسجد فضیح۔:یہ مسجد قبا کے مشرقی جانب وادی کی کنارے ایک بلندی پر قائم ہے۔

مسجد ام ابراہیم۔یہ ماریہ قبطیہؓ کی جگہ تھی یہاں حضورؐ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد بنوظفر۔یہ مسجد نقع کے مشرقی جانب تھی۔

مسجد بنومعاویہ۔یہاں حضور ﷺ کی ایک دعا قبول ہوئی تھی۔

مسجد فتح۔غزوہ احزاب کی فتح کے لیے یہاں دعائیں مانگی گئیں تھیں۔

مسجد قبلتین۔تحویل قبلہ اس مسجد میں ہوئی تھی۔

مسجد السقیار۔سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی ذاتی زمین میں بنائی تھی۔

مسجد زیاب۔زیاب کے پہاڑ پر واقع ایک مسجد

مسجد احد۔احد پہاڑ میں واقع ایک مسجد۔

☆ طائف میں جہاں جہاں بت نصب تھے صحابہ کرامؓ نے انہیں ڈھا کر ہر جگہ مسجد تعمیر کی۔

مسجد عبدالقیس۔وفد عبدالقیس کے اسلام پر اس قبیلہ نے یہ مسجد بنائی۔

مسجد کوہ حنبل۔صفاء میں یہ مسجد اشاعت اسلام کی مرکز ثابت ہوئی۔

مسجد طلق بن علی۔طلق کی قوم اسلام لائی تو انہوں نے یہ مسجد بنوائی۔

مسجد نبویؐ کے متصل مسجدیں یہ ہیں.............:

مسجد بنوعمر، مسجد بنوساعدہ، مسجد بنوسلمہ، مسجد بنوراتج، مسجد بنوزریق، مسجد اسلم، مسجد بنوستان، مسجد بنوخطبہ، مسجد بنوبیا اور شمل وغیرہ۔

- بصرہ کے ہر قبیلہ نے اپنی اپنی مسجد تعمیر کی۔
- حضرت سعد نے مدائن میں مرکزی جامع مسجد قائم کی۔
- عتبہ بن فرقد نے موصل میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی۔
- لاذقیہ فتح ہوا تو عباذ بن مروت نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی۔
- عثمانؓ بن عاص نے متعدد مساجد بنوائیں۔
- حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی اور مسجد حرام کی وقتاً فوقتاً توسیع کی۔
- حضرت عثمانؓ جہاں نئی آبادی قائم کرتے وہاں لوگوں کے لیے مساجد تعمیر کرواتے۔
- حضرت عثمانؓ نے دیبل میں اشعث بن قیس کے ذریعہ ایک مسجد بنوائی۔
- حضرت امیر معاویہؓ نے جزیرہ قبرص میں بارہ ہزار فوجوں کے لیے متعدد مساجد بنوائیں۔
- عقبہ بن نافع فہری گورنر افریقہ نے متعدد مساجد بنوائیں۔
- عبدالرحمٰنؓ بن عوف گورنر بجستان نے وہاں کابل کی طرز پر ایک بے مثال مسجد تعمیر کروائیں۔
- سلمہ بن مخلد نے امیر معاویہؓ کے حکم سے مصر میں متعدد مساجد بنوائیں۔
- عہد فاروقیؓ میں تین ہزار مساجد اور ۵۰۰ جامع مساجد تعمیر ہوئیں۔

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے شعراء صحابہ کرامؓ

شاعری اور ادبیت، اہل عرب کا خاصہ ہے۔عرب شعراء نے محاضرات اور بلاغت وانشاء کو منفرد مقام عطا کیا، امرء القیس اور لبید جیسے شاعروں نے جہاں ایک طرف عربی ادب کو حسن صوت، حسن فصاحت سے آراستہ کیا وہاں معنویت اور حقیقت کے دریچے بھی کھولے۔

Scanned with CamScanner

شعراء نے اپنے کلام کے ذریعے عربی تمدن اور تہذیب کو جس انداز سے آشکار کیا، وہ انہی کا حصہ ہے، شعروسخن کے ذریعے عربوں نے تاریخ میں بلند مقام پایا۔ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے دور سے پہلے اشعار کو قبائل کی منقبت اور تفاخر واستکبار کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، اشعار کے ذریعے لات وہبل کی جے پکاری جاتی تھی، محمدیؐ انقلاب کے بعد اسلامی شعراء نے راستہ بدل کر توحید ورسالت کے عنوانات پر دیوان کے دیوان لکھ ڈالے۔

شعر گوئی عربوں کی خوراک تھی، بلاغت بیان ان کا خداداد عطیہ تھا، قبائل کے سردار، خاندانی شرافت کے حامل بیشتر افراد بغیر لکھنے پڑھنے کے بھی خوبصورت اشعار کہتے تھے۔

صحابہ کرامؓ جہاں اپنی توانائیاں جہاد بالسیف، جہاد باللسان کے ذریعے جہاں دین حنیف پر خرچ کی تھیں، وہاں قلب ونظر کے فطری افکار اشعار کی صورت میں دین مصطفوی کے تابع کر دیئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اشعار کے ذریعے مختلف مواقع، عظمت خدا اور سیرت مصطفیٰ کا خوبصورت نقشہ کھینچا کہ اردو زبان کی لغت اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ چند نامور شعراء صحابہ کرامؓ کا کلام ملاحظہ ہو..............:

حضرت ابوبکر صدیقؓ

یاعین فابکیٰ ولاتسامیٰ   وحق البکاء علی السید
علیٰ خیر خندفٍ عبدالبلاء   امسی یغسب فی الملحد
فکیف الحیوٰۃ لفقد الحبیب   وزین المعاشر فی المشہدٰ

اے آنکھ تو خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں، قسم ہے سرور دوعالم پر رونے کی قریش کے بہترین فرزند پر آنسو بہا، جو غم والم کے جلو میں سر شام گوشہ قبر میں چھپا دیا گیا۔
اب کیسی زندگی ہے حبیب ہی بچھڑ گیا......اور وہ نہ رہا جو زینت دوعالم تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ

غزوہ بدر میں فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے چند اشعار کہے۔

الم ترانّ اللہ اظہر دینہ ...علیٰ کلّ دینٍ قبل ذالک حائد
واسلبہ من اھل مکۃ بعدما...تداعوالی امرِمن الفی فاسد
غداۃ اجال الخیل فی عرضاتھا..مسوّمۃ بین الزبیر وخالد
فامسیٰ رسواللہ قدعزّذنصرہ..وامسیٰ عداہ من قتلٍ وشارد

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غالب کر دیا اس دین پر جو اس سے پہلے تھا، حق پھر غالب ہوا، اہل مکہ کو محروم کر دیا، حضور اکرم ﷺ سے جب ان لوگوں نے گرامی کے خیال فاسد سے یعنی آپؐ کے خلاف کمر باندھی پھر وہ صبح سویرے جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھائے گئے، جن کی باگیں چھوٹی تھیں، زبیر وخالد کے درمیان، بس رسول اللہ کو اللہ نے نصرت کا غلبہ عطا فرمایا اور ان کے دشمن قتل ہوئے اور دوسرے بھاگ گئے۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ

غنی النفس یغنی النفس حتیٰ یکفّھاوان مضھاحتّی یضربھا
الفقر وماعشرۃ فاصبر لماان یقتھابکائنۃ الاستعیبھایسر۔

ترجمہ: نفس کی بے نیازی نفس کو بے نیاز کر دیتی ہے گو اس کی احتیاج کاٹ ہی کیوں نہ دکھائے اگر تنگ دستی پر صبر کرو گے، تو فراخ دستی لازمی طور پر حاصل ہوگی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ

لعمری لقدجاھدت فی نصرِاحمدِ... ومرضاۃ ربّ بالعبادعلیم
اُریدثواب اللہ لاشیءٍ غیرہ ... ورضوانہ فی جنۃٍ ونعیم

ترجمہ: بے شک میری عمر حضرت محمد ﷺ کے دین کی مدد کرتے اور خدا کی رضا حاصل کرتے

Scanned with CamScanner

گزرگئی، میں اللہ کے ثواب کے علاوہ کسی چیز کا خواہستگار نہیں ہوں، اس کی مہربانیوں کے ساتھ جنت کا خواہستگار ہوں۔

حضرت کعبؓ بن زہیر

الی اللہ لاالعزّیٰ والاللات وحدہ.....فتنجوا اذ کان النجاۃ ولتسلیم

ترجمہ: خدا کے نزدیک لات وعزیٰ کی کوئی حیثیت نہیں تو نجات اسی وقت پائے گا جب تو خدا پر یقین کرلے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ

نبیٌ اتانابعدیاسٍ وفترۃٍ... من الرسل والاوثان فی الارض تعبد

فامسیٰ سراجاًمنیراًوھادیا ... یلوح کمالاح الصیقل المھند

ترجمہ: آپ ایسے نبی ہیں جو ناامیدی اور انبیاء کے سلسلہ بعثت کے طویل وقفے کے بعد ہم تک آئے اور اس وقت آئے جب زمیں پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

یہ ایک روشن چراغ، روشنی دینے والے ہادی بن کر آئے، جس کی چمک ایسی ہے، جیسا کہ ہندی تلوار چمکتی ہے، اس جہنم سے ڈرایا جنت کی بشارت دی، اسلام سکھایا، پس اللہ ہی ہے جس کی ہم حمد کرتے ہیں۔

۷۔ حضرت لبید بن ربیعہؓ۔۔۸۔ حضرت اسود بن سریعؓ۔۔۹۔ حضرت ایمن بن حریمؓ۔۔۱۰۔ حضرت ثمامہ بن آثالؓ۔۔۱۱۔ حضرت جارود بن عمروؓ۔۔۱۲۔ حضرت سراقہ بن مالکؓ۔۔۱۳۔ حضرت زید بن مہلہلؓ۔۱۴۔ حضرت صفوان بن معطلؓ۔۔۱۵۔ حضرت خرار بن ازورؓ۔۔۱۶۔ حضرت خرابر بن ازوورؓ۔۔۱۷۔ حضرت عمرو بن مرۃؓ۔۔۱۸۔ حضرت عامر بن اکوعؓ۔۔۱۹۔ حضرت عباس بن

مرداسؓ۔۔۲۰۔ حضرت فروہ بن مسیکؓ۔۔۲۱۔ حضرت فضالہ لیثیؓ۔۔۲۲۔ حضرت قیس بن عاصمؓ۔۔۲۳۔ حضرت ابو محجن ثقفیؓ۔۔۲۴۔ حضرت امیر معاویہؓ۔۔۲۵۔ حضرت زید بن حارثؓ۔۔۲۶۔ حضرت حسن بن علیؓ۔۔۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔۔۲۸۔ حضرت ابوطلحہؓ۔۔۲۹۔ حضرت ابوقیس صرمہؓ۔۔۳۰۔ حضرت حباب بن منذرؓ۔۔۳۱۔ حضرت حارث بن صمہؓ۔۔۳۲۔ حضرت خزیمہ ثابت انصاریؓ۔۔۳۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ۔۔۳۴۔ حضرت عمرو بن جموعؓ۔۔۳۵۔ حضرت قیس بن سعدؓ۔۔۳۶۔ حضرت کعب بن مالکؓ۔۔۳۷۔ حضرت محیصہ بن مسعودؓ۔۔۳۸۔ حضرت نعمان بن شراؓ۔۔۳۹۔ حضرت عبداللہ بن سلمہؓ۔

رضی اللہ عنہم

چھبیسواں باب

صحابہ کرامؓ کے جنگی کارنامے

جہاد کی اہمیت

اسلام میں جہاد کو مرکزہ حیثیت حاصل ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات سے اس کی فرضیت واہمیت ظاہر کی گئی ہے، اور حضرت خاتم المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے:

الجهاد ماضٍ الی یوم القیامه۔ ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔''

یہ فرضیت اس وقت لاحق ہوتی ہے، جب ظلم کا اندھیرا چھا جائے، یا کفر وشرک کے حواری اسلام کو مٹانے کے لئے سر پر چڑھ آئیں۔ ہاں مگر اسلام مدافعت کے ساتھ پیش قدمی کا بھی حکم دیتا ہے، متعدد تصریحات سے واضح ہے کہ غرور وانانیت کی سرکوبی اور ظلم کی آندھی روکنے کے لئے جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے ہر مقام پر جہاد کی اہمیت کو سمجھا اور گھر بار لٹا کر جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہر موقع پر کارزار میں کود پڑے۔ بعثت نبوی کے ۱۳ سال بعد، بعد از ہجرت جب جہاد فرض ہوا تو صحابہ کرامؓ نے جرات وشجاعت کے ناقابل فراموش کارنامے میدان جہاد میں سرانجام دیئے۔

صحابہ کرامؓ کا فوجی نظام

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے مبارک عہد ہی سے صحابہ کرامؓ باقاعدہ فوجی نظام قائم ہو گیا تھا۔ حضرت خاتم الانبیاءؐ ہر سال پندرہ سولہ سو نوجوانوں کا جائزہ لیتے اور انہیں فوج میں شامل کر لیتے تھے، آج کے دور میں پوری قوم کو فوجی بنانے سے اجتناب برتا جاتا ہے، لیکن صحابہ کرامؓ کے مذہبی جوش کا یہ حال تھا کہ بچہ بچہ فوج میں شامل ہونے کے لئے بے تاب رہتا تھا، اگر کسی کو اس عظیم خدمت کے سرانجام دینے کی اجازت نہ ملتی تو اسے سخت ملال ہوتا تھا، چنانچہ

ایک مرتبہ نوجوان کو جہاد میں شامل کرنے کی اجازت دے دی، تو سمرہؓ نے بھی اپنے آپ کو پیش کر دیا، لیکن کمسنی کے باعث ان کی درخواست مسترد کر دی گئی، اس بناء پر ان کو سخت صدمہ ہوا اور مایوسی کے لہجے میں عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ نے اس لڑکے کو اجازت دی اور میری درخواست قبول نہ کی، حالانکہ کشتی میں میں اس کو بچھاڑ دوں گا۔ اب حضرت خاتم المرسلینؐ نے کشتی کرائی اور سمرہؓ نے اسے بچھاڑ دیا، اس لئے آپؐ نے ان کو بھی شرکت جہاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جہاد میں شرکت سے متعلق سینکڑوں مثالیں موجود ہیں مگر بخوف طوالت ایک پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام کا فوجی شعار

مہاجرین وانصار کو اگرچہ اخوت اسلامی نے بھائی بھائی بنا دیا، تاہم صف جنگ میں دونوں اپنے فوجی شعار کی بناء پر الگ الگ نظر آتے تھے اور یہ ان کے لئے جوش ومسابقت کا بڑا سبب ہوتا تھا، انصار کا شعار عبدالرحمٰنؓ اور مہاجرین نے اپنا شعار عبداللہؓ قرار دیا تھا۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں کے نام بھی بطور شعار مقرر کیے جاتے تھے۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

فوج کی تقسیم

ہر جنگ میں فوج کے دستے مقرر کر دیئے جاتے تھے، تاکہ تازہ دم فوجیں ہر وقت تیار رہیں اور دشمن کو نئی آمدہ فوجوں کے خوف سے اسلامی فوجوں کی تعداد کا اندازہ نہ ہو سکے، چنانچہ مکہ میں صراحت کے ساتھ حضرت خاتم المرسلینؐ نے قبائل کے الگ الگ دستے مقرر فرمائے۔ (صحیح بخاری)

فوجی تعلیم وتربیت

حضرت خاتم المرسلین کو فوجی تربیت اور کوشش وکاوش کی ضرورت پیش آئی، خود صحابہ کرامؓ میں

تیراندازی کا ذوق وشوق ترقی کر گیا، حتی کہ مغرب کے بعد بھی مسجد سے نکل کر تیراندازی کی مشق کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان تیراندازی کا مقابلہ بھی ہوتا تھا تیراندازی کے علاوہ رسول اللہ ﷺ گھوڑ دوڑ بھی کرواتے تھے، اس میں بہت سے صحابہ کرامؓ شریک ہوتے تھے۔ اس فن میں سلمہؓ بن اکوع نہایت ماہر شخص تھے۔ اسی مشق کی بدولت انہوں نے کئی جنگوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ صحابہ کرامؓ جنگ کے مختلف ساز وسامان کو جمع کرنے اور ان میں مہارت پیدا کرنے کا بھی شوق رکھتے تھے، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے عروہ بن مسعودؓ اور غیلان بن سلمہؓ کو جرش بھیجا کہ وہاں سے منجنیق کے استعمال کا طریقہ سیکھ کر آئیں۔ یہ لوگ وہاں سے یہ فن سیکھ کر آئے تو طائف کے محاصرے میں ایسے ایسے آلات کا استعمال کیا گیا۔

صحابہ کرامؓ جنگ میں مختلف النوع طریقے استعمال کرتے تھے، مثلاً حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے کے مطابق خندق کھودی گئی اور دشمن کو اس حیرت انگیز طریقہ نے ہزیمت کا مزہ چکا دیا۔ زرقانی میں یہاں تک لکھا ہے کہ سب کفار نے یک زباں ہو کر کہا...... "یہ ایسی چال ہے، جس نے اہل عرب نا آشنا تھے۔" صحابہ کرامؓ دشمن پر شب خون بھی مارتے تھے وہ پہاڑوں، غاروں اور سنگلاخ پگڈنڈیوں کے راستوں میں جنگ کر کے دشمن کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے تھے۔

زخمیوں کی مرہم پٹی کا انتظام

شوق جہاد صحابہ کرامؓ تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ عورتیں بھی جہاد کے جذبے سے سرشار رہتی تھیں، وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے، مجاہدین کا آرام وآسائش کا انتظام کرنے کی خدمت کو نہایت دلسوزی اور خلوص سے انجام دیتی تھیں۔ ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ کرامؓ تھیں، معرکہ بدر میں انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے مریضوں کی تیمارداری کی اجازت دی جائے۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ)

غزوہ خیبر میں بغیر جبر واکراہ متعدد عورتیں شریک جہاد ہوئیں۔ آپ کو ان کا حال معلوم ہوا

تو بلا بھیجا، اور پوچھا تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ بولیں: یارسول اللہؐ ہم اون کاتتے ہیں، اور اس سے خدا کی راہ میں اعانت کرتے ہیں۔ ہمارے پاس زخمیوں کا علاج بھی ہے اور مجاہدین کے تیر اٹھا کے ان کو دیتے ہیں، اور ان کو ستو گھول کر پلاتے ہیں۔

ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں، جو آپؐ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوتی تھیں، اور مجاہدین کے سامان کی نگرانی کرتی تھیں، کھانا پکاتی تھیں، مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ غزوہ احد میں خود حضرت عائشہؓ شریک تھیں اور ام سلیمؓ اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر لاتیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ربیع بنت مسعودؓ کا بیان: ہم سب غزوات میں شریک ہوتے تھے، پانی پلاتے تھے، مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینے تک زخمیوں اور لاشوں کو اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ (بخاری کتاب الجہاد)

حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبویؐ میں خیمہ کی صورت میں ایک شفاخانہ قائم کیا تھا، جو زخمی ہو کر آتے، وہ اسی خیمے میں ان کا علاج کرتی تھیں، چنانچہ حضرت سعدؓ بن معاذ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ میں کیا گیا۔ (اصابہ)

جہاد کے لئے ساز وسامان

صدیق اکبرؓ نے تبوک میں گھر کا تمام سامان راہ خدا میں لٹا دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے غزوہ تبوک میں اپنے تمام ۹۰۰ اونٹ غلہ لدے ہوئے وقف کر دیئے۔ (اصابہ)

حضرت عمرؓ نے جہاد کے لئے ایک شخص کو اپنا پسندیدہ گھوڑا دیا تھا۔ (اصابہ)

ایک صحابیؓ اونٹنی کی ناک میں نکیل ڈالے ہوئے آئے اور کہا: یارسول اللہؐ! اس کو خدا کی راہ میں دیتا ہوں، آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن اس کے بدلے سات اونٹنیاں ملیں گی۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنی تمام زرہیں راہ جہاد میں وقف کر دی تھیں۔

نوفل بن حارثؓ نے غزوہ حنین میں تین ہزار نیزے رسول اللہ کی قدموں میں ڈھیر کر دیئے

Scanned with CamScanner

تھے، آپؐ نے فرمایا: ''تمہارے نیزے کفار کی ریڑھ کی ہڈیوں کو توڑ رہے ہیں''۔ (اسدالغابہ ج ۵ ص ۴۵)

عہد صحابہ کرامؓ کا فوجی نظام

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں فوج کی ترتیب اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔ خالدؓ بن ولید نے یرموک کی لڑائی میں رومیوں کے مقابلے میں ۳۶ دستے قائم کئے۔ اس پر علامہ طبری لکھتے ہیں۔ ''خالدؓ نے فوج کو اس آراستہ کیا کہ عرب نے اس سے پہلے اس قسم کی آراستگی نہیں دیکھی تھی۔

صحابہ کرامؓ کے فوجی جنگی قوانین

☆ مال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔ ☆ بدعہدی نہ کی جائے۔

☆ مقتولین کے ہاتھ پاؤں اور ناک نہ کاٹے جائیں۔

☆ بچے، بوڑھے، عورتیں اور راہب قتل نہ کئے جائیں۔

☆ جس آبادی میں مسلمان ہوں وہاں حملہ نہ کیا جائیں۔

☆ لوگوں کی جائداد اور مویشوں سے تعرض نہ کیا جائے۔

☆ اسیران جنگ کو ان کے اعزاء واقارب سے جدا نہ رکھا جائے۔

☆ لونڈیوں سے بغیر استبراء رحم کے مباشرت نہ کی جائے۔

☆ آبادیاں ویران نہ کی جائیں، پھل دار درخت نہ کاٹے جائیں۔

☆ نخلستان میں آگ نہ لگائی جائیں۔

صحابہ کرامؓ کے حیرت انگیز جنگی واقعات

☆ صحابہ کرامؓ نے مدائن میں داخل ہونا چاہا تو بیچ میں دریا پڑتا تھا، لیکن یہ سیلاب دریا میں کود

گیا۔ گھوڑے بحر ظلمات میں ڈال دیئے، مدائن والون نے اس منظر کو دیکھا تو کہا ''دیواں آمدند'' یہ کہہ کر شہر خالی کر دیا۔

☆ مغیرہؓ قید کر کے رستم کے دربار میں پیش کئے گئے تو وہ بلا تکلف رستم کے برابر جا کر بیٹھ گئے، خدام شاہی کی آنکھوں میں خون اتر آیا، جھپٹے اور مغیرہ کو دربار سے نیچے اتار دیا، مغیرہؓ گویا ہوئے: ''میں نے یقین کر لیا ہے کہ اب تم ضرور مغلوب ہو گے، کیونکہ تم نے مساویانہ حقوق چھوڑ کر ایک خدا مان لیا ہے، یہ راز تم ہی نے مجھ پر کھول دیا ہے، بخدا اب تمہاری سلطنت قائم نہیں رہ سکے گی۔'' تقریر سے سب درباری حیران ہوئے اکثر نے کہا: ایک غلام وقیدی نے سچی بات کہہ دی۔

☆ جنگ ایران میں ابوعبیدہؓ کے سامنے چند لذیذ کھانے پیش کئے گئے، انہوں نے کہا: کیا تم نے ساری فوج کی ضیافت کی؟ بولے ''نہیں'' فرمایا: ''ابوعبیدہؓ بدترین شخص ہوگا، اپنی فوج سے جدا ان کے کھانے سے بہتر کھانا کھائے۔ وہ وہی کھانا کھائے گا جو سب لوگ کھاتے ہیں۔ (طبری ص ۱۷۱ ج ۲)

☆ رومیوں کی جنگ میں رومی سالار قیقلار نے جاسوس بھیجا کہ مسلمانوں کی فوج کی اخلاقی حالت کا پتہ لگائے۔ اس نے پلٹ کر خبر دی کہ ''یہ لوگ رات کو خدا کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو شہسوار بن جاتے ہیں، اگر ان کے بادشاہ کی لڑکا بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دیتے ہیں، اگر زنا کرے تو سنگسار کر دیتے ہیں''۔ یہ سن کر سپہ سالار بول اٹھے: ''اگر یہ سچ ہے تو میرے لیے بہتر ہے کہ پیوندز میں ہو جاؤں۔''

☆ یرموک میں معرکہ آرائی میں صحابہ کرامؓ نے اس خیال سے کہ اب وہ ان کی جان ومال کی حفاظت نہیں کر سکیں گے، جزیہ اور خراج کی کل رقم ان کو واپس کر دی۔ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا: تمہاری عادلانہ حکومت ہمارے عیسائیوں کی ظالمانہ حکومت سے زیادہ بہتر ہے۔ ہم

تمہارے عامل کے ساتھ ہرقل کی فوج سے معرکہ آراء ہوں گے۔ یہودیوں نے قسم کھا کر کہا: ہم جب تک مغلوب نہ ہوں ہرقل کا عامل حمص میں داخل نہیں ہوسکتا۔

☆ ایک بار بمقام قادسیہ صبح کی اذان ہوئی تو صحابہ کرامؓ نماز کے لئے ایسے دوڑے کہ ایرانیوں کو دھوکا ہوا کہ حملہ کیا چاہتے ہیں، لیکن جب رستم نے دیکھا کہ یہ ایک روحانی آواز پر اس طرح جلد اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ تو بول اٹھا، عمرؓ میرا کلیجہ کھا گیا۔ ایک بار آپ سفر میں تھے کہ کفار نے ایک جاسوس بھیجا وہ آکر صحابہ کرامؓ میں بیٹھا اور چپکے سے نکل گیا۔ آپ نے حکم دیا: اس کو پکڑ و اور قتل کر ڈالو۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع تیزی سے گئے اور پکڑ کر قتل کردیا۔ (بخاری شریف)

حارثؓ بن یزید بکری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدنہ آیا، تو دیکھا مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی ہے، حضرت بلالؓ ننگی تلوار لئے کھڑے ہیں، سیاہ جھنڈیاں دور دور تک لہرا رہی ہیں۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ عمرو بن عاصؓ کو ایک جنگی مہم پر روانہ فرمارہے ہیں۔

قادسیہ کے بارے میں عیسائی مورخ رقم طراز ہے۔ ''وہ (صحابہ کرامؓ) دن میں شہسوار اور رات کو عابد شب زندہ دار ہوتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں ان کی تلاوت قرآن کی آوازوں سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح گونجتی رہتی تھی، وہ انسانوں میں شیر ہیں اور ایسے شیر جن سے اصل شیر بھی مشابہت نہیں رکھتے تھے۔ (تمدن عرب ص ۱۳۳)

☆ عمرؓ بن الخطاب جیسا جلیل القدر خلیفہ بیت المقدس کی فتح کے زمانے میں جب معائنہ کے لئے حیسہ میں جاتا ہے اور وہاں نماز کا وقت آجاتا ہے، تو بطریق مفرونولیس سے کہتا ہے کہ ''میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں'' وہ عرض کرتا ہے: امیر المومنینؓ! اسی جگہ پڑھ لیں۔ آپ انکار کرتے ہیں تو بطریق قسطنطنین کے گرجے میں نماز پڑھنے کے لئے لے جاتا ہے، یہاں بھی آپ انکار کرتے ہیں۔ اور گرجے کے باہر دروازے پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور بطریق سے فرماتے ہیں کہ ''میں نے گرجے میں اس لئے نماز نہیں پڑھی کہ مسلمان آئندہ اس دلیل پر کہ عمر

نے اس گرجے میں نماز پڑھی تھی، اس پر قبضہ نہ کرلیں''۔ اور ایک تحریر لکھ کر بطریق کے حوالے کرتے ہیں کہ ''کوئی مسلمان گرجے کی سیڑھیوں پر اذان اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا، البتہ تنہا ادا کرسکتا ہے۔'' اسلام کے اوج شباب کے زمانہ میں عمرؓ بن الخطاب کا یہ طرز عمل غیر مسلموں سے رواداری، ملکی انتظام میں گہری بصیرت اور دلوں کو مسخر کرنے کا ثبوت ہے۔

☆ خالدؓ بن ولید جیسا فاتح اور سپہ سالار قادسیہ کے معرکے سے پہلے ایران کے فرماں روا کو اس خیال سے خط لکھتا ہے کہ ''اگر وہ اطاعت قبول کرلیں تو ان کا ملک ان کے قبضے میں رہنے دیا جائے گا''۔ تو اس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ''ورنہ تم ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب اور مجبور ہوگے جو موت سے اس طرح محبت کرتی ہے جیسی محبت تم زندگی سے کرتے ہو''۔ اسی طرح ایران کے بڑے جاگیردار کو لکھتے ہیں۔ ''اما بعد! اسلام قبول کرلو تو امن وسلامتی میں رہوگے ورنہ جزیہ ادا کرو۔ ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے، اگر یہ بھی نہیں کرتے تو یاد رکھو! میرے ساتھ ایسی قوم ہے، جس کو موت ہی محبوب ہے جیسی کہ تم کو شراب محبوب ہے۔''

☆ عتبہ بن فرقد صحابیؓ نے جب آذربائیجان فتح کیا تو دو بڑی دیگوں میں ''خبیص'' (عرب کا ایک عمدہ کھانا) پکوا کر اور اس کو غرے سے ڈھکوا کر حضرت عمرؓ کے پاس تحفہ بھیجا۔ جب آپؓ کے سامنے پیش ہوا تو چکھ کر فرمایا: بہت لذیذ ہے، کیا تمام مہاجرین شکم سیر ہوکر اس کو کھاتے ہیں؟ قاصد نے کہا ''نہیں'' یہ مخصوص آپؓ کے لئے پکوایا گیا تھا، یہ سن کر اسی وقت عتبہ کو خط لکھا کہ ''خدا کے بندہ امیر المومنین عمرؓ کی جانب سے عتبہ بن فرقدؓ کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کا مال تمہاری اور تمہارے ماں باپ کی کمائی نہیں ہے۔ خبردار! آئندہ سے کوئی ایسی چیز نہ کھایا کرو، جس کو عام مسلمان پیٹ بھر کر اپنی فرودگاہ میں نہ کھا سکیں۔''

صحابیہ کرامؓ عورتوں کی جنگی خدمات

☆ احد میں حضرت خاتم المرسلینؐ پر کفار کا جب شدید حملہ ہوا، تو صرف چند جانثار رہ گئے تھے۔

Scanned with CamScanner

ام عمارہؓ حضور اکرم ؐ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، وہ اپنے شانوں پر تلوار روکتی تھی، ابن قیمہ کا حملہ شدت سے روکا، چنانچہ کندھے پر زخم پڑ گیا۔ انہوں نے تلوار ماری مگر وہ زرہ لپیٹے ہوئے تھے، اس لئے اثر نہ ہوا۔ جنگ مسیلمہ میں ام عمارہؓ نے اس جرات سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم آئے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔

☆ غزوہ خندق میں حضرت صفیہؓ نے نہایت ہوشیاری سے ایک یہودی کو قتل کیا۔ یہودیوں نے روکنے کی گہری تدبیریں کیں، حضرت صفیہؓ جب غزوہ حنین میں ام سلیمؓ کا خنجر لے کر میدان کارزار میں آئیں تو ان کی اولوالعزمی پر صحابہ کرامؓ دنگ رہ گئے

☆ جنگ تبوک میں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ، حضرت ام ابانؓ، ام حکیم خولہؓ، ہندہ، ام المومنین حضرت ام جویریہؓ نے انتہائی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔

☆ یرموک کی لڑائی میں اسماءؓ بنت یزید نے جو انصار قبیلہ سے تھیں، خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا۔

☆ عورتیں بحری لڑائیوں میں بھی شریک ہوئیں۔ ام حرامؓ نے جزیرہ قبرص کی لڑائی میں ۲۸ھ میں شرکت فرمائی۔ ☆ جنگ احد میں عائشہؓ ام سلیم نے مشکیں بھر بھر کر زخمیوں کا پانی پلایا۔ ☆ احد میں ام سلیمؓ انصار کے بیماروں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ اسی مقصد کے لیے وہ ہمیشہ حضور اکرمؐ کے ساتھ شریک ہوئی تھی۔

☆ ربیعؓ بنت معوذ وغیرہ نے شہداء اور مجروحین کو قتل گاہ احد سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا۔ ☆ ام زیادہ الشہوذؓ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی۔ وہ زخمیوں کو اٹھا کر لاتیں اور ستو پلاتی تھیں۔

☆ حضرت ام عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہ کرامؓ کے لیے کھانا پکایا۔

☆ اغواث کی جنگوں میں عورتوں اور بچوں نے گورکن کی خدمات سرانجام دیں۔

ستائیسواں باب

کرامات صحابہ کرامؓ

اسلام میں انبیاء کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی طرف بعض خوارق عادات کے ظہور کو خدائی قدرت اور مشیت الٰہی کا شاہکار قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں چاند کا ٹکرے ہونا، انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا، سمندروں سے پیدل گذر جانا، وغیرہ کے واقعات معہ شواہد موجود ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں پیش آنے والے واقعات ''کرامات'' اور انبیاء کرامؑ کی طرف سے پیش آمدہ ایسے واقعات کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ ایسے واقعات میں براہ راست کسی نبی یا ولی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، یہ خوارق عادات محض خدائی فضل اور قدرت سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پہلے لشکر کی روانگی

حضور اکرم ﷺ نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کیلئے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ میں یہ نشان اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقام ''جرف'' میں خیمہ زن تھا اور عساکر اسلامیہ کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال نبوی ﷺ کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقام ''جرف'' سے مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائل عرب مرتد کافر ہو گئے نیز مسیلمہ کذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔

اس انتشار کے دور میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ ''جیش اسامہ'' یعنی اسلام کو وہ لشکر جس کو حضور اکرم ﷺ نے حضرت اسامہؓ کی قیادت میں روانہ فرمایا تھا، وہ واپس آ گیا ہے، دوبارہ اس کو جہاد کے لئے

Scanned with CamScanner

روانہ کیا جائے، حضرات صحابہ کرامؓ بارگاہ خلافت کے اس اعلان سے انتہائی متوحش ہوگئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایسی خطرناک صورتحال میں جب کہ بہت سے قبائل اسلام سے منحرف ہوکر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کررہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرامؓ موجود ہیں۔ ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کا بالکل عساکر اسلامیہ سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا، چنانچہ صحابہ کرامؓ کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی ہیں، بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے جانشین پیغمبر! ایسے مخدوش اور پرخطر ماحول میں جب کہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات درپیش ہیں، آپ حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں، تاکہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کا قلع قمع کیا جائے۔

یہ سن کر آپؓ نے جوش غضب میں تڑپ کر فرمایا کہ: خدا کی قسم! مجھے پرندے اچک لے جائیں یہ مجھے گوارا ہے، لیکن اس فوج کو روانگی سے روک دوں، جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم ﷺ نے روانہ فرمایا تھا، یہ ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا، میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور اس میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا، چنانچہ آپؓ نے تمام صحابہ کرامؓ کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کردیا۔ خدا کی شان کہ جب جوش جہاد سے بھرا ہوا عساکر اسلامیہ کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف و جوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہوجانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں کا یہ لشکر دیکھ کر خوف ودہشت

سے لرزہ براندام ہوگئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفہ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریزرو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی یہ جنگجو قبائل جنہوں نے مرتد ہوکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا، خوف ودہشت سے سہم گئے، بلکہ بہت سے پھر تائب ہوکر آغوش اسلام میں آگئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کا لشکر مقام ''ابنیٰ'' میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف بہ پیکار ہوگیا اور وہاں بہت ہی خون ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہوا اور حضرت اسامہؓ بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرامؓ انصار ومہاجرین پر اس راز کا انکشاف ہوگیا کہ حضرت اسامہؓ کے لشکر روانہ کرنا عین مصلحت تھا، کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کردیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کردیا۔

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک بڑی کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات پر قبل از وقت منکشف ہوگئے اور آپؓ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جب کہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرامؓ کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۵۱، مدارج النبوۃ ج۲ ص۳۱۱)

حضرت ابوبکرؓ کے مدفن کے بارے میں غیبی آواز

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوگیا کہ آپؓ کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو شہدائے کرامؓ کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپؓ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے، لیکن میری دلی خواہش یہ تھی کہ آپؓ میرے اسی حجرہ میں

سپرد خاک کیے جائیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی قبر منور ہے، یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ''ضموا الحبیب الی الحبیب '' (یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو) خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے اور مسجد نبوی کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپؓ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور انور ﷺ کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر حبیب کے قرب خاص سے سرفراز ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۵۰)

حضرت عمر فاروقؓ کی عظیم کرامت

حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ'' بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمرؓ کا پتا پوچھا، لوگوں نے بتا دیا کہ وہ دو پہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دور قیلولہ فرماتے ہوئے تم کو ملیں گے۔ یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپؓ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا درہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہا امیر المومنینؓ کو قتل کر کے بھاگ جائے مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا بالکل ہی اچانک اس نے یہ دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیر المومنینؓ بیدار ہو گئے اور یہ دیکھا کہ عجمی کافر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور امیر المومنینؓ نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کے قصور کو معاف کر دیا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص

۱۷۲۔ وتفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۷۸)

تبصرہ: یہ روایت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کے لئے غیب سے ایسا سامان فراہم فرما دیتا ہے کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا اور یہ غیبی سامان اولیاء اللہ کی کرامت کہلاتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ؎

محال است چوں دوست دارو ترا ۔۔۔ کہ در دست دشمن گزارو ترا

یعنی اللہ تعالیٰ جب تم کو اپنا محبوب بندہ بنا لے تو پھر یہ محال ہے کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے ہاتھ میں کسمپرسی کے عالم میں چھوڑ دے بلکہ اس کی کبریائی ضرور دشمنوں سے حفاظت کے لئے اپنے محبوب بندوں کی غیبی طور پر امداد و نصرت کا سامان پیدا فرما دیتی ہے اور یہی نصرت ایمانی فضل ربانی بن کر اس طرح محبوبان الٰہی کے دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے، جس کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

''دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است''

قبر میں بدن سلامت

ولید بن عبد الملکؒ اموی کے دور خلافت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لئے بنیاد کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے او رسب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور اکرمؐ کا پائے اقدس ہے، لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی نے دیکھا اور پہچانا، پھر قسم کھا کر یہ فرمایا کہ یہ حضور انور ﷺ کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۴)

Scanned with CamScanner

حضرت عثمانؓ کی گستاخی کی سزا

حضرت ابوقلابہؒ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ "ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے" میں اٹھ کر اس کے پاس گیا ،تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑھا ہوا بار بار لگا تار یہی کہہ رہا ہے کہ "ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے" یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے ؟ یہ سن کر اس نے یہ کہا کہ اے شخص! میرا حال نہ پوچھ، میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے، میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا ،تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا، یہ دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے یہ دعا مانگی کہ "اللہ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے ۔اے شخص! میں امیر المومنینؓ کے پرجلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔

امیر المومنینؓ کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آچکا ہوں ۔تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونون ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ یقیناً ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و نہاد شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء مقصد نمبر ۲ ص ۲۲۷)

حضرت علیؓ کی کرامت

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے اپنی کتاب "طبقات" میں ذکر فرمایا ہے کہ "ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علیؓ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت حسن و حسینؓ کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کیلئے دعا مانگ رہا ہے اور زاز زار رو رہا ہے، آپؓ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین میں گھسٹتا ہوا آپؓ کے سامنے آیا۔ آپؓ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ: امیر المومنینؓ! میں بہت بیبے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں رات دن منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا، بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لئے بدعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل ہی اچانک میری ایک کروٹ کا فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا ،اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل! جہاں میں نے تیرے لئے بدعا کی تھی اسی جگہ اب میں تیرے لئے صحت و سلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظمہ لا رہا تھا کہ راستے میں ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آ کر دن رات رو رو کر خدا تعالیٰ سے اپنی تندرستی کے لئے دعا مانگتا رہتا ہوں، امیر المومنینؓ نے ساری سرگزشت

Scanned with CamScanner

سن کر فرمایا: اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہوگیا تھا تو اطمینان رکھ کہ خدا کریم بھی تجھ سے خوش ہوگیا ہے، اس نے کہا اے امیر المومنینؓ! میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہوگیا تھا۔ امیر المومنینؓ حضرت علیؓ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا اے شخص اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کھڑا ہوگیا اور چلنے لگا۔ آپؓ نے فرمایا: اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہوگیا تھا، تو میں ہرگز تیرے لیے دعا نہ کرتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج۲ص۸۶۳)

شیر خداؓ کی کرامت

مقام صفین کو جاتے ہوئے حضرت علیؓ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا، پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہوگیا۔ وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا، اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں جا کر پانی پئیں۔ یہ سن کر آپ نے خچر پر سوار ہوگئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو، چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی، تو ایک پتھر ظاہر ہوا، لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی، لیکن تمام آلات بے کار ہوگئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراڑ میں ڈال کر زور لگایا، تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوگیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہوگیا۔ لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کے تمام مشکوں کو بھی بھر لیا۔ پھر آپؓ نے اس پتھر کو اس جگہ پر رکھ دیا، گرجا گھر کا عیسائی راہب آپؓ کی یہ کرامت دیکھ سامنے آیا اور آپؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ فرشتہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپؓ

نبی ہیں؟ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا پھر آپؓ کون ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: میں پیغمبر مرسل محمد بن عبداللہ خاتم النبیین ﷺ کا صحابیؓ ہوں اور مجھ کو حضور اقدس ﷺ نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے، یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

آپؓ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمہ کو وہی ظاہر کرے گا، جو یا تو نبی ہوگا یا نبی کا صحابیؓ ہوگا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے کے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔ آج آپؓ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا، تو میری مراد بر آئی۔ اس لئے میں نے آپؓ کے دین کو قبول کر لیا۔ راہب کی تقریر سن کر آپؓ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپؓ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور پھر آپؓ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے، یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہوگیا اور آپؓ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگیا اور آپؓ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

(شواہد النبوۃ ص۱۶۴)

حضرت طلحہؓ کی لاش صحیح سلامت تھی

شہادت کے بعد آپؓ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپؓ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا، اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی، آپؓ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا، چنانچہ اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابیؓ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہؓ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں مدفون کر دیا، کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپؓ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔

Scanned with CamScanner

(کتاب عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵)

حضرت زبیرؓ کی باکرامت برچھی

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا عبید سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں ''ابوکرش'' ہوں، اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن العوامؓ جوش جہاد میں بھرے ہوئے مقابلے کے لیے اپنی صف سے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو، آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ برچھی اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیرؓ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا، تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی، لیکن برچھی کا سر مڑ کر خم ہو گیا تھا، یہ برچھی ایک باکرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے یہ برچھی طلب فرمائی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپؐ کے بعد خلفائے راشدینؓ کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز و احترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے، پھر حضرت زبیرؓ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آ گئی۔ یہاں تک کہ ۷۳ھ میں جب بنو امیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا، تو یہ برچھی بنو امیہ کے قبضہ میں چلی گئی اور پھر اس کے بعد لاپتہ ہو گئی۔ (بخاری شریف جلد۲ ص ۲۷۰، غزوہ بدر)

حضرت سعدؓ کی کرامت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی شکایت لے

کر امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کے دربار خلافت میں مدینہ منورہ میں پہنچے حضرت امیر المومنینؓ نے ان کی شکایات کی تحقیقات کے لئے چند معتمد صحابیوںؓ کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا کہ کوفہ شہر کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نماز کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں میں اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں دریافت کیا، تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمہ خیر کہا اور مدح وثناء کی، مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام ''ابوسعدہ'' تھا، اس نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی تین شکایات پیش کیں اور کہا ' لایقسم بالسَّوِيَّةِ ولا يسيرُ بالسَّرِيَّةِ ولا يَعدِل في القضية '' (یعنی یہ مال غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود لشکروں کے ساتھ جہاد نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے۔)

یہ سن کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فوراً ہی یہ دعا مانگی، اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی محتاجی کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے، عبدالملک بن عمیرؒ تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے اثر دیکھا کہ ''ابوسعدہ'' اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھنویں، اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھی اور وہ در بدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں؟ میں ایک بوڑھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں، کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بددعا لگ گئی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج۲ ص ۸۶۵ بحوالہ بخاری و مسلم و بیہقی)

Scanned with CamScanner

دشمن صحابہ کرامؓ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو، ورنہ میں تمہارے لئے بددعا کروں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپؓ کی بددعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپؓ کو جلال آ گیا اور آپؓ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ: یا اللہ! اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبیؐ کے صحابہ کرامؓ کی توہین کی ہے، تو آج ہی اس کو اپنے قہر کی نشانی دکھا دے، تا کہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا، تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے بچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعدؓ کو مبارکباد دینے لگے کہ آپؓ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرامؓ کا دشمن ہلاک ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۲۶)

ایک خارجی کی ہلاکت

ایک گستاخ نے حضرت علیؓ کو گالی دی، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ یہ سن کر رنج و غم میں ڈوب گئے اور جوش میں آ کر یہ دعا دی کہ "یا اللہ! اگر یہ تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو گالیاں دے رہا ہے، تو اس مجلس کے برخاست ہونے سے قبل ہی اس شخص کو اپنا قہر و غضب دکھا دے"۔ آپؓ کی زبان اقدس سے اس دعا کا نکلنا تھا کہ اس مردود کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے ڈھیر میں منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۶ بحوالہ حاکم)

حضرت سعدؓ کی ایک اور کرامت

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے، دوران سفر راستہ میں دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں، آپؓ نے لشکر کو دریا میں چل دینے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے آگے آپؓ یہ دعا پڑھتے ہوئے دریا پر چلنے لگے۔

نَستَعِینُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ وَحَسبُنَا اللّٰہُ وَنِعمَ الوَکِیل وَلَاحولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلّا باللّٰہ العلیّ العظیم

لوگ آپس میں بلا جھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے، گھوڑوں پر سوار، اپنے اونٹوں والے اونٹوں پر سوار، پیدل چلنے والے پاپیادہ، اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا پر اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ عثمان نہدیؒ تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابیؓ کا پیالہ دریا میں گر پڑا، تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو ان کا پیالہ مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پیادہ اور سوار کی تھی۔ (ایضاً و طبری ج ۴ ص ۱۷۱)

بے مثال مچھلی

آپؓ تین سو مجاہدینِ اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر "سیف البحر" میں جہاد کے لئے تشریف لے گئے، وہاں فوج کا راشن ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ چوبیس چوبیس گھنٹے میں ایک ایک کھجور بطور راشن کے مجاہدین کو دینے لگے، پھر اس موقع پر آپؓ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اچانک سمندر کی طوفانی موجوں نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا اور اس مچھلی کو یہ تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی

، یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے ۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی اس مچھلی کا ایک ٹکرا پیش کیا، جس کو آپ ؐ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق بنا کر بھیج دیا، یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لئے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں ، چنانچہ دونوں پسلیاں زمیں پر گاڑ دی گئیں، تو اتنی بڑی محراب بن گئی کہ اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۲۶ باب غزوہ سیف البحر)

حضرت حمزہؓ نے قبر سے جواب دیا

حضرت فاطمہ خزاعیہؓ کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہؓ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر السلام علیک یا عم رسول اللہ کہا تو آپ نے با آواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۳ بحوالہ بیہقی)

قبر میں سے خون نکلا

جب حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا، تو ایک نہر حضرت حمزہؓ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی ، لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپؓ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا، تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا، حالانکہ آپؓ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۴ بحوالہ ابن سعد)

حضرت خالدؓ بن ولید کی کرامت

روایت ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے مقام ''حیرہ'' میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر لشکر! آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں، ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دیں۔ آپؓ نے فرمایا: کہ لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپؓ کو دیا تو آپؓ ''بسم اللہ'' پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور ''کلبیؒ '' کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام ''عبد المسیح '' تھا، ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپؓ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی منہ میں ڈال لی'' بسم اللہ لایضرّ مع اسمہ شئی فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم ۔'' پڑھا اور یہ زہر کھا گئے ۔ یہ منظر دیکھ کر عبد المسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں ، یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو، ورنہ ان کی فتح یقینی ہے، چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گراں قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ہوا۔ (ایضا بحوالہ بیہقی وغیرہ)

جنازہ میں ستر ہزار فرشتے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سعد بن معاذؓ کی موت سے عرش الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

(زرقانی ج ۲ ص ۱۴۳ ۔ حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۸)

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرجیل بن حسنہؒ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کو خوشبو آنے لگی۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی۔ جب حضور اقدس ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمایا اور مسرت کے آثار آپ کے رخسار انور پر نمودار ہو گئے۔

(زرقانی ج ۲ ص ۱۴۳، حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۸، بحوالہ ابن سعد)

حضرت سعدؓ کے جنازہ پر فرشتوں کا ہجوم

حضرت سلمہؓ بن اسلم بن حریشؓ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ حضرت سعد بن معاذؓ کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا، مگر پھر بھی حضور اکرم ﷺ لمبے لمبے قدم رکھ کر پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھر کر باہر تشریف لائے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کے ساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے، حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی، اس لئے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۸ بحوالہ ابن سعد)

فرشتوں کا سایہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب صحابہ کرامؓ میرے والد حضرت عبداللہ انصاریؓ کی مقدس لاش کو اٹھا کر بارگاہ رسالتؐ میں لائے، تو ان کا یہ حال تھا کہ کافروں نے ان کے کان اور ناک کو کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی، میں نے چاہا کہ ان کا چہرہ کھول کر

دیکھوں، تو میری برادری اور کنبہ قبیلہ والوں نے مجھے اس خیال سے منع کر دیا کہ لڑکا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم سے نڈھال ہو جائے گا۔ اتنے میں میری پھوپھی روتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آئیں تو سید عالم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان پر روؤ یا نہ روؤ، فرشتوں کی فوج برابر ان کی لاش پر اپنے بازوؤں سے سایہ کرتی رہی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۵)

قبر میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی تلاوت

حضرت ابوطلحہ بن عبیداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زمین کی دیکھ بھال کیلئے "غابہ" جا رہا تھا کہ راستہ میں رات ہو گئی، اس لئے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کی قبر کے پاس ٹھر گیا۔
جب کچھ رات گزر گئی، تو میں نے ان کی قبر میں سے تلاوت کی اتنی بہترین آواز سنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرات میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ کو لوٹ کر آیا اور میں نے حضور اقدس ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوطلحہؓ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کر کے زمرد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرما دیا ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں، پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۸ بحوالہ ابن منذر)

حضرت خبیب بن عدیؓ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور قبیلہ انصار میں خاندان اوس کے بہت ہی نامی گرامی فرزند ہیں۔ بہت ہی پر جوش اور جانباز صحابیؓ ہیں اور حضور اکرم ﷺ سے ان کو بے پناہ والہانہ عشق تھا۔ جنگ بدر میں دل کھول کر انتہائی بہادری کے ساتھ کفار سے لڑے۔ جنگ احد میں بھی

آپ کے مجاہدانہ کارنامے شجاعت کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔لیکن ۴ھ میں عسفان ومکہ مکرمہ کے درمیان مقام ''رجیع'' میں یہ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے، چونکہ انہوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کے ایک مشہور سردار'' حارث بن عامر'' کو قتل کردیا تھا، اس لئے اس کے بیٹوں نے ان کو خرید لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنے گھر کی ایک کوٹھری میں قید کردیا، پھر مکہ مکرمہ سے باہر مقام ''تنعیم'' میں لے جا کر ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کردیا، اسلام میں یہ پہلے خوش نصیب صحابیؓ ہیں، جن کو کفار نے سولی پر چڑھا کر شہید کیا۔سولی پر چڑھنے سے پہلے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے گروہ کفار! سن لو! میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھتا رہوں، کیونکہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔مگر مجھ کو خیال آ گیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں، اسلئے میں نے بہت ہی مختصر نماز پڑھی، کفار نے آپؓ کو جب سولی پر چڑھا دیا، تو آپؓ نے چند وجد آفریں اور ایمان افروز اشعار پڑھے، پھر حارث بن عامر کے بیٹے ''ابوسروعہ'' نے آپؓ کے مقدس سینہ میں نیزہ مار کر آپؓ کو شہید کردیا۔آپ کی مندرجہ ذیل کرامات قابل ذکر ہیں۔

بے موسم کا پھل

جن دنوں یہ حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے، ظالموں نے دانہ پانی بند کردیا تھا اور ان کو زنجیروں میں اس طرح جکڑ دیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں دونوں بندھے ہوئے تھے۔اس زمانہ میں حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے خبیب (رضی اللہ عنہ) سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا، میں نے بارہا یہ دیکھا کہ وہ قیدی کوٹھری کے اندر زنجیروں میں بندھے ہوئے بہترین انگوروں کو خوشہ ہاتھ میں لئے کھا رہے ہیں، حالانکہ خدا کی قسم! ان دنوں مکہ معظمہ کے اندر کوئی پھل بھی نہیں ملتا تھا اور انگور کا تو موسم بھی نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۹ بحوالہ بخاری شریف)

مکہ کی آواز مدینہ تک پہنچی

جب حضرت خبیبؓ سولی پر چڑھائے گئے تو انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ یا اللہ! میں یہاں کسی کو نہیں پاتا جس کے ذریعے میں آخری سلام پیارے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا سکوں۔لہٰذا میرا سلام حضور اکرم ﷺ تک پہنچادے۔صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ مدینہ منورہ کے اندر اپنے اصحابؓ کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ بالکل ہی ناگہاں آپ نے بلند آواز سے وعلیکم السلام فرمایا۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس وقت آپؐ نے کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ تمہارا دینی بھائی خبیبؓ ابھی ابھی مکہ معظمہ میں سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور اس نے سولی پر چڑھ کر میرے پاس اپنا سلام بھیجا ہے اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۹)

ایک سال میں تمام قاتل ہلاک

روایت ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے وقت حضرت خبیبؓ نے قاتلوں کے مجمع کی طرف دیکھ کر یہ دعا مانگی ...... اے اللہ! تو میرے ان تمام قاتلوں کو گن کر شمار کرلے اور ان سب کو ہلاک فرمادے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ۔ایک کافر کا بیان ہے کہ میں نے جب خبیبؓ کو بددعا کرتے ہوئے سنا تو میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ خبیب کی نظر مجھ پر نہ پڑے، چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے تمام وہ لوگ جو آپ کے قتل میں شریک وراضی تھے، سب کے سب ہلاک وبرباد ہوگئے، فقط تنہا میں بچ گیا ہوں۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۹ وبخاری)

لاش کوز میں نگل گئی

حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ مقام تنعیم میں حضرت خبیبؓ کی لاش سولی

Scanned with CamScanner

پرلٹکی ہوئی ہے جو مسلمان ان کی لاش کو سولی سے اتار کرلائے گا، میں اس کے لئے جنت کا وعدہ کرتا ہوں ۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوکر راتوں کو سفر کرتے اور دن میں چھپتے ہوئے مقام تنعیم میں گئے، چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش بالکل تروتازہ تھی اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔ گھوڑے پر لاش کو رکھ کر مدینہ منورہ کا رخ کیا، مگر ستر کافروں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ جب ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ اب ہم گرفتار ہوجائیں گے تو ان دونوں نے مقدس لاش کو زمیں پر رکھ دیا، خدا کی شان دیکھئے کہ ایک دم زمیں پھٹ گئی اور مقدس لاش زمیں نگل گئی اور پھر زمیں اس طرح برابر ہوگئی کہ پھٹنے کا نام ونشاں باقی نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرب خبیبؓ کا لقب ’’بلیع الارض‘‘ (جن کو زمیں نگل گئی) ہے ۔ پھر ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ اے کفار مکہ ہم تو دو شیر ہیں جو اپنے جنگل جا رہے تھے ۔ اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھ لو۔ ورنہ اپنا راستہ لو۔ جب کفار نے دیکھ لیا کہ ان دونوں حضرات کے پاس لاش نہیں ہے، تو وہ لوگ مکہ واپس چلے گئے ۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴۱)

حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ

شہد کی مکھیوں کا پہرہ

چونکہ آپؓ نے جنگ بدر کے دن کفار مکہ کے بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں اور نامور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس لئے جب کفار مکہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی، تو ان کافروں نے چند آدمیوں کو اس لئے مقام رجیع میں بھیج دیا تا کہ ان کے بدن کا کوئی ایسا حصہ (سروغیرہ) کاٹ کر لائیں جس سے یہ شناخت ہوجائے کہ واقعی حضرت عاصمؓ قتل ہوگئے ، چنانچہ چند کفار ان کی لاش کی تلاش میں مقام رجیع تک پہنچ گئے مگر وہاں جا کر ان

کافروں نے اس شہید مرد کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں کے جھنڈ نے انکی لاش کے اردگرد اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے کہ جس سے وہاں تک کسی کا پہنچنا ناممکن ہوگیا ہے، اس لئے کفار مکہ ناکام ونامراد ہوکر مکہ واپس چلے گئے ۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۶۹ وزرقانی ج ۲ ص ۷۳)

سمندر میں قبر

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ کی ایک کافرہ عورت سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو حضرت عاصم بن ثابتؓ نے جنگ بدر میں قتل کر ڈالا تھا، اس لئے اس عورت نے جوش انتقام میں یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اگر مجھ کو عاصم بن ثابتؓ کا سر مل گیا تو میں ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ چنانچہ اس کے کچھ لوگوں کو بھیجا تھا کہ تم ان کا سر کاٹ کر لاؤ، میں اس کو بہت بڑی قیمت دے کر خرید لوں گی ۔ اس لالچ میں چند کفار مقام رجیع تک پہنچے، مگر جب انہوں نے شہد کی مکھیوں کا گھیرا دیکھا تو حواس باختہ ہوگئے، مگر یہ چند لالچی لوگ اس انتظار میں وہاں ٹھر گئے کہ جب کبھی یہ شہد کی مکھیاں اڑ جائیں گی تو ہم ان کا سر کاٹ کر لے جائیں گے۔ خدا کی شان کہ نہایت ہی زوردار بارش ہوئی اور پہاڑوں سے برساتی نالہ بہتا ہوا اس میدان میں پہنچا اور اس زور کا ریلا آیا کہ کفار جان بچانے کیلئے بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کی مقدس لاش پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی سمندر میں پہنچ گئی۔

روایت ہے کہ جس دن عاصم بن ثابتؓ نے اسلام قبول کیا تھا، اسی دن خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہ تو کسی کافر کے بدن کو ہاتھ لگاؤں گا نہ کسی کافر کو موقع دوں گا کہ وہ میرے بدن کو چھو سکے، اللہ اکبر! خدا کی شان کہ زندگی بھر تو ان کا یہ عہد پورا ہوتا ہی رہا مگر شہادت کے بعد بھی خداوند قدوس نے ان کے اس عہد کو پورا فرمادیا کہ کفار ان کے مقدس بدن کو ہاتھ نہ لگا سکے، پہلے شہد کی مکھیوں کا پہرہ لگا دیا پھر برساتی نالوں نے ان کے بدن مبارک کو ان کے مدفن تک

Scanned with CamScanner

پہنچادیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۹ بحوالہ بیہقی و کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۸)

دنیا میں جنت کی خوشبو

حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے دن حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو حضرت سعد بن الربیعؓ کی لاش کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ملیں، تو ان سے میرا سلام کہہ دینا، چنانچہ جب تلاش کرتے کرتے میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی، میں نے حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچادیا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہہ دینا اور سلام کے بعد عرض کر دینا کہ یا رسول اللہؐ! میں جنت کی خوشبو میدان جنگ میں سونگھ چکا اور میری قوم انصار سے میرا یہ آخری پیغام کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک آدمی بھی زندہ رہا اور کفار کا حملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا، تو خدا تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوسکتا اور تمہارا وہ عہد ٹوٹ جائیگا جو تم لوگوں نے بیعت العقبہ میں کیا تھا، اتنا کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۰ بحوالہ بیہقی)

غسیل الملائکہ

حضرت حنظلہؓ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے، جب ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا، تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ جنگ احد کی رات میں اپنی بیوی کیساتھ سوئے تھے اور غسل کی حاجت ہوگئی تھی مگر وہ رات کے آخری حصہ میں دعوت جنگ کی پکار سن کر اس خیال سے بلا غسل میدان جنگ کی طرف دوڑ پڑے کہ شائد غسل کرنے میں اللہ کے رسول کی پکار پر دوڑنے میں دیر لگ جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے شہادت کے بعد ان کو غسل دیا ورنہ شہید کو غسل دینے کی ضرورت

ہی نہیں ہے۔ اسی واقعہ کی بناء پر حضرت حنظلہؓ کو "غسیل الملائکہ" (فرشتوں کے نہلائے ہوئے) کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ و مشکوٰۃ شریف وغیرہ)

لاش آسمان تک بلند ہوئی

جنگ بیر معونہ میں ستر صحابہ کرامؓ میں سے صرف عمر بن امیہ ضمریؓ زندہ بچے، باقی سب جام شہادت سے سیراب ہوگئے۔ ان ہی شہداء کرامؓ میں سے حضرت عامر بن فہیرہؓ جب شہید ہوگئے تو ایک دم ان کی لاش زمین سے بلند ہو کر آسمان تک پہنچی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ زمین پر اتر آئی اور اس کے بعد ان کی لاش تلاش کرنے پر نہیں ملی، کیونکہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۵۷)

تواریخ ایام وفات

نامور صحابہ کرام

- ☆ یوم وفات خلیفہ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ
- ☆ یوم شہادت خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروقؓ یکم محرم الحرام ۲۴ھ
- ☆ یوم شہادت خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ
- ☆ یوم شہادت خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰؓ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ
- ☆ یوم وفات خلیفہ پنجم سیدنا حسنؓ بن علیؓ ۱۵ رمضان المبارک ۴۹ھ
- ☆ یوم وفات خلیفہ ششم سیدنا امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ ۲۲ رجب المرجب ۶۰ھ
- ☆ یوم وفات شہادت حوری رسول سیدنا زبیرؓ ۱۰ جمادی الثانی ۳۶ھ
- ☆ یوم وفات شمشیر رسالت سیدنا طلحہ ۱۰ جمادی الثانی ۳۶ھ
- ☆ یوم وفات سید الشہداء سیدنا حمزہؓ ۱۵ شوال المکرم ۳ھ
- ☆ یوم وفات شہید کربلا سیدنا حسینؓ بن علیؓ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ

اٹھائیسواں باب

آخری گذارش

صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیعہ اور خمینی نظریات

پوری کتاب کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اسلام میں صحابہ کرامؓ کو انتہائی اعلیٰ مقام حاصل ہے۔خود اسلام کی عظمت اور اس کی تعلیمات کا فروغ بھی اسی گروہ کے تقدس سے وابستہ ہے۔قرآن، احادیث رسولؐ، خاندان نبوت، شیعہ کے مزعومہ بارہ امام حتیٰ کہ عیسائی، یہودی اور ہندوؤں تک ہر دور کے مورخین اور اس کالروں نے انتہائی کھلے دل سے صحابہ کرامؓ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ ہر صدی اور ہر عہد کی بڑی بڑی شخصیات نے خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور اہلبیت عظامؓ کی عظمت وصداقت، دیانت وعدالت کو نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ انکی عدالت کے اقرار کو اسلام کا حاصل اور بنیادی نقطہ قرار دیا ہے۔

کسی عیسائی اور یہودی کو آج تک یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ صحابہ کرامؓ کی جماعت کو منافق، شیاطین، بد باطن، بدکردار، بدقماش تحریر کرے۔

صحابہ کرامؓ کی عظمت کے عقلی اور نقلی شواہد کے ساتھ ہم نے عہد نبویؐ اور عہد خلافت میں ان کے کردار، ان کے کارناموں، خدمات، نصب العین، طرز زندگی، کرامات، اخلاق وکردار، طرز حکومت، باہمی تعلقات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ جملہ تفصیلات جاننے کے بعد اسلام میں صحابہ کرامؓ کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہی ....اب ہم قارئین کے سامنے شیعہ اور خمینی نظریات کا مختصر نقشہ پیش کررہے ہیں، جس سے یہ بات واضح ہوگی کہ کس قدر ڈھٹائی، ہٹ دھرمی، ضد، بغض، یہودیت نوازی کرتے ہوئے شیعہ علماء ومفکرین، قدیم روافض (ابن سباء وغیرہ) جدید روافض (خمینی وغیرہ) نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں کافر

، منافق، مرتد اور العیاذ باللہ اس سے بڑھ کر غلیظ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

شیعہ کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاف کی کئی وجوہات ہیں، ان میں ایک وجہ شیعہ کا صحابہ کرامؓ کے بارے میں غیر اسلامی نظریہ پیش کرنا ہے۔انتہائی اختصار کے ساتھ شیعہ عقائد کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

خمینی کی کتاب کشف الاسرار صفحہ نمبر ۱۲۱ پر درج ہے

''وہ فارسی کی کتابیں جو مجلسی مرحوم نے ایرانی لوگوں کے لئے لکھی ہیں، انہیں پڑھتے رہو تاکہ اپنے آپ کو کسی اور بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو''۔

اصحابؓ رسولؐ کے بارے میں خمینی کا نظریہ

اگر بالفرض قرآن میں رسولؐ کے بعد کے لیے امام کا (یعنی حضرت علیؓ) نام بھی ذکر کردیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت وخلافت کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا جن لوگوں نے حکومت وریاست کی طمع ہی میں برسہا برس سے اپنے آپ کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کررکھا تھا اور چپکا رکھا تھا جو اسی مقصد کے لئے سازش اور پارٹی بندی کرتے رہے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کرکے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہوجاتے، جس حیلے اور جس پینترے سے بھی انکا مقصد (یعنی حکومت واقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور بہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے۔

(کشف الاسرار ص۱۱۲،۱۱۳)

خمینی صاحب نے صفحہ ۱۱۷ پر مخالفت عمر با قرآن خدا کا باب قائم کرکے آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کیا ہے، اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظمؓ کی شان میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔''این کلام یاوہ کہ از اصل کفر وزندقہ ظاہر شدہ، مخالف است با آیاتے از قرآن کریم'' (کشف الاسرار ص۱۱۹)

Scanned with CamScanner

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کو صراحتاً کافر قرار دیا گیا ہے۔(نعوذ باللہ)

عبارات مغلظہ از کتاب حکومت اسلامی اردو ترجمہ تالیف خمینی صاحب ، ناشر مکتبہ رضا ۱۴/۶/۷۴ فیڈرل بی ایریا کراچی

عبارت = ضروریات مذہب میں یہ بات داخل ہے کہ کوئی بھی آئمہ کے مقام معنویت تک نہیں پہنچ سکتا۔

عبارت = پہلے دو خلفاء نے اپنی شخصی وظاہری زندگی میں حضور اکرمؐ کی سیرت کو اپنایا تھا اگر چہ دوسرے بہت سے معاملات میں حضورؐ کی مخالفت کی تھی۔(ص۳۲)

عبارت = خلفاء ثلاثہ (ابوبکر، عمر، عثمان) معاویہ، خلفاء بنی امیہ، خلفاء بنی عباس اور جو لوگ ان کے حسب منشاء کام کیا کرتے تھے ان سب سے احتجاج کیا جائے گا کہ تم نے نظام حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیوں کیا؟ (حصہ دوم ص۹)

خلفاء ثلاثہ کے لئے (معاذ اللہ) لعنہم اللہ (کا ہر جگہ استعمال کیا گیا)

عبارت = دشمنان آل محمد و بنی امیہ لعنہم اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد اسلامی حکومت حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں نہیں دی۔(ص۲۴)

خمینی کے پیشوا ملا باقر مجلسی کے نظریات

آزاد کردہ غلام حضرت علی ابن الحسینؑ از حضرت خاتم المرسلین پرسید کہ برابر تو حق خدمت است مرا خبر دہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند۔(حق الیقین ص۵۴۲)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین سے ان کے آزاد کردہ غلام نے دریافت کیا کہ مجھے ابوبکر و عمر کے حال سے آگاہ فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کافر تھے۔

مفصل پرسید کہ مراد از فرعون وہامان درایں آیۃ چیست حضرت فرمودہ کہ مراد ابوبکر و عمر است (حق الیقین ص۳۷۸)

ترجمہ: مفصل نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ قرآن کی اس آیت میں فرعون وہامان سے کون مراد ہیں؟ حضرت نے فرمایا ابوبکر و عمر۔(نعوذ باللہ)

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک کنواں ہے کہ اہل جہنم کنویں کے عذاب کی شدت وحرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور پھر اس کنویں میں آگ کا ایک صندوق ہے جسکی شدت وحرارت کے عذاب سے اس کنویں والے پناہ مانگتے ہیں، اس کنویں میں چھ آدمی پہلی امتوں کے حضرت آدم کا بیٹا قابیل، جس نے ہابیل کو قتل کیا تھا، نمرود، فرعون اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سامری ہوگا اور چھ آدمی اس امت سے ہوں گے، ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ، خوارج کا سربراہ اور ابن ملجم۔(ص۵۲۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک دن کوفہ سے باہر نکلا تو اچانک شیطان سے ملاقات ہوگئی، میں نے شیطان سے کہا تو عجب گمراہ شقی ہے، تو شیطان نے کہا: امیر المومنین! آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ خدا کی قسم میں نے آپ والی بات خدا تعالیٰ کے سامنے جب کہ ہمارے درمیان کوئی تیسرا نہ تھا نقل کی تھی ..... کہ الٰہی! میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے مجھ سے زیادہ شقی تر پیدا نہیں کیا، خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ: نہیں میں نے تجھ سے زیادہ شقی تر مخلوق پیدا کی ہے، جاؤ! جہنم کے خازن سے میرا اسلام کہو اور اسے کہو کہ مجھ کو ان کی صورت اور جگہ دکھاؤ...... میں نے اس سے کہا تو خازن جہنم مجھے لے کر اول و دوم سوم چہارم پنجم اور ششم وادی جہنم سے ہوتا ہوا ساتویں جہنم کی وادی میں پہنچا--- وہاں کی دیکھا کہ دو شخص ہیں کہ ان کی گردن میں آگ کی زنجیریں ڈالی ہوئی ہیں اور انہیں اوپر کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اوپر ایک گروہ کھڑا ہے جن کے ہاتھ میں آگ کے گرز ہیں وہ ان دو کے سر پر مارتے ہیں، میں نے مالک جہنم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو اس نے کہا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا نہیں دیکھا کہ یہ...... ابوبکر و عمر ہیں۔ (حق الیقین ص۵۲۹)

Scanned with CamScanner

امام جعفر امام مہدی (یعنی امام غائب) کے دوبارہ آنے کی تفصیلات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں...... جب مدینہ میں وارد ہوں گے تو ان سے ایک عجیب امر ظہور پذیر ہوگا...... وہ یہ کہ...... حضرت ابوبکر و عمر کی نعشوں کو قبروں سے باہر نکال کر ان کے جسم سے کفن کو اتار کر انہیں درخت پر لٹکا کر سولی دی جائے گی...... پھر ان دونوں ملعونوں کو اتار کر بقدرت الٰہی زندہ کیا جائے گا اور پھر انکو سولی پر لٹکایا جائے گا اور امام مہدی کے حکم سے زمین سے آگ ظاہر ہوکر انہیں جلا کر راکھ کر دے گی آپ کے شاگرد مفصل نے دریافت کیا اے میرے سردرا ! کیا یہ آخری عذاب ہوگا ؟...... حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ ایک دن رات میں ان کو ہزار مرتبہ سولی پر لٹکایا جائے گا اور زندہ کیا جائے گا۔ (ایضاً صفحہ ۴۶۔۴۵۔۴۷)

عبارات مغلظہ از کتاب چراغ مصطفویؐ اور شرار ابولہبی حصہ اول مصنف اشتیاق کاظمی ناشر جامعہ زینبیہ بخاری مارکیٹ لاہور۔

عبارت = کیا صحابی اسی کو کہتے ہیں جو رسول اکرم کو اذیت پہنچائے اور پھر رسول کریم پر اتری ہوئی کتاب کو جلانے کا آرڈر دیدے، صرف اپنی بادشاہت کے بل بوتے پر سنی لوگ ان لوگوں کے ایسے تمام عیوب پر پردہ ڈالنے کے لئے صحابی کا لیبل چمٹا دیتے ہیں لیکن صحابی کی سند ان لوگوں کو لعنت سے نہیں بچنے دے گی کیونکہ لعنت اپنے گھر خود تلاش کر لیتی ہے۔ (صفحہ ۳۱۔۳۲)

عبارت = خدا جانے مسلمانوں نے علی کو چوتھی جگہ کیسے تسلیم کر لیا، ہمارا مشورہ تو یہی ہے کہ علی کو ان جیسے لعنتی خلفاء کے درمیان میں سے نکال کر کوئی اور ان جیسا رکھ لیجئے گا۔ (صفحہ ۱۵)

عبارت = اب صحابہ کرام کے خلاف زبان درازی کرنے والے کے خلاف تو آرڈیننس جاری ہوتے ہیں اور صحابہ کرام بھی وہ جو کافر و مرتد تھے مثلاً معاویہ، ابو ہریرہ، وغیرہ وغیرہ۔ (صفحہ ۷۹)

عبارات مغلظہ از کتاب کلید مناظرہ موافف مولوی برکت علی شاہ وزیرآبادی (پنجاب) ناشر شیخ سرفراز علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور

۱۔ابوبکر بزدل ہونے کے علاوہ احمق بھی تھا۔ (حالات ہجرت ص ۱۲۲)

۲۔(عائشہ و حفصہ) جبلی طور پر عیار کینہ پرور اور ٹیڑھے دل والی تھیں۔ ص ۳۱۹)

۳۔ابوبکر اور شیطان کا ایمان مساوی ہے۔ (حالات ابوبکر ص ۱۰۸)

۴۔ثلاثہ مسلمان نہ تھے۔ (دعویٰ ہبہ فدک ص ۱۴۸۔۲۱۱)

۵۔ثلاثہ بت پرست تھے۔ (ص ۱۳۵)

عبارات مغلظہ از کتاب قول مقبول فی وحدہ بنت رسول مصنف غلام حسین نجفی جامعۃ المنتظر ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

۱۔ابوبکر صدیق و عقیل بن ابی طالب پہلے درجے کے پھکو باز تھے۔ (ص ۳۰۷)

۲۔جناب عثمان ذوالنورین نے اپنی بیوی ام کلثوم کی موت کے بعد ان کے مردہ جسم کے ساتھ ہم بستری کر کے نبی کریم کو اذیت پہنچائی۔ (ص ۴۲۰)

عبارات مغلظہ از کتاب سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم تالیف غلام حسین نجفی سرپرست شعبہ تبلیغ جامعۃ المنتظر ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

۱۔ابوبکر اور شیطان کا ایمان برابر ہے (ص ۸۳)۔

۲۔جناب عمر جہنم کا تالا ہے۔ (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیٹ ہوتا) (ص ۲۳۰)

۳۔جناب عمر اپنی بیوی سے غیر فطری طریقہ سے ہمبستری کرتا تھا۔ (ص ۳۳۶)

۴۔جناب عمر رات کے وقت لوگوں کے گھروں میں جھانک کر ان کے عیب تلاش کرتا تھا۔ (جو کہ قرآن حکیم کی مخالفت ہے) (ص ۴۳۲)

ناظرین ! آپ نے قرآن و حدیث کی واضح تصریحات کے بعد خمینی اور شیعہ کے نظریات

Scanned with CamScanner

ملاحظہ کیجئے ! اب نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن وحدیث اور چودہ سو سالہ اکابرین اسلام کی واضح ہدایات کے مقابلے میں شیعہ افکار کا اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق ہے۔ امید ہے کہ اس آئینے میں شیعہ کو پرکھنے کے بعد ناموس صحابہ کرامؓ کی جدوجہد اور نصب العین کو سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام ہیں جنہیں زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی۔

- حضرت سیدنا ابوبکر صدیق
- حضرت سیدنا عمر فاروق
- حضرت سیدنا عثمان غنی
- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ
- حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ
- حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف
- حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص
- حضرت سیدنا سعید بن زید
- حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح
- حضرت سیدنا زبیر بن العوام

خلفاء راشدین

- حضرت سیدنا ابوبکر صدیق
- حضرت سیدنا عمر فاروق
- حضرت سیدنا عثمان غنی
- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ
- حضرت سیدنا حسن بن علی
- حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان

ازواج مطہرات اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن

- سیدہ خدیجۃ الکبریٰ
- سیدہ عائشہ صدیقہ
- سیدہ اُم حبیبہ
- سیدہ میمونہ بنت حارث
- سیدہ صفیہ بنت حیی
- سیدہ جویریہ بنت حارث
- سیدہ سودہ بنت زمعہ
- سیدہ اُم سلمہ
- سیدہ زینب بنت خزیمہ
- سیدہ زینب بنت جحش
- سیدہ حفصہ بنت عمر
- سیدہ ماریہ قبطیہ

Scanned with CamScanner